فتح نامہ ٹیپو سلطان / اضراب سلطانی

از حسن علی عزّت

مرتبہ: ڈاکٹر محمد صبغۃ اللہ

مالک پبلی کیشنز: بنگلور۔۳۲

فتح نامہ ٹیپو سلطان / اضراب سلطانی

از

ملک الشعراء

حسن علی عزّت

۱۲۰۰ھ

مطابق

۱۷۸۵ء

مرتبہ

ڈاکٹر محمد صبغۃ اللہ

C جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

نام کتاب	فتح نامہ ٹیپو سلطان / اضراب سلطانی
شاعر	حسن علی عزّت
قیمت	۱۰۰ روپے
اشاعت	پہلی بار ۱۹۹۰ء
	دوسری بار ۲۰۰۲ء
تعداد	۵۰۰
ناشر	مرتب

ملنے کا پتہ :۔

مالک پبلی کیشنز نمبر ۵۰۔۱۲ فورتھ مین نیو بک ہاؤز داونگرہ

وسنتپا بلاک گنگا نگر بنگلور۔۰۳۲ ۵۶۰

فہرس

۱۔ پیش لفظ ۵

۲۔ مقدمہ ۹

۳۔ حسن علی عزت ۱۰

۴۔ مفرح القلوب ۱۰

۵۔ مثنوی فتح نامہ ٹیپو سلطان
/اضراب سلطانی ۱۱

۶۔ رزمیہ مثنوی ۱۱

۷۔ بلوم ہارٹ کا بیان ۱۲

۸۔ مثنوی کا خلاصہ ۱۳

۹۔ مثنوی کا تعارف ۱۴

۱۰۔ تعداد اشعار ۱۵

۱۱۔ سنِ تصنیف ۱۵

۱۲۔ مخطوطات ۱۶

۱۳۔ کردار نگاری ۱۷

۱۴۔ مکالمہ نگاری ۱۷

۱۵۔ واقعہ نگاری ۲۱

۱۶۔ منظر نگاری ۲۴

۱۷۔ مثنوی میں علاقائی عناصر ۲۶

۱۸۔ ادبی جائزہ ۲۸

۱۹۔ تبصرہ ۳۹

۲۰۔ مثنوی اضراب سلطانی ۱

۲۱۔ کتابیات ۷۴

پیش لفظ

اصناف سخن میں مثنوی کار آمد اور مفید صنف ہے۔کیونکہ اور کوئی صنف مسلسل مضامین بیان کرنے کے قابل نہیں ہے۔اور قافیے اور ردیف کا التزام بھی نہیں ہے۔اس کے برعکس غزل، قصیدہ اور مرثیے میں قافیے کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔عرب میں مثنوی کا رواج نہیں تھا اور عام طور پر قصیدے ہی لکھے جاتے تھے ۔اس لئے تاریخ قصیدہ یا تصوف کو ظاہر کرنے کے لئے ایک کتاب بھی نہیں لکھی جا سکی۔ جب محور شاعری ایران کو منتقل ہو گیا تو دو مشہور صنفیں وجود میں ایک غزل اور دوسری مثنوی۔غزل نے فارسی اور اس کے بعد اردو میں جو مقبولیت حاصل کی اظہر من الشمس ہے۔اس کے علاوہ فارسی کی مثنویاں بھی شہرۂ آفاق بن گئیں۔عرب شاہنامہ کو قران العجم کہتے ہیں۔اور مثنوی مولانا روم کی نسبت ''ہست قرآن در زبان پہلوی'' کہا گیا ہے۔مثنوی میں تسلسل ہوتا ہے اور آسان اور رواں بحر استعمال ہوتی ہے مگر دراصل شاعر کے ہنر کا کمال یہیں ظاہر ہوتا ہے ۔کیونکہ جب تک شاعر کو جب تک زبان پر عبور حاصل نہ ہو جذبات کو یوں ظاہر کرے کہ قاری پڑھ کر بے چین ہو جائے۔ واقعات کی ایسی تصویر کشی کرے گو کہ اس کے سامنے یہ واقعات پیش آرہے ہیں اور سب سے بڑھ کر زور بیاں اور زیب داستاں کے لئے مبالغہ آرائی بھی ہو۔اگر مبالغہ غلو کی حد تک پہنچ جائے تو وہ حقیقت سے بعید ہو جائے گا۔فردوسی نے اپنے شاہنامے میں اپنے ہیرو رستم کی دلیری شجاعت اور بہادری کا تذکرہ کیا ہے۔ایک زمانہ تھا کہ اس کو پڑھ کر رستم کی غیر معمولی عظمت اور بڑائی کا یقین دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔مگر خود اس نے کہا ہے کہ 'منم کردہ ام رستم داستاں وگرنہ یلے بود در سیستاں' میں نے ہی رستم کو ایک شجیع ، بہادر پہلوان بنا دیا وگرنہ یہ سیستان کا ایک معمولی سا پہلوان تھا۔اپنے زور بیان سے اس نے دنیا بھر میں رستم کا نام روشن کر دیا۔شاعری اکتسابی نہیں بلکہ وجدانی ہوتی ہے۔جب تک کہ قدرت نے شاعر کے دل میں یہ مادّہ ودیعت نہ کر دیا ہو کوئی شاعر نہیں بن سکتا۔ ہزاروں سال پرانے واقعات لوگوں سے سن سن کر فردوسی نے جمع کئے اور اپنے موزونیٔ طبع اور زور بیان سے یوں لکھا کہ شاہنامے کا ثانی کوئی نہیں لکھ سکا۔جس مثنوی میں کوئی تاریخی واقعہ بیان کیا جاتا ہے،اس میں مضمون آفرینی اور بلند پروازی کی ضرورت نہیں بلکہ ربط کلام کا رکھنا خاص کر جب اس میں تاریخی قصہ بیان کیا جائے نہایت ضروری ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قصہ کی بنیاد ناممکن اور فوق العادت باتوں پر نہ رکھی جائے۔مبالغہ اس حد تک درست ہو کہ عقل

سلیم اسے مان سکے ورنہ بے قدر اور سبک بن جاتا ہے اور آخر میں یہ کلام مقتضائے حال کے موافق ہو۔

اردو میں بزمیہ اور رزمیہ دونوں قسم کی مثنویاں لکھی گئیں ہیں مگر چند ایک کو چھوڑ کر تمام کی بنیاد فرضی واقعات یا تراجم پر مشتمل ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس وقت شمال میں فارسی غزلیات اور تفنن طبع کے لئے اردو میں غزلیں کہی جا رہی تھیں جنوب میں دکھنی زبان میں بے شمار مثنویاں لکھی گئیں۔ زیادہ تر عشقیہ مثنویاں جیسے قطب مشتری، چندر بدن ومہیار وغیرہ۔ مگر رزمیہ مثنویوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ مثلاً خاور نامہ اور نصرتی کا علی نامہ۔ علی نامہ یوں بھی معتبر اور قابل قدر کارنامہ ہے کہ نصرتی نے اس مثنوی میں علی عادل شاہ کے فتوحات کی بڑے موثر انداز میں خاکہ کشی کی ہے اس میں زور بیان اور روانی اپنے انتہا تک پہنچ جاتی ہے۔ وجہی کی قطب مشتری بھی اہم مثنوی ہے۔ اگرچہ اس مثنوی میں فرضی واقعات کسی قدر شامل ہیں۔ مگر یہ سب زیب داستان کے لئے ہیں۔ وگرنہ قطب مشتری جیسے حسن وعشق کے چرچے اس زمانے میں عام تھے جس کی بنیاد پر یہ مثنوی لکھی گئی۔

مثنوی فتح نامہ ٹیپو سلطان / اضراب سلطانی ایک رزمیہ مثنوی ہے۔ حسن علی عزّت عہد سلطانی کے ملک الشعراء تھے۔ جن کی دو تصانیف مفرح القلوب اور اضراب سلطانی ہیں۔ مثنوی اضراب سلطانی اس لحاظ سے بھی گرانقدر کارنامہ ہے کہ عزت نے ٹیپو سلطان کے ان محاربات کی تفصیل بیان کی ہے اور ان جنگوں کا جیتا جاگتا حال بیان کیا ہے جس میں اہم اور مرکزی کردار ٹیپو سلطان شہیدؒ کا ہے۔ واقعہ نگاری اور منظر نگاری کا کمال دکھایا ہے۔

ڈاکٹر محمد صبغتہ صاحب نے اس مثنوی کا متن اور مقدمہ لکھ کر اس کے حسن وقبیح کو ظاہر کرتے ہوئے ایک عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ امید کہ آئیندہ بھی آپ تحقیق و تدقیق کا کام جاری رکھتے ہوئے ان گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے شہ پاروں کو قارئین کے سامنے پیش کریں گے۔

''اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ''

مخلص

سید ابو تراب خطائی ضامنؔ

راجہ محل کٹھلی بنگلور ۔ ۳

دیباچہ طبع دوم

مثنوی فتح نامہ ٹیپو سلطان / اضراب سلطانی کا پہلا ایڈیشن سن ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔ اخبارات میں اس پر تبصرہ بھی شائع ہوا اور اس کی خوب پذیرائی بھی ہوئی۔ کرناٹک اردو اکادمی نے اس کی قدر دانی کے اعتراف میں اپنا ادبی و علمی ایوارڈ ۱۹۹۳ عطا کیا تھا۔ پہلی مرتبہ یہ مثنوی منظر عام پر آئی تھی شمال والوں نے اس کا بہت اچھا خیر مقدم کیا۔ اور یہ کتاب پاکستان، امریکہ اور جاپان تک سے طلب کی گئی۔ اور بہت تعریف بھی گئی۔ کاتبین چونکہ دکھنی زبان سے ناواقف ہیں اور جتنی بھی احتیاط اور پروف ریڈنگ کی جائے پھر بھی غلطیاں رہ جاتی ہیں جس کے باعث اغلاط نامہ لگانا پڑتا ہے۔ اب کمپیوٹر کے آجانے سے شاید یہ بات کم ہو کیونکہ ٹھیک پروف ریڈنگ کے بعد اس کی تصحیح میں نہ صرف آسانی ہو جاتی ہے بلکہ پہلے کی بہ نسبت کتاب کی خوبصورتی میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔ ۱۳ سال بعد پھر ایک مرتبہ اس کتاب کا ایڈیشن جو نکل رہا ہے باعث مسرت ہے۔ امید کہ قارئین ادب اس کی قدر دانی میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔

مرتب

پروفیسر محمد صبغتہ اللہ

۶/ جنوری ۲۰۰۳ء

مُقدِّمہ

تاریخ میسور کا زرین باب سلطنت خداداد ہے۔آج اس کے صرف آثار باقی ہیں۔شری رنگا پٹن کے شکستہ درو دیوار، بلند و بالا مینار خوش نما گنبد، آج اس زرین دور حکومت کی شان وشوکت، جاہ وجلال، اور سطوت کی یاد دلا رہے ہیں تو لوٹ کھسوٹ کے بعد بچے کچھے چند مخطوطات اس دور کی علمی اور فنی بلندیوں کی یاد دلاتے ہیں۔

سلطنت خداداد کا مختصر سا اڑتیس سالہ دور حکومت، اس کے استحکام کے لئے کافی کم مدت تھی۔ بانی سلطنت نواب حیدرعلی خاں بہادر اور ٹیپو سلطان شہیدؒ کا اکثر وقت میدان جنگ میں گذرا، جنگ وجدل سے جیسے ہی فرصت ملتی آپ دونوں علم وفنون کی ترویج واشاعت اہل قلم حضرات کی ہمت افزائی اور قدر دانی میں اپنی فرصت کا وقت صرف کیا کرتے جس کا نتیجہ کہ شری رنگا پٹن علم وہنر کا مرکز بنا رہا۔سلطنت خداداد کے دیگر اہم مقامات میں بھی اہل قلم حضرات اپنی علمی کاوشوں کو بروئے کار لانے میں مصروف رہے۔ ٹیپو سلطان اور حیدرعلی خاں نے ایسے اہل علم و فن حضرات کے لئے وظیفے مقرر کئے، انعام واکرام سے نوازا، پایہ تخت میں ان کے رہنے کا انتظام کیا۔جس کے نتیجہ میں کافی اہم کتابیں تخلیق ہوئیں۔

مفتوحہ ممالک سے جو کتابیں مال غنیمت میں ہاتھ لگتیں ان کو شری رنگا پٹن روانہ کر دیا جاتا۔سلطان کا ایک ذاتی کتب خانہ تھا جس میں عربی فارسی اور اردو وغیرہ کے مختلف کتابیں موجود تھیں۔ زوال شری رنگا پٹن کے بعد ٹیپو سلطان کا کتب خانہ لوٹ لیا گیا اور انگریزوں نے اسے پردیس روانہ کر دیا۔مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطنت خداداد کے دونوں بادشاہ علم پرور تھے اور اہل علم کی قدر دانی کرتے تھے۔

ٹیپو سلطان کے دور حکومت میں کافی شعراء شری رنگا پٹن میں جمع ہو گئے تھے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق مختلف النوع موضوعات پر (مذہب، رزم و بزم،تصوف سوانح نگاری و اخلاق وغیرہ پر سخن آزمائی کی تھی جن میں مذہبی، بزمیہ مثنویاں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ یہاں چند نامور اور مشہور شعراء کا جائزہ لیا جاتا ہے جو عہد سلطنت خداداد، ماقبل ومابعد سلطنت خداداد کے دور کے ہیں۔اس مختصر پس منظر میں حسن علی عزتؔ کی شخصیت ابھر کر سامنے

آتی ہے۔زوال سلطنت خداداد کے بعد خاندان ٹیپو سلطان سے عقیدت رکھنے والے شعراء و ادباء نے اپنی زبان و قلم پر مہریں ثبت کرلیں۔انگریزوں کی ملازمتوں کو ٹھکرایا اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔اگر وہ اپنی نوک قلم کو جنبش دیتے تو شاید انگریزوں کی صحیح حقیقت کے کچھ اور پہلو سامنے آتے۔انگریزوں کے حکم پر چند لوگوں نے ایسی کتابیں بھی تصنیف کیں جس سے حیدر علی اور ٹیپو سلطان کی کے صحیح حالات سامنے نہیں آتے۔یہ پالیسی انگریزوں نے اس لئے اختیار کی تھی کہ آئیندہ چل کر بغاوت کے امکانات باقی نہ رہیں۔

عبدالمومن خاں مومنؔ :۔نام کی مناسبت سے تخلص اختیار کیا تھا۔سن صغری میں انہوں نے ایک رسالہ تصنیف کیا تھا جس کا نام ہے ''اسرار عشق'' اس کا سن تصنیف ۱۰۹۳ھ مطابق ۱۶۸۲ء ہے۔اس مثنوی میں مومن نے سید محمد جونپوری کے سوانحی حالات اور کرامات بیان کئے ہیں۔اس رسالے کہ ۲۳ مقالے ہیں۔پہلے مقالے میں خدا کی حمد وثناء موجود ہے۔ہر مقالے کے آخر میں ابراہیم شاہ کا ذکر آتا ہے۔دکھنی زبان میں خیالات کا اظہار کا فی مشکل کام ہے۔اس بات کی وضاحت کے لئے اس نے گیارہ اشعار لکھے ہیں کتاب کا ترقیمہ یعنی خاتمۃ الکتاب اور تاریخ تصنیف کو ۹/اشعار میں بیان کیا ہے۔زبان و انداز بیان سیدھا سادھا ہے۔مومنؔ نے اپنے خیالات کا اظہار بہت اچھے انداز میں پیش کیا ہے۔ان کا کلام تشبیہات و استعارات سے پاک ہے۔بہ حیثیت مجموعی یہ مثنوی سوانح نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

شاہ صدرالدین نلونگلی :۔اصل نام شاہ محمد صدرالدین ولد شاہ میراں حسین ساکن نلمنگل باکمال بزرگ تھے۔مشائخی کی بساط بچھائے گوشہء قناعت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔آپ صاحب تصانیف گذرے ہیں۔ان کے عہد کے شعرا نے ان کی بہت تعریف کی ہے۔حیدر علی کی فرمائش پر نلمنگل سے سری رنگاپٹن میں مقیم ہو گئے تھے۔ان کے تصانیف میں سترہ مثنویاں اور تین غزلیں اور سات نثری رسالوں کا تذکرہ ڈاکٹر محمد ہاشم علی نے کیا ہے۔ان کے ایک دیوان کا بھی حوالہ ملتا ہے۔ان سے متعلقہ تمام ادب تصوف سے متعلق ہے جو مریدین و سالکین کے رشد و ہدایت کے لئے لکھے گئے تھے ادبی مواد نہیں۔

شاہ محمد :۔یہ شاہ محمد صدرالدین کے بھائی ہیں۔ان کا شمار بھی اولیاء میں ہوتا ہے۔ان کی دو مذہبی مثنویاں خزانہء عبادت اور خزانہء معرفت ہیں۔

محمد سعید مہکری عاصیؔ نلونگلی :۔عاصیؔ ارکاٹ اور سرا کے نواب سعادت علی خاں (متوفی ۱۷۳۲ء)

کے مصاحب تھے۔سلطنت خداداد کے قیام سے آٹھ سال قبل انتقال ہو چکا تھا۔ان کی زبان سلطنت خداداد کے قیام سے قبل کی ہے۔ یہ ولی، مظہر جان جاناں، سراج الدین علی خاں آرزو وغیرہ کے ہم عصر تھے۔اچھے شاعر تھے۔ مرثیے سلام وغیرہ اچھے انداز میں لکھتے تھے۔لیکن ان کے مثنویوں کا پتہ نہیں چلتا۔ان کی اولاد بھی علم وادب کے شیدائی تھے محسنین علم وادب میں شمار ہوتا ہے۔ان کے تین فرزند تھے۔محمد علی مہکری خانہ زاؔد۔۲۔عبدالقادر قادری اور ۳۔محمد باقر یکرنگؔ

محمد علی مہکری خانہ زاؔد :۔نواب حیدرعلی خاں اور ٹیپو سلطان کے زمانے میں کالی کٹ، گوتی، بارہ محل اور بنگلور کے آصف (گورنر) تھے۔انہیں ٹیپو سلطان نے فلک شکوہ کا خطاب دیا تھا۔۱۸۶۴ء میں ۸۲ سال کی عمر میں انتقال کیا۔یہ شاعر بھی تھے۔ان کا کلام ’’گنج شائگان‘‘ ملتا ہے۔جس میں حمد ونعت اور منقبت کے علاوہ قصیدے ،مسدس، مخمس رباعیاں وغیرہ ملتے ہیں۔ان کے دونوں بھائی بھی اردو کے شاعر تھے۔

سید حسین قادری عرف شاہ میاں شاہ باز:۔یہ حیدرعلی خاں کے پہلی بیوی کے خسر تھے۔جب حیدرعلی نندراج کے پاس ملازم تھے تو نندراج نے اپنے خرچ سے ان کی شادی کی تھی۔ان کا ایک رسالہ ’تذکرۃ السلوک‘ ملتا ہے جو ۱۱۴۲ھ میں تصنیف ہوا تھا۔

سید محمد المعروف شاہ میرؔ :۔ان کی ایک مذہبی مثنوی ملتی ہے۔جس کا نام ہے ’روضہ در بیان شہادت فرزندان حضرت مسلم‘ یہ طبعزاد مثنوی ہے۔اس مثنوی کے ۲۲ اوراق ہیں، ہر صفحہ میں ۱۳/ابیات ملتے ہیں۔

شاہ کمال الدین کڈپہ :۔ ان کا آبائی وطن بخارا تھا۔انکے جد اعلیٰ شاہ ونور تھے۔انہوں نے بیجاپور سے آکر کڈپہ میں سکونت اختیار کی تھی۔جب حیدرعلی خاں نے کڈپہ فتح کیا تو شاہ کمال الدین کی علمیت اور بزرگی سے بے انتہا متاثر ہوکر انہیں اور ان کے بھائی شاہ جمال شاہ میر کو شری رنگا پٹن اور میسور آنے کی دعوت دی۔حیدرعلی کی دعوت پر یہ خاندان شری رنگا پٹن اور میسور منتقل ہوگیا تو حیدرعلی نے ان کے وظیفے مقرر کئے حیدرعلی نے آپ سے دعا کی درخواست بھی کی تھی۔ساری زندگی گوشۂ گمنامی میں گذارا۔آپکے کل ۹/نو تصانیف کا پتہ چلتا ہے جن میں پانچ فارسی کی ہیں ایک مثنوی ’وحدت الوجود‘ بھی ملتی ہے۔

لالہ مہتاب رائے سبقتؔ :۔اردو اور فارسی کے ماہر، شاعر وادیب۔نواب حیدرعلی خاں کے

سکریٹری وکاتب تھے۔ان کا اردو و فارسی کلام 'مہتاب سخن' کے نام سے ملتا ہے۔سبقت نے اپنا فارسی، اردو کلام و خطوط کو شمع مجلس کے نام سے ترتیب دیا تھا۔اس مجموعہ میں ایک قصیدہء تہنیت بھی ہے جو سلطان ٹیپو کے جشن تاج پوشی کے موقع پر پیش کیا گیا تھا۔ان کے کلام میں روانی وفن کی بلندی نظر آتی ہے۔

احمد خاں شیر آنی کولاری :۔ان کا شمار حیدر علی کے زمانے کے علماء وفضلاء میں ہوتا ہے۔آپ کا قیام ملباگل اور گرم کنڈہ میں تھا۔یہ بڑی چارکرسی کے مصنف ہیں، مذہبی مسائل کو مثنویوں کے روپ میں عام اور آسان فہم زبان میں بیان کیا گیا ہے۔

میر زین العابدین شوستری:۔ٹیپو کے میر منشی تھے جنھوں نے سلطان کی نگرانی میں '**فتح المجاہدین** اور **خطبات جمعہ**' تصنیف کی تھی۔

محمد اسحاق بیجاپوری :۔اسی عہد کا شاعر ہے۔زوال عادل شاہی کے بعد میسور چلے آئے۔ان کی مثنوی 'ریاض العارفین' ہے جو ۲۲/ برس کی عمر میں لکھی تھی۔ان کے چھوٹے بھائی عبدالحق 'چھوٹی چار کرسی' کے مصنف ہیں یہ کولار اور مدورا میں کافی دن مقیم رہے۔

شیخ میاں فضل اللہ فقیر:۔گنج عام کے رہنے والے تھے''چہار کرسی طریقت'' کے مصنف ہیں۔یہ کتاب دینیات کے درس میں شامل تھی۔

میر حسین علی کرمانی گنج عام:۔مصنف 'نشان حیدری'۔اہم کتاب ہے۔بابا فخر الدین کی سوانح حیات، بدیع المعانی، بحر فطرت، تجنیس الغات، ان کی دیگر تصانیف ہیں۔کرمانی کی فارسی تاریخیں شاہی گنبد کے دیواروں پر کندہ ہیں۔انہوں نے سلطان کی شہادت پر اردو میں ایک مرثیہ کہا تھا۔

حسین بن قادر :۔سلطان ٹیپو کے عہد کا شاعر ہے۔مذہبی عقائد کی ایک فارسی کتاب کا منظوم دکنی ترجمہ ٹیپو کی خدمت میں پیش کیا تو سلطان نے اس کو پڑھ کر اپنے ہاتھ سے دستخط کیا اور تاریخ ۱۱/محرم ۱۱۸۰ء بھی تحریر کی۔

مرزا زین العابدین عابدؔ المعروف بہ مرزا عابد :۔منشی عابد مرزا عسکر کے فرزند تھے۔آپ کی ولادت ۱۷۸۰ء میں ہوئی، جبکہ ان کے والد صدوری کے عہدے پر فائز تھے۔ٹیپو نے انہیں ان کی علمی قابلیت کی

بنیاد پر غنی کچہری کا بخشی مقرر کیا تھا۔ آپ ابھی ۱۹/سال کے تھے کہ سلطنت کا چراغ گل ہو گیا۔ آپ کی مثنویاں 'نقش مراد' اور جوش وخروش مشہور ہیں۔ دوسرے اصناف سخن میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ جیسے رباعی، غزل قصیدہ وغیرہ۔ اپنے معاصرین میں ان کا کلام نسبتاً ممتاز ہے۔ ان کی وفات ۱۸۵۱ء میں ہوئی۔

قاسم:۔ عہد ٹیپو کا ایک با کمال شاعر ہے۔ اس کی مثنوی 'عروس المجلس' ۱۲۰۹ھ میں تصنیف ہوئی اس میں ٹیپو کی شجاعت و بہادری کی تعریف ملتی ہے۔

رسالہ احکام النکاح:۔ ٹیپو کے حکم پر علماء ومشائخین نے یہ رسالہ ترتیب دیا تھا۔ یہ اردو زبان میں لکھا گیا تھا۔

ٹیپو سلطان کے دور حکومت میں جن علماء وفضلاء نے اپنے کارنامے یادگار چھوڑے ہیں ان کا اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا اب یہاں ٹیپو سلطان کے ملک اشعراء حسن علی عزتؔ کی علمی کاوشوں کو پیش کیا جارہا ہے۔

حسن علی عزّت:۔ کے تفصیلی حالات زندگی پردہ خفا میں ہیں۔ ان کی تصانیف سے صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سلطان کے دربار کے ملک الشعراء تھے۔ طبقات الشعراء کے مصنف کا بیان ہے کہ

''عِزّتؔ تخلص، حسن علی نام، اس مصنف نے ایک تاریخی نظم فتوحات ٹیپو سلطان کے کارناموں پر لکھی تھی جس میں لڑائی نظام علی خاں اور مرہٹہ وغیرہ کی بھی اس میں صراحت کی ہے۔ اس کا نام فتح نامہ ہے۔ اس کی ایک جلد سرکار کمپنی کے کتب خانے میں موجود ہے۔'' [۱]

عزّتؔ مذہباً شیعہ تھے جس کا ثبوت یہ ہے کہ مفرح القلوب کے دیباچہ میں حمد و نعت کے بعد حضرت علیؑ کی منقبت پر اکتفا کی ہے۔ [۲]

مفرح القلوب:۔ حسن علی عزّتؔ کا کارنامہ ہے۔ اس مثنوی کے بارے میں جناب میر محمود حسین صاحب نے کافی اہم تحقیقی مقالہ لکھا ہے جو ''برہان'' دہلی کے شمارہ دسمبر ۶۹ء میں شائع ہوا۔ اپنی تصنیف ''ادبیات میسور'' میں اس مقالے کے ساتھ میسور کے ادب پر دیگر ۸/مقالے شامل کر کے دوبارہ شائع کیا ہے۔

مفرح القلوب کا تعارف کراتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ۔۔ ''مفرح القلوب بھی فتح المجاہدین کی طرح دربار سلطانی کا ایک علمی، ادبی اور فنی شاہکار ہے۔ اور ایک ثقافتی یادگار، عہد سلطنت خداداد کی بڑی گرانمایہ اور بلند پایہ پیداوار ہے۔ اس کی اہمیت اور قدر و قیمت کے کئی مختلف پہلو ہیں، یہ اس زمانے

۱؎ ادبیات میسور از میر محمود حسین ص ۱۵۔ ۲؎ ایضاً ص ۱۶

کی درباری تصنیف ہے جب سلطنت خداداد کا عروج نقطۂ کمال کو پہنچ چکا تھا، ٹیپو سلطان کی ایجادی، اختراعی صلاحیت اور رجحان کا آئینہ دار ہے، دربار سلطانی کی علمی اور ادبی فضا کا عکس اس نظم میں دکھائی دیتا ہے۔ حسن علی عزّت کا شاہکار ہے۔ ان کا فارسی اور دکھنی نظم ونثر کا گویا کلیات ہے۔ جس میں انہوں نے انشاء پردازی اور سخنوری کے جوہر دکھائے ہیں۔ سلطنت خداداد کی ادبی دکھنی زبان سب سے زیادہ اسی کتاب میں محفوظ ہے۔ غرض یہ کتاب بہت سی خوبیوں کی مالک ہے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اس پر اب تک بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ مورخوں نے تو اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ دو چار تذکرہ نگاروں نے اس کا ذکر کیا ہے تو اس کا صحیح تعارف نہیں کرایا بلکہ بعض مقامات پر تو کچھ عجیب غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔

مثلاً نصیر الدین ہاشمی یوروپ میں دکھنی مخطوطات میں رقم طراز ہیں۔ ''یہ میسوری موسیقی کے متعلق ایک رسالہ ہے جس میں سر اور تال کی صراحت کی گئی ہے۔ فارسی اور ہندی میں کئی راگ لکھے گئے ہیں۔ عزت نے یہ کتاب ٹیپو سلطان کے حکم سے ۱۷۸۲ء میں لکھنی شروع کی اور دو سال میں ختم کی۔'' ''کتاب کی ابتداء میں ایک طویل دیباچہ فارسی میں درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف عباداللہ ہے نہ کہ حسن علی عزّت آخری صفحہ پر تاریخ تصنیف ۱۱۹۹ھ مرقوم ہے۔'' دیباچے کی اس عبارت سے دراصل ہاشمی صاحب کو مغالطہ ہوگیا۔ ''ہر چند ایں کم ترین عباداللہ استعداد و قابلیت و طاقت حمل بارگراں ایں خطیر نداشت۔'' ورنہ اس سے چار سطر پہلے ہی مصنف کا نام واضح طور پر یوں مرقوم ہے۔ ''حکم جہاں مطاع و عالم مطیع و یدلیغ محکم وامر قضا توام باضعف واحقر تمامی خلقت حسن علی المتخلص بہ عزّت کہ یکی از خادمان حضور و بساط بوستان محفل نور علی نور است شرف صد ریافت۔'' آپ نے بلوم ہارٹ کی عبارت کا خلاصہ بھی رقم کیا ہے جس کا اختتام اس بیان پر ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۱۱۹۹ھ میں شروع کی گئی اور دو سال میں ختم ہوئی، یہ بھی غلط ہے، کتاب کے آخر میں جو سال تاریخ ۱۱۹۹ھ مرقوم ہے دراصل شاہزادہ حیدر کی رسم ختنہ کے جشن کی تاریخ ہے۔ اس موقع پر کہے ہوئے تین فارسی قطعہ ہائے تاریخ کتاب کے آخر میں موجود ہیں۔ اس کتاب میں کہیں سال تصنیف یا سال تکمیل مذکور نہیں ہوا ہے۔ دیباچہ میں ٹیپو سلطان کا سلطان کا سال جلوس البتہ ۱۱۹۷ھ مذکور ہے۔ دیباچے کی عبارتوں سے اتنا ضرور واضح ہوتا ہے کہ اسی سال فتح المجاہدین تصنیف ہوئی اور اس کے بعد مفرح القلوب کی باری آئی بہر طور یقینی امر ہے کہ ۱۲۰۱ھ تا یہ کتاب مکمل ہو چکی تھی۔

محمد سعید عبدالخالق نے میسور میں اردو میں اس کے متعلق صرف دو جملے لکھے ہیں۔ اسٹیوراٹ نے ٹیپو

سلطان کے کتب ٹیپو سلطان کے کتب خانے کی وضاحتی فہرست میں اسے غزلیات اور دوسری نظموں کا مجموعہ بتایا ہے جو فارسی اور دکھنی میں ہیں اور اسے درباری شاعر حسن علی نے لکھا اور سلطان کے نام سے منسوب کیا۔

ڈاکٹر حبیب انساء بیگم (پروفیسر جامعہ میسور) نے اپنے تحقیقی مقالہ میں جو ''ریاست میسور میں اردو کی نشو ونما'' کے نام سے شائع ہوا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''انہوں نے ۱۹۸۵ء میں یہ کتاب دکھنی زبان میں لکھی جو اس نام کی فارسی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔'' حالانکہ یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس کی اکثر نظمیں دکھنی میں ہیں یہ ترجمہ نہیں بلکہ تصنیف ہے۔

ڈاکٹر آمنہ خاتون صدر شعبہء اردو جامعہ بنگلور نے ''ریاست میسور میں اردو'' میں اس کے فارسی دیباچہ کا اقتباس پیش کیا ہیا ور چھتیس ریختے، جن میں سے تیس قطعے ہیں اور چھ (۶) غزلیں، نو (۹) رباعیاں اور اکہتر (۷۱) فردیات نقل کئے ہیں آپ نے لکھا ہے کہ ''میں نے اس مجلّے میں مفرح القلوب کا صرف اردو کلام مکمل طور پر شائع کر دیا ہے۔'' آپ کے پیش نظر جو نسخہ رہا وہ شاید ملخص اور مختصر ہے ورنہ اصل کتاب میں تو ان کے علاوہ ایک سو اسّی (۱۸۰) غزلیں دکھنی میں موجود ہیں۔'' [1]

پھر کتاب کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔ ''مفرح القلوب بنیادی طور پر فارسی کتاب ہے کیونکہ اس کا دیباچہ اور دوسرے مطالب کا بیان فارسی نظم و نثر میں کیا گیا ہے لیکن بعض مطالب کا بیان زیادہ تفصیل اور طوالت کے ساتھ دکھنی میں نظم ہوا ہے اور دکھنی نظمیں فارسی سے تعداد میں دس گنا زیادہ ہیں، تاہم اس کا دکھنی حصہ الگ کر لیا جائے تو ایک مبہم سے چیز رہ جاتی ہے۔ کیونکہ اصل بنیادی مطالب کا بیان فارسی میں درج ہے۔ لسانیاتی نقطۂ نظر سے دکھنی حصّے کی اہمیت نا قابل انکار ہے، یہ گو

[1] ایضاً ص۱۳ تا ۱۵

یا سلطنت خداداد کی دکھنی شاعری کا سب سے بڑا اور بڑی حد تک نمائندہ مجموعہ ہے۔ فنی حیثیت سے فارسی اور دکھنی دونوں کی حصّوں کی اہمیت مساوی ہے، یہ ایک مبسوط کتاب ہے جس کا موضوع رقص ہے، یہ ہندوستانی موسیقی معلوم ہوتی ہے نہ کرناٹکی اسے سلطانی کہنا بجا ہوگا۔ کیونکہ اس کی ایجاد کا سہرا ٹیپو سلطان کے سر ہے.... اس کا آغاز سلطان کے دربار سے ہوا اور زوال سلطنت نے بھی نا پید کر دیا، اونچ نیچ کے قواعد اور اصول اس میں بڑی صراحت اور اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ نغموں اور رقص کی بنیاد اوزان پر رکھی گئی ہے اور اوزان کے لئے افاعیل کا استعمال کیا گیا ہے، بہر طور جو کچھ بھی ہے ایک مسلسل اور مربوط نظام ہے۔ یہ بھی ٹیپو سلطان کی ایک ایجاد اور اختراعی

یادگار ہے۔اپنی جدت پسندی سے کام لے کر اصول موسیقی بھی وضع کئے ۱؎

ساری کتاب میں جملہ نظموں کی تعداد حسب ذیل ہے۔ فارسی قطعے ۵۰، فارسی غزلیں ۱۵۰، فارسی رباعیاں ۲۰، فارسی فرد ۱، دکھنی قطعے ۵۰، دکھنی رباعیاں اور قطعات ۲۵، دکھنی فردیات ۲۷، فارسی ابیات تقریباً ساڑھے چار سو، جملہ معترضہ لقب والے فارسی اشعار کے علاوہ سارا منظوم کلام عزّت کا ہے۔گویا آپ کا دیوان ہے۔رباعیاں کم ہیں لیکن چار مصرع والے قطعوں کو بھی رباعی کا نام دیا گیا ہے۔دکھنی کو ہندی بھی کہا ہے اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کیا، ہر جگہ دکھنی نظم کو ریختہ کہتے ہیں۔خود مصنف کے قول کے مطابق ساری غزلیں بہاریہ اور ثنائیہ ہیں۔سارے مضامین طربیہ ہیں، حزن وملال اور یاس وحرماں کا نام ونشان تک نہیں پایا جاتا۔مختلف راگوں کے لئے موزوں اور ان سے مخصوص ہیں۔ان کا مقصد تفریح وتفنن کے سوا کچھ نہیں۔کتاب کا نام اپنے موضوع اور مضامین ومطالب کے لحاظ سے اسم با مسمّٰی ہے۔ سلاست، روانی اور حسن بیان اور اثر آفرینی عزّت کے فارسی اور دکھنی کلام کی امتیازی خوبیاں ہیں۔ ۲؎

مفرح القلوب کی اہمیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ عہد سلطنت خداداد کی دکھنی شاعری اور زبان کا ضخیم ترین اور نمائندہ مجموعہ ہے۔یہ وہ دکھنی ہے جو ٹیپو کے دربار میں رائج تھی اور اس دور کے کسی اور شاعر کا دکھنی کلام اتنی مقدار میں نہیں ملتا۔ ۳؎

۱؎ ایضاً ص ۱۸ تا ۱۹ ۲؎ ایضاً ص ۲۳ ۳؎ ایضاً ص ۲۲

مقالہ کے آخر میں آپ مفرح القلوب سے منتخب ایک فارسی غزل اور چند منتخب غزلیں بطور نمونہ پیش کرکے اس کو ختم کرتے ہیں۔ ۱؎

مفرح القلوب میں حسن علی عزت نے جگہ جگہ ٹیپو سلطان کی بہادری اور مردانگی، شجاعت اور انصاف کا ذکر کیا ہے۔

الٰہی روں سلطان کو سرسبز رکھ — بھی یہ دعا میری کر مستجاب
تمیں سب شان کے اوپر برتری — ہے سلطان عادل تمہارا خطاب
تمہاری یہ شمشیر خوں خوار سوں — ہے فتح وظفر یار و نصار دیکھ
فرنگی، مرہٹہ نظام الملک — ہیں ترساں ولرزاں دلا فگار دیکھ
کہ جو بدن سوزاں ہے سلطان کی تیغ — علے حرم اعدا کا اسرار دیکھ

حسن علی عزت کو بادشاہ کا قرب اور مہر و الفت حاصل تھی اس رشتہ پر شاعر فخر و ناز کرتا ہے۔

اے عزت تجھے خوف کیا غیر سوں   ہے الطاف سلطان تجہ تکیہ گاہ

اس کتاب کے نو (۹) نسخے انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہیں، ان میں سے بعض پر خود سلطان کے دستخط موجود ہیں اور جو شاہی کتب خانہ کے معلوم ہوتے ہیں [۲]

نصیر الدین ہاشمی نے رسالہ اردو کراچی کے جولائی ۱۹۶۶ء نمبر میں ایک اور نسخے کی نشاندہی کی ہے جو انجمن ترقی اردو کراچی میں موجود ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ کی اشاندہی کی گئی ہے جو انہیں کی مرتبہ فہرست ہے۔ [۳]

ڈاکٹر فمیدہ بیگم اپنی تصنیف ''ریاست میسور میں اردو مثنوی کا ارتقاء'' میں اس مثنوی پر تبصرہ کرنے کے بعد لندن میں موجود نسخوں کی تعداد تو نہیں لکھتیں صرف اتنا کہتی ہیں کہ ''مفرح القلوب کے کئی نسخے انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہیں۔ اور کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ موجود ہے۔ دیوان نمبر ۱۵۳۷

---

[۱] ایضاً ص ۲۷ [۲] یورپ میں دکھنی مخطوطات ص ۵ [۳] ایضاً ص ۲

مثنوی فتح نامہ ٹیپو سلطان / اضراب سلطانی

رزمیہ :۔ (Epic) دراصل ایپاس (Epos) سے مشتق ہے جو یونانی زبان میں قصہ، کہانی رجزیہ اور بیانیہ نظم کو کہتے ہیں ۔ ۱؎ ایپاس کو انگریزی میں ایپک ہی کہتے ہیں ۔ اردو شاعری میں یہ رزمیہ نظم سے موسوم ہے ۔ اس لئے رزمیہ اس معرکتہ الآرا صنف نظم کو کہتے ہیں جس میں تاریخی واقعات کے کسی ہیرو کے اعلیٰ کارنامے سنجیدگی اور متانت کے ساتھ بیان کئے جائیں ۲؎ اکثر نقادوں کا خیال ہے کہ اس میں جنگ وجدل وخونریزی کی باتیں ہی نہیں بیان کی جاتیں بلکہ اخلاقیات ،سخاوت وشجاعت، پاکیزہ خیالات ،شاندار جنگی کارنامے،، بلند کردار، پاک سیرت کے اوصاف اور خوف و ہمدردی کے مضامین نظم کئے جاتے ہیں ۳؎ اس نظم کے ذریعہ مذہبی پندونصائح اور عقائد ومعرفت کے اسرار لوگوں پر واضح کئے جاتے ہیں ۔ ۴؎ اس نظم سے نقاد ہمیشہ موضوع کی رفعت، خیالات کی پاکیزگی اور زبان کے شکوہ وجلال کے لحاظ سے متاثر رہے ہیں ۔ رزمیہ کے موضوع عموماً عظیم الشان تاریخی واقعات اور غیر معمولی انسانوں کے افعال وکردار ہوتے ہیں جو صاحب کردار اس میں نظر آتے ہیں وہ بالعموم اپنے زمانے کی مشہور ہستیاں ہوتی ہیں ۔ اور اس لحاظ سے ان کی زندگی کا مقصد اور نصب العین بلند ہوتا ہے ۔ (Daniello) جو سولہویں صدی کا ایک بہت بڑا نقاد ہے کہتا ہے کہ رزمیہ شاعری وہ ہے جس میں عظیم الشان لوگوں کے بلند کارنامے اور ان کی بہادری کے بے مثال واقعات درج ہوں ۵؎ بعض کا خیال ہیکہ اس کے انداز بیان میں شان و شوکت ہو اور الفاظ کے انتخاب میں قوی احساسات اور شدید جذبات کا بھی اظہار ہو ۔ رزمیہ کا زمانہ تاریخی مگر ماضی بعید میں فرض کیا جاتا ہے ۔ رزم نگار رزمیہ میں مشہور تاریخی واقعہ کے مہتم بالشان کرداروں کے اعلیٰ کارناموں کو نظم

---

1. The encyclopedia britanica vol IX p. 68ا

2.The literary criticism in the renaisance by J.E spingarn p.120

3. The literary criticism . p.120

4. cassell's encyclopediaof literature vol 2 by S.H. steinberg (on epic).

5. literary criticism by J. E.spingarn p. 1

کرتا ہے۔جنگ کے عنصر کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔[1]

رزمیہ شاعری ایک ایسی بیانیہ نظم ہے جس کی اثر اندازی کا دائرہ وسیع ہو اور جس میں پاک سیرت اور بلند نصب العین والے کرداروں کے تاریخی کارناموں کے حالات اور ان کی اہمیت نظم کی جائے خواہ بحیثیت واقعات و کردار نگاری ،خواہ بحیثیت قائم کردہ فضا و ماحول۔اس کا معیار بھی معمولی واقعات کے بیان سے بلند تر ہوتا ہے۔جزئی تفصیلات کو بھی اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ ان میں عام زندگی کی جھلک ہوتی ہے۔علاوہ بریں ایک تنہا شخص یا ہیرو بلندیء کردار کا ثبوت نہیں دیتا بلکہ اس کے دشمن بھی شان و شکوہ کے مالک ہوتے ہیں۔

رزمیہ شاعری کے لئے یہ ضروری ہے کہ نظم طویل ہو اور ایک نظر میں اس کا آغاز و انجام سمجھ میں آسکے۔یہ تاریخ کے کسی اہم واقعہ کو بیان کرتی ہے جس میں آغام، درمیانی حصّہ اور انجام ہو اور اگر یہ ایک ہی نسشت میں ختم بھی ہو جائے تو بھی وہ رزمیہ رہ جائے گی۔آغاز میں یہ خیال کرنا کہ ضروری نہیں ہے کہ اس سے پہلے بھی کچھ بیان کیا جا چکا ہے اور اب اس کے بعد کوئی چیز نہ پیش کی جائے گی۔اس کے برعکس اس کا انجام وہ ہے جس میں یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اس سے قبل کوئی واقعہ ضرور پیش آچکا ہے لیکن اس کے بعد کسی واقعہ کے پیش آنے کی گنجائش نہیں ہے۔درمیانی حصہ وہ ہے جس کا ربط و تسلسل آغام و انجام دونوں اجزاء کے ساتھ ہوتا ہے یعنی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے پہلے کچھ پیش کیا جا چکا ہے اور اس کے بعد بھی کچھ پیش کیا جائے گا رزمیہ کے آخر میں جتنی ہی سبق آموز یا مصیبت آلود ہوا تنا ہی اس کا اثر گہرا اثر سامعین پر پڑتا ہے۔

رزمیہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ شاعر اپنے آپ کو بہت کم پیش کرے بار بار اپنے آپ کو پیش کرنے کی خواہش رزمیہ کا اثر کم کر دیتی ہے جو کچھ بھی بیان کرنا ہو وہ اپنے کردار و اعمال اور گفتار سے پیش کرے وہ اسی صورت میں اپنے آپکو پیش کر سکتا ہے جب کوئی عمل کردار سے نہ ہو سکے۔اس صنف نظم میں ایک سے زیادہ واقعات بیان کئے جا سکتے ہیں جس کا اثر دو چند ہو جاتا ہے اور شاعر سامعین کے لئے تنوع کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔اور اس طریقہ سے نظم میں ندرت و جدت اسلوب بھی پیدا ہوتی ہے۔

رزم نگار کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی نظم میں ان کے خلاف معمول واقعات کو ایسے ڈھنگ سے پیش کرے کہ سامعین کو یہ شبہ نہ ہو کہ ایسے واقعات پیش نہ آئے ہوں گے۔بلکہ وہ اس تعجب کے عنصر یعنی مبالغہ کے انداز کو دیکھ کر یہ رائے قائم کر سکیں کہ واقعات حقیقت کے مطابق ہیں اور ان کو اسی طرح پیش کرنا چاہئے۔اکثر شعراء اس

1.Dictionary of world literary terms by joseph shiplay(on epic)

فن میں ناکام ہوتے ہیں کیونکہ انکا مبالغہ غلو تک پہنچ جاتا ہے۔

رزمیہ نظم کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے کہ قرین قیاس ناممکنات کو خلاف قیاس ممکنات پر ترجیح دی جائے۔ اس خوبی سے رزمیہ کا اثر وسیع ہو جاتا ہے اور سامعین کو واقعات کے سننے میں کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ قرین قیاس ناممکنات سے مطلب جنگل کا گونجنا، دشت وجبل کا کانپنا، زمین کا پاؤں کے نیچے سے سرکنا، بادل کا پھٹنا، آسمان سے آگ برسنا وغیرہ اور ان میں مافوق الفطرت عناصر بھی شامل ہو جاتے ہیں جن کا وجود عنقا کے برابر ہوتا ہے۔ لیکن شاعر اپنے کلام میں قوت تخیل کے ذریعہ انہی عناصر کا ذکر اس سلیقہ سے کرتا ہے کہ سامعین کے ذہن پر اپنا سکہ بٹھا دیتا ہے اور ان کی زبان سے بے ساختہ واہ واہ اور سبحان اللہ کے کلمات نکلتے ہیں۔

رزمیہ شاعری میں اچھے اور برے دونوں قسم کے کردار پائے جاتے ہیں۔ اچھے کردار کی سیرت میں نیکی کا جذبہ کار فرما رہتا ہے اور برے کردار کی سیرت میں ہمیشہ برائی ہوتی ہے۔ نیک کردار جملہ اخلاقی صفات یعنی شجاعت وسخاوت، پاک سیرت، رحم دلی، حق آگاہی، حق شناسی، بلند مقاصد اور اعلیٰ نصب العین کے حامل ہوتے ہیں۔ برے کردار میں بجز شقاوت، بہیمت، بزدلی، پستی کے کچھ نہیں ہوتا۔ اس کا ہر فعل بدی سے اغلب ہوتا ہے۔ رزمیہ شاعری میں یہ سب کردار اپنے اعمال وافعال وگفتار سے پہچانے جاتے ہیں۔

کلاسکی ادب میں رزمیہ کی کل کئی بحریں ہیں لیکن جو مقبولیت اسے رجز یہ بحر میں ہوئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ دنیا کی مشہور ترین نظمیں اسی بحر میں موزوں کی گئی ہیں۔ فارسی میں یہ صنف مثنوی کی بحر متقارب میں لکھی گئی ہے۔

رزمیہ شاعری کی زبان نہایت ہی شاندار اور آراستہ ہونی چاہئے۔ الفاظ میں سادگی، صفائی، اور روانی ہو، خیالات سنجیدہ اور پر شکوہ ہوں سوقیانہ اور ابتذال سے پاک ہو اس کے الفاظ انوکھے، ترکیبیں چست، محاورات درست روزمرہ کی بول چال دلاویز اور استعارات وتشبیہات کے استعمال پر پوری قدرت ہونی چاہئے۔

ہر قوم کا ادب اس کے افکار وخیالات ومعاشرت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جہاں جہاں یہ رزمیہ نظمیں لکھی گئیں تھیں وہاں کے لوگوں کے حالات، ان کی طرز زندگی اور طرز معاشرت کے گہرے نقوش ہمیں ان کتابوں میں ملتے ہیں۔

رزمیہ شاعری تمام اصناف شاعری میں ایک ہمہ گیر شہرت کی حامل ہے۔ ڈرائڈن کے خیال میں رزمیہ ایک امر عظیم ہے۔ ان نظموں میں ابطال کی وساطت سے محیر العقول کارناموں کو پیش کرنے کی سعی کی جاتی ہے جو

اس دور میں عام انسان آسانی سے نہ کرسکتا ہو۔عمومیت سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نظم میں جو کردار پیش کئے جاتے ہیں اس سے ذہن انسانی کافی متاثر ہے۔

ہر عہد میں انسانی ذہن یہ محسوس کیا ہے کہ وہ جنگجو ہو اور جنگ کر کے مقصد عظیم اور بلند نصب العین کو حاصل کرے۔ان کی مثالیں ہمیں ہندوستان میں سنسکرت ادب میں رامائن اور مہا بھارت میں ملتے ہیں۔فارسی زبان میں شاہنامہ فردوسی ہے جس میں جمشید،سہراب فریدون،رستم،ضحاک منیژہ کے علاوہ،فوق فطری ہستیوں کے کردار بھی شامل ہیں۔دور جدید میں ۱۸۲۷ء میں کانگل شائع ہوئی یہ بھی رزمیہ شاعری کی دور جدید کی ایک اچھی مثال ہے۔آرنالڈ کی رزمیہ رستم وسہراب مشہور ہو چکی جو ۱۸۵۳ء میں تصنیف ہوئی۔

سب سے اخیر میں سٹفن ونسینٹ بینیٹ (stephen vincent benet) کی رزمیہ نظم ۱۹۲۸ء میں شائع ہوئی جو Jhon Brown's Body کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں پہلی مرتبہ رزمیہ کو ڈرامہ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔دنیا کی عظیم ترین رزمیہ تصنیفات میں ہومر کی ایلیڈ آڈیسی،ورجل کی ائینئیڈ (Aeneid) ،والمیکی کی رامائن ،ویاس کی مہا بھارت ،کالی داس کی رگھو ونش،فردوسی کا شاہ نامہ،ملٹن کا پیاراڈائز لاسٹ (Paradise lost) ہے۔

دنیا کے اکثر مفکروں اور ادیبوں اور تنقید نگاروں نے بالاتفاق یہ تسلیم کیا ہے کہ تمام اصناف شاعری میں رزمیہ ایک ایسی نظم ہے جس میں تاریخی واقعات اور کشمکش حیات،حق وصداقت،اعلیٰ انسانی شرافت اور باطل شکنی کا ذکر بڑے پروقار، پرعظمت پیرایہ میں بیان کئے جائیں۔

" Epic is that princely part of a poetry where in are displayed the noble the noble acts and valiant exploits of paissant captains, experts soldiers wisemenwith famous reports of ancient times." and putten ham defines heroic poems as "long histories of the noble gests of kings and great princes inter meddling the dealings of gods domigods and heroes, and weighty consequences of peace and war" The importance of this form of poetry, according to putten ham, is largely historical in that it sets forth an example of the volor and virtue of our forefathers, Sideney is scaredy

more explicit, he asserts that heroic poetry is the best and noblest of all forms but of the structure he says nothing,(Literary criticism p. 193 by J.E. Springram).

رزمیہ اس مسلسل نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی ایک یا ایک سے زیادہ اشخاص کے کارناموں کو اجاگر کیا جائے رزمیہ اس دور کی تہذیب اس کی معاشرت اور اس کا کلچر واقعات کا حصہ بن کر سامنے آتے ہیں۔ اسی طرح رزمیہ نظم صرف واقعاتی بیان نہیں رہتی بلکہ اس تہذیب کی تاریخ بھی بن جاتی ہے۔ رزمیہ نظم میں واقعات وضاحت اور تفصیل کے ساتھ پروقار اور پرشکوہ انداز میں بیان کئے جاتے ہیں جس میں زور بیان سے ایسا لہجہ اور ایسی روانی پیدا کی جاتی ہے کہ اسے تیزی اور پر جوش روانی کے ساتھ پڑھا جا سکے۔ موقع ومحل کے مطابق لہجے اور اسالیب بدلتے جاتے ہیں لیکن زور بیان اس طرح باقی رہتا ہے۔ ان سب واقعات کا حال کسی ایک تاریخی یا مرکزی کردار کے گرد بنا جاتا ہے۔ کارناموں کی عظمت اور نظم کی عظمت سے کارناموں کی عظمت بروئے کار آتی ہے۔ ۲

قدیم اردو شاعری میں ''علی نامہ'' نصرتی نے علی عادل شاہ کے کارناموں کو بیان کیا ہے۔ عبدل کے ''ابراہیم نامہ'' میں بادشاہ کی بزم کا حال بیان کیا گیا ہے۔ ''خاور نامہ'' از رستمی میں حضرت علی مرکزی کردار ضرور رکھتے ہیں، لیکن ان سارے کارناموں میں تخیل زیادہ کارفرما ہے۔

رزمیہ نظم میں مافوق العادت اشخاص کے کارفرما ہونا ضروری نہیں ہے۔ مافوق البشر کرداروں کے افعال و اعمال کے بغیر بھی کوئی ایسا کارنامہ پیش کرنا چاہئے جو ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہو اور ہر دور میں یادگار سمجھا جائے۔ اس کی مثال عزت کی مثنوی اضراب سلطانی ہے۔ جس میں کسی دیو عفریت ،جن اور دیوتا کا ذکر نہیں۔ سلطان ٹیپو بلند اخلاق، نیک سیرت، اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ اور دشمن کی طرف سے برے آدمی ظالم و بے رحم اور بدخصال لوگ ہیں۔ حسن علی عزت نے دیگر رزمیہ شعراء سے قطع نظر ان کرداروں کو اپنی رزمیہ شاعری میں ہی پیش کرتا ہے جیسے کہ وہ تھے۔ انہوں نے شاعری سے بہت بڑا کام لیا۔ ان کے کلام کا موضوع ایک ہے یعنی جیسے اس کے کردار تھے ویسے ہی انہوں نے بیان کئے ہیں۔ ارسطو نے اسی موضوع کی تین قسمیں کی ہیں وہ کہتا ہے کہ شاعری کا موضوع انسان کے افعال ہیں اور چونکہ یہ ضروری ہے کہ یہ کردار اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی (کیونکہ سیرت کا دار ومدار کردار کی نیکی اور بدی پر ہوتا ہے) اس لئے اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ ہم کرداروں کو یا تو وہ

یوروپ میں دکھنی مخطوطات ص ۵ ۲ ایضاً ص ۳ ۲ تاریخ ادب اردو از جمیل جالبی

جیسے ہیں اس سے بہتر دکھا سکتے ہیں یا اس سے بدتر یا بالکل ویسے ہی جیسے کہ وہ ہیں۔

رزمیہ کی تعریف کی اس روشنی میں ''فتح نامہ ٹیپو سلطان/اضراب سلطانی کا جائزہ لیں تو اس اعتبار سے حسن علی عزّت کا یہ رزمیہ کارنامہ، قدیم اردو کا ایک بہت بڑا اثاثہ ہے۔ انہوں اس صنف کلام کو وہ بلند درجہ دیا جہاں تک شاید ارسطو کا تصور بھی نہیں نہ پہنچ سکا تھا اور وہ یقینی طور پر ارسطو کی شعریات سے بالکل نابلد تھے، شاید نام بھی نہ سنا ہو گا۔ لیکن تعجب اس بات پر ہوتا ہے کہ اس کے باوجود ان کا سارا کلام رزمیہ کے اصول و قواعد سے آراستہ ہے۔ جو باتیں ارسطو نے آج سے پہلے کئی ہزار برس رمیہ شاعری کو پیش نظر رکھ کر ایپک کے لئے ضروری سمجھی تھیں وہ سب کے سب حسن علی عزتؔ کے کلام میں موجود ہیں۔ عزت نے شاید فردوسی کے شاہ نامہ یا ہندوستانی ایپک مہابھارت اور رامائن کا مطالعہ کیا ہوگا لیکن کمال یہ ہے کہ وہ ایک رزم نگار شاعر کے دوسرے رزمیہ شاعروں کی محفل میں ایک بلند درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔

فارسی میں رزمیہ داستان شاہ نامہ فردوسی مشہور و معروف ہے۔ لیکن عزت نے اپنے سمند قلم کو اس شان سے میدان میں دوڑایا ہے کہ 'ہومر' ورجل اور کالی داس کی روحیں بھی شاید اس کارنامہ پر مرحبا کہہ اٹھیں۔ عزت کی رزمیہ نگاری میں جس عظیم الشان ہستی کے معرکتہ الآراء کارنامہ اور تاریخ کے اہم واقعہ کو بیان کیا ہے، جس موضوع کو اپنی شاعری کے لئے منتخب کیا ہے وہ سلطنت خداداد کا ایک اہم اور عظیم الشان کارنامہ تھا۔ اس واقعہ کو نظم کرنے کے لئے عزت کے سوا اور کوئی عظیم المرتبت شاعر نصیب نہیں ہوسکتا تھا۔ اس سے عزت کو وہ مقام ملا جو دیگر رزم نگار شعراء کو دنیا کی مختلف زبانوں میں زمانہء قدیم میں ملا تھا یعنی رزمیہ تصانیف کے اور بھی کئی ہمہ گیر شہرت رکھنے والے شاعر ہوئے ہیں جنہوں نے یونانی، لاطینی، انگریزی، فارسی، سنسکرت زبان میں نام پیدا کئے۔ ان شعراء کو نہ صرف اپنی زبان میں عظمت و بزرگی حاصل تھی۔ انہوں نے صنف رزمیہ میں اپنی خداداد استعداد سے جو ہر کمال دکھایا۔ اس سے یہ نمایاں ہوتا ہے کہ عزت نے سلطان کی بہادری عظمت کا بیان اپنی رزمیہ تصنیف میں کیا ہے، اس کا جواب دنیا کی رزمیہ نگاری میں نظر نہیں آتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ دیگر شعراء کی طرح فوق فطری تذکروں کی مدد سے اپنے ہیرو کی فتح نہیں دکھلائی بلکہ ہم جیسے انسانوں کا تذکرہ کر کے اپنے زور قلم کا نمونہ پیش کیا۔

عزت کا رزمیہ ایک مکمل موضوع ہے جس میں آغاز، درمیان اور انجام تینوں حصّے موجود ہیں۔ ان کی رزم نگاری سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ شاعر ہیں مورخ نہیں۔ اور رزمیہ کسی پوری تاریخ کو نہیں بیان کرتا بلکہ تاریخ کے اہم واقعہ کو پیش کرتا ہے۔ جس میں ابتداء درمیاں اور انجام موجود ہوں۔ عزت کی خداداد صلاحیت کی بلندی اس سے

ظاہر ہوتی ہے کہ اپنی رزمیہ مثنوی کے لئے اتنے ہی واقعات کا انتخاب کیا جو ایک نظر میں اچھی طرح سما سکے۔

عزت کا یہ رزمیہ کارنامہ اردو زبان کی واحد نظم ہے جس کا انداز بیان ہجویہ ہے۔

ہجویہ مثنوی :۔

رزمیہ پر تنقیدی نظر ڈالنے کے بعد اب عزت کی ہجویہ مثنوی پر اس نظر سے بحث کی جاتی ہے کہ ادبیات میں اس کا مرتبہ کیا ہے۔ ہجو کی جو غرض ہے وہ ان سے کس حد تک پوری ہوتی ہے۔ ہجو کے معائب اور محاسن کو پیش کیا جائے گا جو اساتذہ ءتنقید نے اس کے لئے بطور معیار مقرر کیا ہے۔ پھر اس میزان پر عزت کی مثنوی کو جانچا جائے گا۔

ہجو کے لئے سب سے

پہلا عیب یہ ہے کہ اس میں دشنام وفحش سے کام لیا جائے۔

دوسرا عیب یہ ہے کہ جس شخص کی ہجو کی جائے اس کے جسمانی اور پیدائشی عیوب بیان کئے جائیں

تیسرا عیب یہ ہے کہ غیر ضروری تفصیلات سے بحث کی جائے۔

چوتھا عیب یہ ہے کہ وہ فرضی واقعات اور عیوب بیان کئے جائیں جن کا پڑھنے والے کو یقین نہ ہو

ہجو کے محاسن میں سب سے

پہلی چیز یہ ہے کہ شوخی وظرافت ہو۔

دوسری یہ کہ ایسے عیوب اور کمزوریاں دکھائی جائیں جن کو پڑھنے والا بلا تامل تسلیم کر لے۔

تیسری یہ کہ ہر عیب کو اشارہ اور کنایہ کے پیرایہ میں بیان کیا جائے۔

چوتھی یہ کہ اگر تفصیل سے کام لیا جائے تو قوت متخیلہ سے ایسے نئے نئے پہلو نکالے جائیں کہ ہجو طوالت کی وجہ سے گراں نہ گذرے، بلکہ بلیغ معلوم ہو۔ مبالغہ جو بعید از فطرت ہو وہ عام شاعری میں نامقبول ہے۔ مگر ہجویہ نظموں میں اس کی اجازت ہے کیونکہ ایسے مبالغہ سے پڑھنے والے کو ہنسنے ہنسانے اور لطف اندوز ہونے کا خوب موقع ملتا ہے۔

مثنوی اضراب سلطانی رزمیہ ہجویہ مثنوی ہے۔ ہجو کے اس معیار پر عزت کی مثنوی کو جانچا جاتا ہے تو ان میں معائب ومحاسن ہر دو نظر آتے ہیں۔ جہاں تک فحش اور رکاکت کا تعلق ہے وہ ہر طرح نظر انداز کرنے کے قابل

ہیں۔ان میں کوئی سبق آموز بات نہیں ملتی۔

مثنوی اضراب سلطانی کے مطالعہ سے یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ عزت کی طبیعت میں شوخی وظرافت فطرتاً موجود تھی ،شوخی اور زندہ دلی انکی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے کہ جہاں کہیں موقع ملتا ہے وہ بے اختیار ظریفانہ انداز میں اپنے خیال کا اظہار کرتے ہیں اور کہیں نہیں چوکتے۔ان کی طبیعت کا یہ نمایاں وصف ہے کہ اپنے اظہار کے لئے ہجو کا وسیع میدان تجویز کیا یہ رسماً یا خوش طبعی یا دل بہلانے کی خاطر نہیں تھا بلکہ ضرورتاً عزت کی ہجو گوئی کے دو میدان نظر آتے ہیں، وہ یہ کہ سلطان کے دشمنوں سے ناراض وخفا ہے اور پھر جنگ کے دوران ایسے واقعات نظر سے گذرے ہیں جو خود موجب تضحیک ہیں۔ان اسباب کے تحت ہجو ان کے دل سے نکلتی ہے جس میں تصنع کو کوئی دخل نہیں۔عزت کے پاس اس کردار کا یہ بھی ایک وصف ہے۔یہ ایک طاقتور حربہ ان کے پاس تھا جس کے استعمال کی فطری صلاحیت ان میں موجود تھی۔

جب ہم اس مزمیہ ہجو کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ اسباب ومحرکات صاف نظر آتے ہیں جو شاعر کی ناخوشی و ناراضگی کا باعث ہیں۔ ۱) غنیم کی دھوکہ دہی ۲) نظام اور مرہٹوں کی بزدلی اور ۳) ان کی سیاسی بے ہودگیاں ۴) ٹیپو سلطان سے حسد۔یہی وہ محرکات تھے جس کے باعث عزت نے ان کی ہجو کی ہے۔

عزت نے ہجو گوئی میں کہیں کہیں لطیف مزاح سے کام لیا ہے۔دشمن کی کوتاہی، برائی اور بدی کو ظریفانہ انداز میں عریاں کیا ہے۔لیکن اس کا مطمح نظر صرف ایک تھا کہ ٹیپو سلطان کی شخصیت کو ابھارا جائے۔اس مثنوی کا ایک حصہ وہ بھی ہے جس میں دشمن پر لعن طعن، طنز وتشنیع اور سب وشتم سے کام لیا گیا ہے۔عزت نے بڑا غضب کیا کہ نظام اور مرہٹوں کے ساتھ ساتھ ان کی عورتوں میں بخشی بیگم اور مرہٹوں کی بہو بیٹیوں تک کی ہجو کہہ ڈالی اور وہ بھی ایسی فحش کہ پڑھنا اور سننا ناگوار ہوتا ہے۔

اس قسم کی ہجو سے قطع نظر عزت کے کلام کا ایک حصہ وہ بھی ہے جس میں وہ حق بہ جانب ہے۔اور اپنے زمانے کا فطری اور حقیقی ترجمان کہا جاسکتا ہے۔اس حصہ میں وہ مرہٹوں اور نظام حیدرآباد کی سازشیں اور ان کی نا اہلی کا جی بھر کر مذاق اڑایا ہے۔

حسن علی عزت کی ہجو کے اس تجزے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اتفاقی نہیں بلکہ ضرورتاً کہی گئی ہے۔ہجو کے لئے جو معیار مقرر کیا گیا ہے وہ اس مثنوی پر ایک حد تک صادق ضرور ہوتا ہے۔عزت کا مقصد صرف یہ تھا کہ غنیم کا خوب مذاق اڑایا جائے اور طنز وطعن سے اس کی خبر لی جائے۔عزت کی ہجو کے متعلق بالکل شبہ باقی نہیں رہتا کہ ان کا

شماراس صنف نظم میں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ہمارا مذاق عزت کی اس ہجو یہ مثنوی کو ہجو کی تعریف سے خارج کردے۔

’’فتح نامہ ٹیپو سلطان /اضراب سلطانی نہ صرف صحیح تاریخی واقعات پر مبنی ہے بلکہ ٹیپو سلطان ایک زندہ اور حقیقی شخصیت بھی ہے۔اضراب سلطانی سے اتحادیوں کی ان جنگی غلطیوں اور شکستوں کا حال بھی معلوم ہوتا ہے جس کا ذکر بلوم ھارٹ نے یوں کیا ہے۔

’’۔دکھنی نظم میں والئی میسور اور مرہٹوں کی لڑائی کا بیان کیا گیا ہے جو ۱۷۸۵ء میں ہوئی تھی اس کا مصنف ایک شیعہ شخص متخلص طربؔ ہے۔جو واقعات اس میں بیان کئے گئے ہیں ان کا مختصر خلاصہ تاریخ مرہٹہ ڈف میں موجود ہے۔مگر یہ تمام تر مرہٹوں کے خلاف نفرت اور حقارت سے مملو ہے۔ٹیپو سلطان کے غلط اور بے بنیاد دعویٰ حملہ بیجاپور کے نسبت جو سبب مصنف نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ مرہٹوں اور مغلوں کے متحدہ ارادہ جو ٹیپو کو اس کی حکومت سے بے دخل کرنا چاہتا تھا اس کے خلاف تھا۔وہ دغا بازانہ طریقہ جس کی بدولت سلطان نے نرگند فتح کیا اس کو مصنف نے کافروں کے مقابلے میں بہاری فتح شمار کیا ہے۔یہ کتاب بلا تاریخ سلطان کے زمانے میں لکھی گئی۔‘‘

نصیرالدین ہاشمی نے مثنوی کا خلاصہ اس طرح پیش کیا ہے۔

مغلیہ فوج اور مرہٹہ بالا جی پنڈت اور ہری پنڈت اور اس کے لڑکے کی سرکردگی میں پیش قدمی کی جب ٹیپو سلطان کو اس کی اطلاع ملی تو نہایت خوشی کے ساتھ مقابلے کے لئے روانہ ہوئے راستے میں قلعے فتح کئے۔سلطان کی آمد سے بالا جی فرار ہو کر پونہ میں پوشیدہ ہو گیا۔ٹیپو نے اس کا تعاقب کیا اور ادھونی کے نواب نے قلعہ چھوڑ کر حیدرآباد میں پناہ لی۔ٹیپو نے ادھونی پر قبضہ کرلیا اس کے بعد دریائے تنگبھدرا پار کیا یہاں مرہٹہ فوج نے سلطان پر شب خون حملہ کیا مگر اس کے باوجود شکست پائی۔کچھ عرصہ بعد پھر دریائے کرشنا پر جمع ہوئے۔ٹیپو آگے بڑھ کر قلعہ بہادر بنڈہ پر قبضہ کرلیا۔اہل قلعہ کی امداد کے لئے غنیم کی فوج بھی آئی مگر شکست کھائی۔اور ادھر دریائے کرشنا والی فوج میں پلیگ نمودار ہوا جس کے باعث کثیر آدمی طعمہ اجل ہوئے۔ٹیپو اس سے مطلع ہو کر آگے بڑھے آخر مرہٹوں نے صلح کی درخواست کی۔ٹیپو نے اپنی جانب سے بدرالزماں خاں بہادر اور محمد رضا کو صلح کے لئے روانہ کیا۔صلح کے بعد ٹیپو سلطان مظفر و منصور اپنے دارالحکومت کو واپس ہوئے۔

اس جنگ کے تفصیلی حالات سلطنت خداداد میں ملتی ہیں۔

حیدرآباد اور مرہٹوں سے جنگ: (۱۷۸۴ء۔۱۷۸۷ء)

مرہٹوں اور نظام الملک نظام علی خاں کو امید تھی کہ سلطنت خداداد اپنی اندرونی بغاوتوں اور انگریزوں سے جنگ ہونے کے باعث سر نہیں اٹھا سکے گی اور ٹیپو سلطان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مگر ان کی امیدوں کے خلاف سلطنتِ خداداد ابھری۔ اور اس شان سے ابھری کہ تمام جنوبی ہندوستان میں سلطانی شان وشکوہ اور جلالت وجیدت کا پرچم اڑنے لگا۔ دریائے کرشنا سے لے کر ٹراونکور تک سلطان کی ہیبت چھائی ہوئی تھی۔

انگریزی مورخین لکھتے ہیں کہ:

''جنوبی ہندوستان نے کسی سلطان کو نہیں دیکھا بلکہ صرف ٹیپو سلطان ہی ایک ایسا سلطان ہوا کہ جس کی شاہانہ عظمت وجبروت ہر ایک کو متحیر کر دیتی تھی۔''

حیدرآباد اور پونا کو یہ بات کیسے گوارا ہو سکتی تھی کہ وہ حریف ہمیشہ زک دینے پر آمادہ رہتے تھے اس طرح سر اٹھائے۔ لہٰذا دونوں سلطنتوں میں بمقام ایت گیر امارچ ۱۷۸۴ء میں ایک معاہدہ ہوا

نظام علی خاں مطبوعہ حیدرآباد کے مصنف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے معاہدہ کی تحریک مرہٹوں کی جانب سے ہوئی۔ جو ٹیپو سلطان کی ترقی سے خائف ہو گئے تھے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۴۳ پر لکھا گیا ہے:۔

''جب پیشوا کو یہ معلوم ہوا کہ انگریز اور ٹیپو سلطان کے مابین صلح ہو رہی ہے تو انہوں نے خیال کیا کہ انگریزی کمپنی معاہدہ رالبی کو فسخ کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے جس پر انہوں نے ٹیپو سلطان کے بغرض مصالحت ووصول پر اپنے ایلچی روانہ کئے۔ جس کے جواب میں ٹیپو سلطان نے کہلا بھیجا کہ ان کے والد نے چند ضرب توپ اور بندوق کے سوائے اور کوئی چیز متروکہ نہیں چھوڑی ہے۔ جس کے ساتھ میں حاضر ہوں۔ اس جواب سے مرہٹہ نے خائف و پردل ہو کر یہ تجویز کی کہ نظام علی خاں کے ساتھ اتحاد قائم کر کے ٹیپو سلطان سے ان علاقوں کو حاصل کریں۔ جس پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

معاہدہ کے بعد ان کی متفقہ فوجیں ممالک محروسۂ سلطنت خداداد پر بڑھیں اس وقت قلعہ دھارواڑ پر حیدر بخشی کمانڈر تھا۔ جس نے رشوت لے کر قلعہ دھارواڑ کے علاوہ کنچن گڈھ، نولکنڈہ، کنڈہ اور بھدرا ندی کے اس پار کا تمام علاقہ دشمنوں کے حوالہ کر دیا۔

جس وقت سلطان کو یہ خبر پہنچی تو ماہ شعبان کی چھ تاریخ کو ایک جرار فوج لے کر دار السلطنت سے نکلا۔ بنگلور

کے راستہ سے ادھونی کی طرف بڑھا۔ اس وقت ادھونی میں میر نظام علی خاں کا داماد نواب مہابت جنگ تھا۔ جس نے اپنے دیوان اسد علی خاں کو حضور سلطانی میں صلح کے لئے بھیجا۔ اس موقع پر سلطان نے سفیر سے کہا:۔

''مجھے تم لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے مگر چونکہ نظام علی خاں نے بے وجہ ہم سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ہے اور مرہٹوں سے اتفاق کر کے اس سلطنت خداداد کی تباہی پر کمر باندھی ہے، میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ نظام الملک کو اسلام کا کچھ بھی پاس نہیں۔ اس نے ہمیشہ اس سلطنت کو مٹانے کے لئے اعدائے اسلام سے سازشیں کی ہیں۔ اور اس موقع پر بھی جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ مساجد اور اور اہل اسلام کے گھروں کو بت پرستوں نے بے حرمت کرنا شروع کر دیا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ نظام الملک ہم سے اتفاق کر لے اور دونوں سلطنتوں کی فوجیں متفق و متحد ہو کر پونا پر چڑھائی کرے مذہب و ملت کی لاج رکھتے ہوئے خدا کی رضامندی اور خلق اللہ کی رفاہ کے لئے جہاد پر کمر باندھیں۔ جو ایک مسلمانوں کی سرخروئی کا باعث ہے۔''

تمام حجت اور مسلمانوں میں یکجہتی و اتفاق پیدا کرنے کے خیال سے سلطان نے محمد غیاث کو ایلچی بنا کر حیدر آباد روانہ کیا اور نظام الملک کے نام ایک خط بھی دیا جس کا اقتباس ذیل میں دیا جاتا ہے۔

''میں یعنے ٹیپو سلطان مسلمانوں کی سلطنت کو تقویت دیا اور اپنی جان اور مال خدا کے سچے مذہب اسلام پر نثار کر دینا چاہتا ہوں۔ ایسی حالت میں تمام مسلمانوں کو میرے ساتھ ہونا چاہئے نہ یہ کہ میرے خلاف بت پرستوں کا ساتھ دیں اور ان کے ساتھ ہو کر اسلامی ممالک کی تاخت و تاراج کرنا ذریعہ حصول جاہ خیال کریں جیسا کہ نواب نظام علی خاں بہادر نظام حیدر آباد دربار پیشوائے پونا کا ساتھ دیتے اور دونوں فوجیں مل کر میرے ملک کو پامال اور میری رعایا کو شکستہ حال کرتی رہتی ہیں۔ اور افسوس کہ میں نے مخفی طور پر نظام علی خاں بہادر کو سب کچھ سمجھایا لیکن وہ مرہٹوں کی یلغار کو اپنے ملک سے دور رکھنے کے لئے ان کی دوستی کو مقتضائے مصلحت جانتے ہیں۔ حالانکہ مرہٹوں نے آپ کو بہت سا نقصان پہنچایا۔ اور ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ مسجدوں کو ڈھایا خانقاہوں کو گرایا۔ اس کا اقتضا یہ تھا کہ وہ میری طاقت کو اپنی طاقت سمجھ کر رہتے۔ اور جب میری اور ان کی دو طاقتیں ایک جگہ مل جاتیں تو مرہٹوں کی کیا مجال تھی کہ وہ اپنے ملک سے ایک قدم باہر نکالنے کا حوصلہ کرتے۔ لیکن اس کا سب سے بڑا سبب انگریزوں کی عقلمندی ہے جو نظام حیدر آباد کو مجھ سے ملنے نہیں دیتی۔ اور وہ نظام کو مرہٹوں سے متفق کر کے میرے خلاف فوج کشی پر ابھارتے رہتے ہیں۔ اب اگر کوئی تدبیر میرے اور نظام کے اتفاق و یکجہتی کی ہوسکتی ہے تو وہ یہ کہ میرے خاندان کی لڑکیاں نظام کے بیٹوں، بھتیجوں اور نظام کے خاندان کی لڑکیاں میرے بیٹوں اور بھتیجوں کو بیاہی جائیں۔ تا کہ

طرفین سے ابواب یگانگت کشادہ ہو جائیں اور سب کو ان دونوں کو اسلامی طاقتوں کے متحد ہو جانے کا علم و یقین ہو جائے۔"

اس خط کے ساتھ سلطان نے اعلیٰ درجہ کے قیمتی تحائف و جواہرات اور امراء و وزراء کے لئے قیمتی خلعتیں روانہ کیں۔ غیاث الدین نے حیدر آباد پہنچ کر وہ خط اور تحائف وغیرہ پیش کر کے نظام الملک کو اتفاق و یکجہتی پر توجہ دلائی۔ نظام الملک کے دل پر بھی اس تقریر کا اثر ہوا۔ مگر جب نظام الملک حرم سرا میں گئے تو اس وقت شاطروں نے مزاج کا رنگ بدل دیا۔ اور سب سے بڑا جو عذر پیش کیا وہ یہی تھا کہ اعلیٰ حضرت نظام کا درجہ ایک نایک کے فرزند سے قرابت کا نہیں ہو سکتا۔ نظام الملک نے ایلچی کو بے نیل و مرام واپس کر دیا۔ اس پر رائے زنی کرتے ہوئے نشان حیدری کا مصنف مورخ کرمانی جو سلطان کا مصاحب بھی تھا۔ طنزاً لکھتا ہے:۔

"یہ ایک دعویٰ باطل ہے کہ نظام الملک سوائے اپنی ذات کے دکن کے اور دولت مندوں کو شریف نہیں سمجھتا تھا۔ اور اپنی دولت و حشمت پر آپ ناز کرتا تھا۔ خدا گواہ ہے کہ سلطان ذی شان نسب کے اعتبار سے دوسروں سے کم نہیں اور نہ وہ کسی کمینہ عورت کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور جب میں اس کا اقتدار اسباب دنیا داری اور امارت و جلالت یکتائے روزگار ہے اور شجاعت و بہادری میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ بعض نادان لوگوں نے جو لقب نایک کو اس کے نام پر ایزاد کیا ہے اس سے وہ صریح مغالطہ میں ہیں۔ نایک لقب سپہ سالار فوج کا ہے۔ قوم نام نہیں۔ خدائے بر حق کی قدرت لامتناہی میں اس قدر وسعت ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے دین و دنیا میں اس کو سعادت مند بنا دیتا ہے۔ اور دنیا کے مال اور مرتبہ سے سرفراز کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہند اور دکن کے ان سلاطین سے جو بارگاہ خداوندی میں مقبول اور جن کی بارگاہ مراجع انام تھی واقف نہیں ہیں وہ حسب و نسب کے اعتبار سے کیا تھے اور کیا ہو گئے۔ کون نہیں جانتا کہ سلطان حسن گنگو (جو سلطنت بہمنی کا بانی اور حسن شاہ بہمنی کے نام سے مشہور ہوا) کا حسب و نسب کیا تھا اور یہ بھی ہر شخص جانتا ہے کہ باوجود سیادت کے اسکی وفات کے بعد اس کی قبر پر بجلی گری۔

اللہ اللہ کہ اس زمانے میں دنیاوی مال و دولت کے اثر سے رذیل لوگ بھی دعوائے صحیح النبی کر رہے ہیں اور کم فطرت کے لوگ اپنے غرور بے جا سے سادت و شرافت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے برابر کسی کو اشراف نہیں سمجھتے۔

زشتی ظرف واحدالت ہست در دولت نہاں

عیب پوش قحبہ، بدسکل دریں چادر است"

سلطان کا ایلچی بے نیل و مرام واپس آ گیا۔ اور نظام الملک بدستور مرہٹوں سے مل کر تاخت و تاراجی میں

مصروف رہا۔اب سلطان کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا اور یہ اپنی فوجوں کو لے کر باد و برق کی طرح حیدرآبادی و مرہٹی فوجوں پر گرا۔اور ایک ایسا سبق دیا کہ مرہٹے اور نظام ذلیل سے ذلیل شکست کھا کر میدان جنگ سے فرار ہوگئے اور دوسری طرف باوجود اس سطوت و نصرت کے سلطان کا سلوک خاندان حیدرآباد اور دوسرے اسیران جنگ سے ایسا ہے کہ اس کی نظیر کوئی تاریخ مشکل سے دے سکے گی۔

ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ قلعہ ادھونی پر مہابت جنگ داماد نظام الملک کا تسلط ہوگیا تھا۔افواج سلطانی نے اس کا محاصرہ کرتے ہوئے ایسا سخت حملہ کیا کہ دوسرے دن صبح قلعہ دروازہ کھل گیا۔مگر سلطان کو کسی طرح معلوم ہوگیا کہ نظام الملک کی بیٹی مہابت جنگ کی ناموس قلعہ میں موجود ہے۔اس کے پاس خاطر سلطان نے فوجوں کو قلعہ پر قبضہ کرنے سے روک دیا۔اگرچہ اس وقت موسیو لالی فرانسیسی سپہ نے جو سلطانی ملازم تھے بہت کچھ سلطان سے کہا کہ یہ وقت ہاتھ نہ آئے گا۔مگر سلطان نے اپنا حکم واپس نہ لیا۔اور اس طرح ادھونی کا قلعہ حیدرآبادی فوج کے ہاتھ میں اور چند دن رہا۔سلطان اپنی تھوڑی فوج کو اس کے نواح میں چھوڑ کر خود پیچھے ہٹ گیا جس کی وجہ سے مہابت جنگ کا زنانہ اور دیگر حیدرآبادی خواتین ادھونی چھوڑ کر رائچور چلے گئے۔جب سلطان کو یہ خبر ملی تو اس نے فوجوں کو تسخیر ادھونی کا حکم دے دیا۔

اٹھارہ دن کی سخت لڑائی اور محاصرہ کے بعد قلعہء ادھونی جو کہ نہایت مضبوط اور ناقابل تسخیر کیا جاتا تھا۔سلطانی فوجوں نے فتح کرلیا۔اور مال غنیمت میں نواب بسالت جنگ مرحوم کا سلاح خانہ اور کتب خانہ بھی ہاتھ آیا جو سرنگاپٹم روانہ کر دیا گیا۔سلطان نے قطب الدین خاں کو قلعہ دار اور دولت رائے کو ادھونی کا صوبہ دار مقرر کیا۔قلعہ کے اطراف کی پہاڑیوں کے پائیں حصار تمام توڑ دئے گئے۔(قلعہ ادھونی ضلع بلاری میں ہے۔یہ راجگان وجیانگر کا بنایا ہوا نہایت مضبوط اور ناقابل تسخیر تھا)ادھر سے فارغ ہو کر سلطان مرہٹوں کی طرف متوجہ ہوا۔سب سے پہلے کنچن گڈھ پر قابض ہوا۔رانی فرار ہوگئی۔اور اس کا بیٹا گرفتار ہوگیا جو بعد میں مسلمان ہوگیا۔اور علی مردان خاں نام رکھا گیا۔(جامع اوراق)

کنچن گڈھ سے افواج سلطانی سانڈور میں مقیم ہوئیں۔حاکم سانڈور نے اطاعت قبول کرلی۔اب سلطانی افواج کپلی کی طرف بڑھیں اور ایک سخت لڑائی کے بعد کپلی پر قبضہ کرلیا۔اس جنگ کے دوران میں سلطان کے بعض سپاہیوں کی چیرہ دستیوں کے باعث چند عورتیں دریا میں ڈوب کر مرگئیں۔جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے سپاہیوں کو عبرتناک سزائیں دیں۔

اس کے بعد جب سلطان قلعہ دھارواڑ پر قبضہ کرنے کی غرض سے بڑھا تو موسم بارش کی وجہ سے دریائے تنگ بھدرا میں طغیانی آگئی اور سلطانی فوج کو مجبوراً رک جانا پڑا جب اقبال عروج پر ہوتا ہے تو اس وقت ناممکن بھی ممکنات میں سے ہوجاتے ہیں۔ اور ہر بگڑی ہوئی سنور جاتی ہے۔ سلطان نے کئی دن تک انتظار کیا کہ دریا اتر جائے مگر طغیانی کسی طرح کم نہ ہوتی تھی۔ آخر سلطان نے حکم دیا کہ ''دریا میں اکیس گولے مارے جائیں اور کہا کہ یہ بھی ہمارے دشمن کا ہراول ہے جو ہمارا راستہ روکے ہوئے ہے۔'' قدرت الٰہی دیکھئے کہ گولے پھٹتے ہی دریا کا پانی کم ہونے لگا۔ اور دریا میں پانی پایاب بن گیا۔ اس واقعہ کا اثر ایسا ہوا کہ تمام دیکھنے والے اہل فوج نے اس کو سلطان کی کرامت قرار دیا۔ اور اس کی نصرت کے نعرے لگانے لگے۔ سلطان دریا پار ہوکر دھاڑواڑ کی طرف بڑھا۔

حسین علی خاں اور مہا مرزا خاں کے ماتحت غامی خاں ولی محمد خاں کابلی اور فاضل خاں سپہدار اپنی فوج لیکر آگے بڑھے۔ یہ فوجیں کچھ اس طرح بڑھیں کہ مرہٹی فوج نرغہ میں گھر گئی۔ اور سردارانِ مرہٹہ اپنی جانیں بچانے کے لئے اپنے اہل وعیال کو میدان جنگ ہی میں چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ اور جس وقت افواج سلطانی انہیں اسیر کرکے لائیں تو سلطان نے ازراہ کرم ومراحم خسروانہ ان سے نہایت عزت اور شفقت کا برتاؤ کیا اور بہت سے زروجواہر دے کر انہیں پونا روانہ کردیا کہ وہاں جاکر صلح وآستی کا پیغام دیں۔

شاہنور کا میدان جنگ :۔ شاہنور کے گردونواح میں مرہٹوں اور نظام کی فوجیں جمع ہورہی تھیں اور یہیں ایک فیصلہ کن جنگ کا انتظار تھا۔ تمام مرہٹی سپہ سالار اور نظام الملک میدان جنگ میں حاضر تھے۔

سلطان نے اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا کہ میمنہ پر میر معین الدین اور فرانسیسی سپاہ تھی اور میسرہ پر برہان الدین اور قلب میں خود مقیم رہا۔ اس فوج نے رات کے وقت پیش قدمی کی۔ علی الصباح برہان الدین کی فوج نے مرہٹی فوج پر جو ہری پنڈت اور راستیا کے ماتحت تھی حملہ کردیا۔ دوسری طرف سے میر معین الدین کا حملہ ہوا۔ اسی وقت سلطان نے قلب پر حملہ کردیا جس کی وجہ سے مرہٹوں کی فوج کو میدان جنگ میں قائم رہنا مشکل ہوگیا اور حیدرآبادی فوجیں فرار ہونے لگیں۔ مرہٹے پیچھے ہٹے اور تقریباً تین میل جاکر پھر جمع ہونے لگے۔ اور انکا توپ خانہ سلطانی افواج کو سخت نقصان پہنچانا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر سلطان نے سید حمید، شیخ انصر، احمد بیگ اور موسیو لالی کو توپخانہ چھین لینے پر بھیجا۔ یہ فوج ایک خشک تالاب میں سے گذر کر اچانک غنیم کے سر پر پہنچی۔ اور اس قدر گولیاں برسائی گئیں کہ مرہٹی فوج سراسیمہ ہوگئی۔ اور توپ خانہ چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ مرہٹوں کے دو سردار مارے گئے۔

مرہٹوں اور نظام کا کل سامان جنگ اور اسباب وغیرہ سلطانی فوج کے ہاتھ آیا۔ یہ فتح ایسی تھی کہ مرہٹہ اور نظام بہت دور تک پیچھے ہٹ گئے اور اس کے بعد انہیں میدان جنگ میں آنے کی جراءت نہ ہوئی۔

اس کے بعد سلطان نے سید حمید اور سید غفار کو شاہنور بھیجا۔ کیونکہ شاہنور کا نواب حکیم خاں باغی ہو کر مرہٹوں اور نظام سے مل گیا تھا جس وقت اسے فوج کی آمد کی خبر ملی تو نواب نے اپنے بیٹے عبدالخبیر خاں کو شہر میں چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ سلطانی افواج بغیر کسی رکاوٹ اور لڑائی کے شاہنور پر قابض ہو گئیں اور جو کچھ مال غنیمت اور دولت شاہنور میں مل سکا سب حضور سلطانی میں بھیج دیا گیا۔ عبدالخبیر خاں بھی گرفتار ہو کر حضور سلطانی میں پیش ہوا۔ سلطان نے اسے نظر بند کر دیا۔

میدان شاہنور میں جو فتح کامل سلطانی فوج کو حاصل ہوئی تھی اس سے سلطان کا دل بہت بڑھ گیا اور کل فوج آگے بڑھنے کے لئے بے تاب تھی، سلطان نے از سر نو فوجوں کو ترتیب دے کر ایک حصہ کو تسخیر حیدر آباد کے لئے اور دوسری فوج کو تسخیر پونا کے لئے نامزد کیا۔ اور خود اسی جگہ ضروریات جنگ مہیا کرنے اور کمک دینے کی غرض سے مقیم رہا۔ جب یہ خبر نظام الملک اور مرہٹوں کو ملی تو ان میں ایک کھلبلی مچ گئی کیونکہ برہان الدین نے بڑھ کر بنکا پور اور مصری کوٹہ پر قبضہ کر لیا۔ اور سید حمید و سید غفار نے مندرگی درگ پر دھاوا بول دیا۔ وہ فوج جو خالص سلطان کے زیر کمان تھی ہری پنڈت پھڑکیا کی فوج کی طرف بڑھی جو کہ شاہنور کی جنگ میں پسپا ہو کر بہت فاصلہ پر مقیم تھی سلطانی فوج شبخون مارتی ہوئی رات کے وقت مرہٹی کیمپ میں داخل ہو گئی۔

راجہ ہولکر جو مرہٹی فوج کی پوری کمان پر تھا اس خبر کے سنتے ہی اپنی حرم سرا چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ اس کے فرار ہوتے ہی فوج میں بھی بد دلی پیدا ہو گئی اور سب نے بھاگنا شروع کر دیا۔ افواج سلطانی کے ہاتھ تمام خیمہ مال و اسباب آیا۔ ہولکر کی حرم سرا اور دوسرے تمام سرداروں کی عورتیں اسیر ہو کر سلطان کے روبرو حاضر ہوئیں تو سلطان نے دوسری دفعہ ان کو عورتوں کو پالکیوں میں سوار کرا کر نہایت عزت و آبرو کے ساتھ پونا روانہ کر دیا۔ اس کا اثر پونا کے دربار پر نہایت ہی اچھا پڑا۔ تمام مرہٹی سردار جنگ سے عاجز آ چکے تھے اور ہولکر نے سب سے زیادہ صلح کے لئے زور دیا۔ چنانچہ صلح کی گفت و شنید شروع ہو گئی۔

ہری پنڈت کی سفارش سے سلطان نے عبدالحکیم خاں کو دوبارہ شاہنور کی ریاست واپس دے دی

شاہ نور آج کل شانور یا ساوٴنور کہلایا جاتا ہے۔ یہ ایک بالکل چھوٹی ریاست ہے۔ جو ہبلی اور گدگ

کے قریب ہے۔

جنگ کے خاتمہ پر ہری پنڈت کواس کی جواں مردی کے صلہ میں کنچن گڈھ کا علاقہ بطور جاگیر دے دیا گیا۔

ہری پنڈت مرہٹی سپہ سالار تھا۔اوراس جنگ میں سلطان کا مدمقابل رہا تھا۔ باوجوداس کے سلطان اپنے اس دشمن کی شجاعت اور جوانمردی کے کارناموں کو دیکھ کراس سے یہ سلوک کرتا ہے۔صلح ہونے پراس کوایک بہت بڑی جاگیر بطورانعام دیتا ہے۔ چونکہ سلطان نہایت بہادر تھا۔اس لئے وہ بہادر دشمن کی بھی قدر کرتا تھا۔تاریخ میں اس قسم کی رواداری کی مثالیں ہمیں مشکل سے ہی ملیں گی۔

مرہٹوں سے صلح کرنا گویا نظام علی خاں سے بھی صلح کرنا تھی۔لہٰذا حیدرآباد سے بھی جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔ سلطان مظفر ومنصور نہایت شان وتزک سے ۱۷۸۷ء میں سرنگا پٹم واپس ہوا راستے میں رائے درگ اور ہرپن ہلی کے پالیگاروں کو جو دوران جنگ دشمنوں سے مل گئے تھے قید کر کے بنگلور بھیج دیا گیا۔ ا؎

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم بلوم ہارٹ کی رائے پر اپنا خیال کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ۔’’کیٹلاگ آفس ہندوستانی مخطوطات میں بلوم ہارٹ نے مثنوی کے واقعات کے بارے میں جو رائے پیش کی ہے وہ یکطرفہ اور تعصب سے بھری ہے۔‘‘

پھر مثنوی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں

غرض یہ کہ اس مثنوی میں اس جنگ کے حالات قلم بند کئے گئے ہیں جو ۱۷۸۲ء والئی میسور ٹیپو سلطان اور اتحادیوں میں ہوئی سلطان اوراس کی فوج نے بڑی دلیری اور جرائت اور جوانمردی سے دشمن کا مقابلہ کیا اور قلعہ ادھونی اور بہادر بنڈہ وغیرہ پر فتحمندی کے نشان گاڑ کر فتح پائی اور شادمانی کے نقارے بجاتے وطن لوٹے۔حیدرآباد کے نظام علی خاں نے سلطان کی وقت پر مدد نہ کی اور نواب ادھونی کو اپنے یہاں پناہ دی تھی جس کے لئے سلطان اور سپاہیوں کے دل میلے ہوگئے۔جس کی وجہ سے شاعر نے مذکورہ مثنوی میں نظام علی خاں اور دیگر دشمنوں کی جی بھر کر ہجو اڑائی ہے کہیں کہیں نازیبا کلمات بھی مصنف کے قلم سے نکل گئے ہیں۔مثنوی کی تاریخی حقائق کو ایک ادیب سے زیادہ مورخ جان سکتا ہے سچ اور جھوٹ کی کسوٹی پر پرکھ سکتا ہے۔‘‘

مثنوی کا آغاز حمد نعت وغیرہ سے ہوتا ہے لیکن عزت نے اس مثنوی کی ابتداء براہ راست داستان سے شروع کردی ہے۔

ا؎ سلطنت خداداد ازمحمود خاں بنگلوری بعنوان حیدرآباد اور مرہٹوں سے جنگ (۲۲۶-۲۳۷)

آغاز مثنوی:۔

کتاب اضراب سلطانی درذکر جنگ مراہٹہ ونظام علی خاں بطریق اجمال حسب الارشاد حضرت جہاں پناہ ٹیپوسلطان خلد الله ملکه وسلطنته

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۃ

باب ۱

داستان آمدن مراہٹہ ومغل بعزم جنگ براہ ادہونی وغیرہ بطریق اجمال نوشتہ شد

عجائب سنو دوستو داستاں
کہ جس کے بیاں میں ہے قاصر بیاں

مراہٹہ مغل فوج سب جمع کر
خوشی سات سلطان کہ سن یہ خبر

کیئے سب نے یوں شرط سوگند سات
لیویں ملک جلدی سوں اب ہاتے ہات

اختتام مثنوی :۔

تواب رہادعا بیچ ہر صبح وشام
بجز اس کے دوسرا نہیں تجھ کو کام

الٰہی ہے جب لگ مہ وآفتاب
یُہیں رکھ تو سلطاں کو بآب وتاب

مظفر ومنصور برمشرکیں
بہ حشمت واعزاز تاروز دیں

ہر باب کا عنوان فارسی میں لکھا ہوا ہے۔ان سارے عنوانات کو جوڑ دیا جائے تونفس مضمون بڑی حد تک واضح ہو جاتا ہے۔

تعداداشعار:۔

تعداداشعار کے بارے میں ڈاکٹر فہمیدہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں کہ۔’’اس مثنوی میں ۳۲ عنوانات اور ۱۳۸۸ اشعار ہیں۔لیکن نسخہ سالار جنگ میں اس مثنوی کے ۳۱ عنوانات اور ۱۱۳۷۶ شعار ہیں۔

تصنیف :۔

مثنوی کی تاریخ تصنیف کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔یہ مثنوی ۱۲۰۰ھ مطابق ۱۷۸۵ء میں

تصنیف ہوئی۔ مثنوی کے نام کی طرح شاعر کے بارے ارباب علم وتحقیق کو غلط فہمی ہوتی ہے۔ بعض تذکروں میں شاعر کا تخلص طربؔ لکھا ہوا ہے۔ مفرح القلوب اور اضراب سلطانی کے مصنف کو دو شخصیتیں سمجھ لیا گیا ہے۔ لیکن دونوں کا مصنف ایک ہی ہے۔ [1]

مخطوطات :۔

اس مثنوی کے تین نسخوں کا پتہ چلتا ہے۔

۱) مخطوطہ سالار جنگ لائبریری حیدر آباد

۲) مخطوطہ انڈیا آفس کتب خانہ لندن

۳) مخطوطہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن

ان مخطوطات کی صراحت حسب ذیل ہے۔

۱۔ مخطوطہ سالار جنگ لائبریری حیدر آباد:۔

داخلہ نمبر کتاب (۳) جدید، قدیم نمبر کتاب ۶۸۵ ۔سائز ۸×۶ صفحات ۱۶۵ ہر صفحہ میں ۹ سطر، خط شکستہ، کاغذ دیسی، مصنف حسن علی عزت، تاریخ تصنیف ۱۲۰۰ھ مطابق ۱۷۸۵ء

۲۔ انڈیا آفس کتب خانہ لندن:۔

بلوم ہارٹ نمبر (۱۴۵) اوراق ۴۴ سائز ۲۵ . ۸ × ۶ خط نستعلیق

۳۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن :۔

سوسائٹی نمبر (۵) اوراق ۶۸ سائز ۵۰ . ۶ × ۵ سطر ۱۱ خط نستعلیق

اس مثنوی کی ترتیب خود سلطان کے حکم سے ہوئی۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی والے نسخہ میں مرقوم ہے۔

"کتاب اضراب سلطانی در ذکر جنگ مرہٹہ و نظام علی بطریق اجمال
حسب الارشاد جہاں پناہ ٹیپو سلطان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

اور یہی عبارت سالار جنگ لائبریری حیدر آباد کے نسخہ میں مرقوم ہے۔

لندن والے نسخوں کے بارے میں ہاشمی صاحب لکھتے ہیں کہ یوروپ کے دونوں نسخوں میں کوئی اختلاف

[1] ریاست میسور میں اردو مثنوی کا ارتقاء از ڈاکٹر فہمیدہ بیگم (مخطوطہ)

نہیں پایا گیا۔ جزوی اختلاف کو سہو کتابت پر محول کر کے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ (یورپ میں دکھنی مخطوطات ص ۴۱۳)

یہ مثنوی طبع زاد مثنوی ہے۔ سلطنت خداداد کے دور میں رائج قدیم اردو کی یہ بہترین مثال ہے۔

عزت نے اس مثنوی میں کردار نگاری، منظر نگاری، واقعہ نگاری اور مکالمہ نگاری کے عمدہ مرقعے پیش کئے ہیں۔

کردار نگاری :۔

اس مثنوی میں سب سے اہم اور مرکزی کردار **حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ** کا کردار ہے۔ دیگر کرداروں میں والیان ریاست ہیں۔

جیسے حکیم خاں ناظم شاہ نور، بالا جی ہولکر اور ہری پنڈت پونا (مرہٹہ) نظام علی خاں والئی حیدر آباد

قاصدوں میں سلطانی قاصد، بدر الزماں خاں بہادر، محمد رضا خطیب۔

سلطانی عملدار عبد الصمد، عملدار کنچن گڈھ عبد الکریم

اور سلطانی سپہ سالار سید حمید اور سید غفار ہیں

ان کے علاوہ بیدوالے، ہجڑے، کنجڑے، پنڈارے اور سپاہیاں وغیرہ ہیں

یہ سارے کردار مثنوی کے مرکزی کردار حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کو ابھارتے ہیں۔ یہ سارے کردار مرکزی کردار کے اطراف گھومتے نظر آتے ہیں۔ والئی حیدر آباد کے اطراف گھومنے والے کرداروں میں بخشی بیگم، کچھ نقلیاں اور ایک مرشد ہیں۔

ان سارے کرداروں کے درمیان حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کا کردار ابھر کر سامنے آتا ہے۔ مرکزی کردار کے ساتھ آنے والے ذیلی کردار شاعر کے ذہن کے تخیل کے کردار نہیں ہیں بلکہ زندہ اور حقیقی کردار ہیں، اور تاریخ میں ان کا تذکرہ ملتا ہے۔

ٹیپو سلطان:۔

پیدائش ۱۱۶۳ھ (مطابق ۱۷۵۳ء) ۲۰/ماہ ذی الحجہ روز شنبہ کی پہلی ساعت

والد: نواب حیدر علی: والدہ: فاطمہ بیگم مقام پیدائش دیون ہلی یہ مقام بنگلور سے شمال مشرق کی

طرف بائیس میل پر ایک قریہ ہے۔ یہاں قلعہ سے باہر جس مکان میں سلطان کی پیدائش ہوئی وہاں پر ایک چبوترہ اور چار دیواری باندھ کر ایک کتبہ نصب کیا گیا ہے جس میں سلطان کی تاریخ پیدائش کندہ ہے۔ ٹیپو سلطان کی دوصد سالہ تقریبات کے موقع پر دیون ہلی میں داخلہ سے قبل شاہ راہ حیدر آباد سے متصل کنارے پر ٹیپو سلطان شہید کا ایک مجسمہ نصب ہے۔

نواب حیدر علی اولاد کے نہ ہونے سے کافی پریشان تھے۔ اس لئے بذریعہ روح پرفتوح حضرت ٹیپو مستان ولی رحمتہ اللہ علیہ (جن کا مزار ارکاٹ میں ہے) کی بارگاہ ایزدی میں دعا مانگی گئی کہ بخشش اولاد سے یہ خاندان بہرہ ور ہو۔ دعا قبول ہوئی اور حسب منت جب شہزادہ بلند اقبال پیدا ہوا تو حضرت ٹیپو مستان کے نام نامی پر اس کا نام ابوالفتح علی ٹیپو سلطان رکھا گیا۔ ٹیپو کی پیدائش کے ایک سال کے اندر حیدر علی دنڈیگل کے گورنر بن جاتے ہیں اور چند ہی دنوں میں ریاست میسور جو صرف ۳۳ دیہات پر مشتمل تھی، دریائے کرشنا سے جنوب میں جس قدر ملک ہے وہ نشان حیدری کے سایہء عاطفت میں آجاتا ہے، اور وہ ایک وسیع و عریض سلطنت بن جاتی ہے۔

سلطان کی عمر کا پانچواں سال شروع ہوتا ہے تو عربی فارسی کی تعلیم کے علاوہ امور جہان بانی کی تعلیم کے لئے اعلیٰ پیمانے انتظام کیا گیا۔ فنون سپہ گری اور شہسواری سکھانے کے لئے بڑے بڑے مشہور استاد ملازم رکھے گئے۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں خود کو ایک لائق شہزادہ اور بہادر سپاہی ظاہر کیا اور باپ کے ساتھ لڑائیوں میں شامل ہونے لگے۔ اس کے بعد باپ کے حکم سے بطور خود میدان جنگ میں جا کر طریقہء جنگ سے کامل واقفیت حاصل کی۔

بچپن کے واقعات میں سب سے دلچسپ اور حیرتناک امر یہ ہے کہ جب ٹیپو سلطان کی عمر چھ یا سات سال کی تھی تو وہ شری رنگا پٹن میں اس جگہ جہاں اب مسجد اعلیٰ ہے کھیل رہا تھا ایک فقیر روشن ضمیر کا گذر ہوا۔ اس نے بچے کو دیکھ کر کہا کہ:۔

''تیری خوش نصیبی ایک دن تجھے اس ملک کا حکمراں بنائے گی اور جب وہ وقت آئے گا تو اس جگہ ایک ایسی مسجد تعمیر کر جو زمانہ میں تیری یادگار رہے۔''

بچے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:۔

''جب وہ بادشاہ ہوگا تو ضرور ایسا کرے گا''

اور دنیا نے دیکھ لیا کہ فقیر کی پیشین گوئی کس طرح پوری ہوئی اور سلطان نے اپنا وعدہ کس خوبی سے پورا کیا۔

جس وقت سلطان کی عمر ۲۱ سال کی تھی، یعنی ۱۷۷۴ء میں نواب حیدر علی خاں نے ٹیپو سلطان کو آٹھ ہزار سوار جوشن پوش اور بائیس ضرب توپ دیکر مرہٹہ سپہ سالار ترمک راؤ کے مقابلے میں بھیجا۔ سلطان نے پائیں گھاٹ میں اتر کر میدان کاویری میں ڈیرے نصب کئے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ مرہٹہ فوج دوہر مپوری کو لوٹ رہی ہے اور کسی گاؤں کی لوٹ کا سامان بھی ان کے ساتھ ہاتھی گھوڑوں پر لدا ہوا ہے۔ سلطان نے یہ حالات دیکھ کر خود بھی بھیس بدل کر لوٹنے والوں میں شامل ہو گیا گویا کہ وہ بھی مرہٹہ فوج کا کوئی سردار ہے۔ جب لوٹ ہو چکی اور مرہٹے سامان لاد کر چلنے لگے اسی وقت یکا یک بحکم سلطانی مرہٹی فوج پر گولیاں برسنی شروع ہو گئیں۔ آخر دشمن سب اسباب چھوڑ کر فرار ہوا۔ سلطان چار ہزار گھوڑے، سینکڑوں بیل اور اونٹ، مع بیس ہاتھی جن پر سامان لدا ہوا تھا اپنے قبضہ میں لیکر صحرائے ماگڑی کی طرف واپس ہوا۔

اس جنگ میں دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ صحرائے ماگڑی درگ میں سلطان چھ ہزار سوار اور تین ہزار پیادے اور توپ خانے کے ساتھ خیمہ زن تھا۔ رائے تپی کی ندی کے قریب مرہٹی فوج کے رسد کا قافلہ آ کر اترا۔ اس قافلہ میں اڑتیس ہاتھی، سینکڑوں اونٹ اور بیل، بہت بڑا خزانہ اور حفاظت کے لئے دس ہزار سوار موجود تھے۔ سلطان نے رات کے وقت شب خون مارا اور قتل عام شروع کر دیا۔ صبح ہوتے ہوتے دشمن کی سب فوج کٹ گئی کور جو بچے تھے وہ بھاگ گئے۔ صبح ہوئی تو ٹیپو سلطان نے اس تمام بار برداری اور اسلحہ کو شری رنگا پٹن روانہ کر دیا۔

جب یہ خبر ترمک راؤ کو پہنچی تو اس کے ہوش وحواس جاتے رہے اور اس کے ساتھ ہی پونا میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ وہ نواب حیدر علی سے صلح کر کے پونہ کو روانہ ہو گیا۔

انگریزوں سے پہلی جنگ :۔

۱۷۶۷ء میں جب سلطان کی عمر ۱۶ سال کی تھی، نواب حیدر علی خاں نے ٹیپو سلطان کو سات ہزار کی فوج دے کر نگر کی جانب روانہ کیا۔ ٹیپو سلطان نے کوڑیال بندر پہنچ کر اندازہ کر لیا کہ وہ اپنی اس قلیل فوج کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے، مزید کمک کے لئے والد سے درخواست کی اور حیدر علی بذات خود ایک بڑی کمک لے کر آ پہنچے اور ٹیپو سلطان کو قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ سلطان نے قلعہ فتح کر لیا انگریزی فوج کا سپہ سالار شکست کھا کر ساحل کی کی طرف چلا گیا اور وہاں سے جہاز میں سوار ہو کر بھاگ نکلا۔ اس کامیابی پر باپ نے بیٹے کی بہت تعریف کی۔

اسی جنگ کے دوران نظام، مرہٹہ اور انگریز مل کر مختلف محاذ پر حملہ کر رہے تھے تو نواب حیدر علی نے ٹیپو

سلطان کو ایک فوج دے کر مدراس پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ سلطان کا دھاوا ایسی عجلت اور سختی سے ہوا کہ مدراس کے انگریز سراسیمہ اور پریشان ہو کر حیدر علی کے پیش کردہ شرائط پر صلح کرنے کے لئے مجبور ہو گئے۔ اسی سال کڈپہ ،کرنول، بلاری، اناگندی اور دھاڑواڑ پر لشکر کشی ہوئی جس میں ٹیپو سلطان بحیثیت سپہ سالار ان سب میں حصہ لیا اور فتح و کامرانی سے لوٹ آئے۔

ان سب سے فراغت پانے کے بعد نواب حیدر علی نے ۱۷۷۴ء میں ٹیپو سلطان کی شادی امام صاحب بخشی نائطہ کی لڑکی سے کردی۔ ابھی وہ اس کاروائی سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ۱۷۷۶ء میں حیدر علی کو نظام مرہٹہ اور انگریزوں سے جنگ پیش آئی۔ قلعہ گتی فتح ہوا، ۱۷۷۷ء تا ۱۷۷۹ء قلعہ چتلدرگ، علاقہ کڑپہ اور کنچی کوٹہ فتح کر لئے گئے۔ ان ساری جنگوں میں سلطان برابر کے شریک رہے۔ کرنل بیلی اور سر آئر کوٹ کو حیدر علی نے جو شکست فاش دی تھی اس میں ٹیپو سلطان کی کارگذاری کو بڑا دخل رہا۔ میسور کی دوسری جنگ کی کاروائی ابھی ختم بھی نہیں ہو پائی تھی کہ ملبار کے نائروں نے بغاوت کر دی۔ انکی تنبیہ کے لئے حیدر علی نے سلطان کو روانہ کیا۔ ارکاٹ سے سولہ میل کے فاصلہ پر خود خیمہ زن تھے کہ پیام اجل آ پہنچا ۱۱۹۶ھ مطابق ۷/دسمبر ۱۷۸۲ء کو انتقال ہوا۔ سلطان کو جب والد کے انتقال کی خبر ملی تو نہایت رنجیدہ ہوئے۔

۲۰/محرم ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۷۸۲ء روز یکشنبہ تخت نشینی عمل میں آئی۔ محفل جشن آراستہ ہوئی امرائے دولت و اعیان سلطنت نے نذریں پیش کیں مبارک سلامت کی دھوم ہوئی۔

حیدر علی کے دور میں انگریزوں کے ساتھ جو جنگ جاری تھی۔ کڈنور میں زبردست جنگ ہوئی جس میں افواج سلطانی اور فرانسیسی غالب آئے۔ محمد علی والا جاہ سے صلح کی کوشش، ۱۷۸۴ء میں صلح ہو گئی۔

۱۷۸۴ء میں کورگ کی بغاوت کو فرو کیا گیا۔ اس کو فرو کرنے کے لئے سلطان نے آٹھ ماہ کورگ میں مقام کیا اور کورگ کو از سر نو تسخیر کر لیا گیا۔ ان جنگوں میں میر حسین علی خاں بخشی نے ناموری پیدا کی۔ باغیوں کی سرکوبی کرتے ہوئے آٹھ ہزار مرد اور عورت گرفتار کر لئے گئے ہزار ہا باغی مارے گئے جنگلات اور مواضع تباہ کر دئے گئے اور کئی ایک جگہ آگ لگا دی گئی تمام کورگ میں حسین علی خاں کا نام بنکی نواب مشہور ہو گیا۔

۱۷۸۴ تا ۱۷۸۷ء حیدر آباد اور مرہٹوں سے جنگوں میں مصروف رہ کر دریائے کرشنا کے اس پار کا سارا علاقہ سلطنت خداداد میں شامل کیا جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں دی گئی ہے اور یہی اضراب سلطانی میں بھی مذکور ہے۔ ۱۷۸۷ء تا ۱۷۹۹ء سلطان کو اور بھی مسلسل مہمات میں مصروف رہنا پڑا جس میں میسور کی تیسری جنگ اور میسور

کی چوتھی جنگ اہم ہیں۔آخری جنگ میں آپ نے ۲۷ ؍ذی قعدہ ۱۲۱۳ھ مطابق ۴ مئی ۱۷۹۹ء جام شہادت نوش فرمایا اور گنبد میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

میدان جنگ میں پیدا ہو کر میدان جنگ میں ہی جام شہادت نوش فرمانے والی سلطان کی شخصیت ہندوستان کی مایہ ناز ہستیوں میں شمار کی جاتی ہے۔اس پس منظر میں ہم نے ٹیپو سلطان کو ایک سپاہی ،سپہ سالار اور بادشاہ کے روپ میں دیکھا لیکن کیا وجہ ہے کہ لوگ آپ سے اولیاء جیسی عقیدت رکھتے ہیں اور روزانہ ہزاروں کی تعداد میں بلا لحاظ مذہب وملت آپ کے در دولت پر حاضری دیتے ہیں اس کے بھی چند اہم اسباب ہیں پہلے تو وہ شہید ہیں اور اس کے علاوہ جس نام کے وہ حامل تھے ٹیپو، ٹیپو مستان اولیاء کی چند خصوصیات بھی آپ میں پائی جاتی ہیں۔جس کا ذکر اس مثنوی میں جگہ جگہ پایا جاتا ہے۔اس کی چند ایک مثالیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

ٹیپو سلطان نیک اور ہمدرد سلطان ہیں۔شاعر نے مثنوی میں جگہ جگہ ان کی تعریف کی ہے۔ان کی نیک صفات کو ظاہر کرنے کے لئے 'سلطان دین' کا لفظ استعمال کیا ہے۔اس کی ایک مثال جب وہ بہادر بنڈے کا محاصرہ کئے ہوئے تھے وہاں ان کے لشکر کو پانی میسر نہ آیا۔آپ نے خدا کے حضور میں بعجز وانکساری دعا کی اور رات میں زوردار بارش ہوئی تو آپ کا لشکر اور لشکر کے سارے جانور اس پانی کے مل جانے پر خوش ہوئے۔اور اس کو سلطان کی کرامت پر منحصر کیا۔اس لق ودق صحرا میں اگر آپ کی دعا سے پانی فراہم نہ ہوتا تو شاید لشکر میں غیر یقینی حالت پیدا ہو جاتی۔(باب ۶ شعر نمبر ۲۴۴ تا ۲۵۷)

اسی طرح جب کنچن گڈھ کے عملدار عبدالکریم کے زندہ جلائے جانے پر سلطان نے اس بغاوت کو کچلنے کے لئے اپنے وفادار جان نثار سپہ سالار سید کو روانہ کیا،(سید سے مراد سید غفار اور سید حمید) انہوں نے بغاوت کو کچل دیا اور باغیوں کو قید کر کے سلطان کے سامنے پیش کیا،ان باغیوں کو دیکھتے ہیں سلطان کا غصہ بڑھ گیا لیکن آپ نے کہا کہ شریعت کی رو سے ان باغیوں کو عبدالکریم کے خوں بہا کے طور پر قتل کر دینا چاہیے۔لیکن آپ نے انہیں اپنے لطف وکرم ،عفو ودرگذر سے خون معاف کر دیا، عام معافی دے دی۔پھر ان کو تبلیغ اسلام کے ذریعہ مسلمان کیا۔اور عام مسلمانوں کی طرح اپنی فوج کے ساتھ قلعہ بل جس کا نام آپ نے منظر آباد رکھا تھا روانہ کیا۔
(باب ۳۱ ؍شعر نمبر ۱۳۴۷ تا ۱۳۵۶)

ٹیپو سلطان کی بہادری کی مثالیں تاریخ میں بہت سی ملتی ہیں اور بہت سی روایتیں زبان زد خاص وعام ہیں۔ مثنوی میں بھی سلطان کی بہادری کو اجاگر کیا گیا ہے۔مثلاً جب سلطان نے یہ خبر سنی کہ متحدہ فوجیں سری رنگا پٹن کی

طرف آ رہی ہیں تو وہ بذات خود اپنی فوج کے ساتھ دشمنوں کے مقابلے کے لئے روانہ ہوئے۔ سلطان کا میدان جنگ میں بہ نفس نفیس موجود رہنا ہی فتح کی ضمانت تھی۔آپ نے ایک فیصلہ کن جنگ میں دشمن کو شکست فاش دی اور اپنے علاقے سے بھگا دیا۔اس جنگ کا بیان سلطان کی بہادری کی ایک مثال ہے۔(باب ۷،شعر نمبر ۲۷۶۔۲۸۸)

دشمن یہاں سے فرار ہو کر کرشنا کے اس پار پناہ لی۔ جب دشمن کو اس بات یقین ہو گیا کہ اگر سلطان کے ساتھ صلح نہ کر لی گئی تو ہمیں اپنے علاقوں سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے قاصد روانہ کئے اور صلح کی پیش کش رکھی۔سلطان نے بہت حیل و حجت کے بعد اس کو منظور کر لیا۔ایسے وقت میں جبکہ فتح و کامرانی آپ کے قدم چوم رہی تھی اگر آپ چاہتے تو اس پیش کش کو ٹھکرا کر دشمن کے علاقے پر قبضہ کر سکتے تھے۔لیکن آپ بہادر تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ جنگ کو طول دے کر رعایا پر بوجھ لادیں اگر ایسی فتح اتحادیوں کو میسر ہوتی تو یقیناً ہوا یسی پیش کش کو ٹھکرا کر کمزور رعایا پر ظلم ڈھاتے ہوئے جنگ کو طول دیتے۔

مکالمہ نگاری :۔ مثنوی میں مکالموں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اس اہمیت کا سبب یہ ہے کہ مثنوی میں مکالمے ہی عمل کا بنیاد ہوتے ہیں۔کرداروں کی صحیح سیرت واضح ہوتی ہے۔عزت نے اس مثنوی میں آنے والے کرداروں کی زبانی جو مکالمے پیش کئے ہیں نہ صرف وہ ان کی نمائندگی کرتے ہیں بلکہ ان کی سیرت کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔

ٹیپو سلطان کے حسب مراتب شاعر نے جو مکالمے لکھے ہیں چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ جب اتحادیوں کے قاصد سلطان کے پاس آتے ہیں تو سلطان نے یہ خبر سن کر کہا۔

یہ اخبار سن کو سلطان دیں　　　کہے بہوت عاجز ہوئے مشرکیں
اتھا اسہل ہے ان کو نابود کر　　　ستارے و پونے تلک کیں نہ ٹہر

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-　　　\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

تھے ایک میں اب کے چلا جلد تر　　　دونوں کان اس کے لیویں پکڑ
ہو مغلانے باند ہیں اتنا ہے دم　　　نہیں ہے سنپڑ جاویں گے یکقلم (باب ۱۹)

قاصدوں کا جوب سننے کے بعد سلطان نے ان سے کہا

بڑے عزم سے تم نے آ کر یہاں　　　نہ کر جنگ ایک روز بل بنم آں

اتا پھر کو چاہتے ہیں جاویں وطن
گنوا کر سبھی نیک نام و کہن

کرو بعد ازاں صلح ہم سات تم
عبث ہے جو کرتے ہیں اب بات تم ۔۸۱۶
یہ سنکر بھی سلطان فرمائے جواب
اگر تم میں نیں اب لڑائی کا تاب

شہاباں وتو پاں کا سن سن صدا
بھی سب دیکھ یہ کو ردار و قضا ۔۸۲۶

سلطان کی اس حیل وحجت کو سن کر اتحادیوں کے قاصدوں کی حالت دیکھئے کہ سلطانی رعب و دبدبہ، جاہ و جلال سے عاجز آ کر کس طرح سلطان کی خوش آمد کر رہے ہیں۔

نپٹ بزدلی سات اٹھ کر شتاب
کہے نیں ہمارے میں ایتا بھی تاب

بھی درحال مستقبل ہم کوں غلام
کرو اب یہی ہے مراد کلام ۸۳۳

اتحادیوں کی عرض داشت پر سلطان ن خطوط کا جوب لکھوایا اور اپنے قاصد بدرالزماں خاں بہادر اور محمد رضا خطیب کو روانہ کیا تا کہ صلح کے شرائط طے ہوں۔ ایک فاتح ہونے کے ناطے ان کے مکالمے کس طرح کے ہونے چاہئیں اس کی مثالیں اس مثنوی میں ملتی ہیں۔

بدرالزماں خاں بہادر کا مکالمہ دیکھئے

کہے بعد ایک ساعت ان سات سب
جو فرمائے سلطان سوارشاد تب

نہ یارا پھر ان کو دیویں جواب
نہ طاقت وہاں بیٹھ لانے کوں تاب ۸۷۳

اس کے بعد محمد رضا خطیب نے اتحادیوں سے جو گفتگو کی اس کو شاعر مکالمہ نگاری میں اس طرح لاتا ہے۔

یہ کہتے ہیں ٹک بات محمد رضا
غصے سات ناکس کوں خاطر میں لا

کئے اس وضع ان سوں گفت وشنید
ہوا افسردہ خاطر سراسر ہنود ۔۹ ۔۸۸۶

سلطان نے جب ادھونی کا قلعہ فتح کیا اور تنگ بھدرا کو پار کر کے انکی طرف بڑھے تو اس کو سن کر اتحادی

فوجوں میں جو کھل بلی مچی انکی آپسی گفتگو سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ سب سلطان سے گھبرائے ہوئے تھے۔

کہے کیا کریں فکر و تدبیر ہم — اتا ہم کو آرام نیں ایک دم

--------------- — ---------------

بھلا تھا و گر سکہ سکہ اتا — پڑیا کام چھاپے سوں واحسرتا ۶۔۵۴

جب قلعدار ختم ہو گیا اور لوگ وہاں سے فرار ہو کر مرہٹہ فوج کے سرداروں کے پاس اپنی بپتا سنانے گئے تو ہری پنڈت اور راستہ ہولکر نے ان سے پوچھا

ہری پنڈت و راستہ ہولکر — بلا ان کو پوچھے کہو کیا خبر

------------ — ------------

اسے کاں ہے غیرت و شرم و حیا — ادھونی گئی پر وہ مر نیں گیا ۳۰۲۔۳۹۰

یہ اشعار مکالمہ نگاری کی بہتریں مثالیں ہیں، مقتضائے حال کے موافق ہیں اور جذبات نگاری کی بہترین مثالیں بھی ہیں۔

واقعہ نگاری:۔ حسن علی عزت نے جنگ کا واقعہ بڑے تسلسل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور تاریخی واقعات کو یکے بعد دیگرے سلسلہ وار بیان کرتا چلا جا تا ہے۔ داستان ابتداء سے انتہا تک نہایت دلچسپ انداز بیان اختیار کیئے ہوئے ہے۔ داستان کی ابتداء سلطان کے لاؤ لشکر لے کر شری رنگا پٹن سے نکلنے سے شروع ہوتی ہے۔ جب سلطان کو یہ خبر ملی کہ اتحادی ان کے ملک کو تاخت و تاراج کرنے میں مصروف ہیں تو آپ اپنی فوجوں کو لے کر برق و باد کی طرح اتحادیوں کی فوجوں پر حملہ کیا، مرہٹے اور نظام ذلیل ہو کر کوسوں دور پیچھے ہٹ گئے۔ قلعہ ادھونی پر مہابت جنگ داماد نظام الملک کا تسلط تھا سلطانی افواج نے اس کا محاصرہ کیا اور ایسا سخت حملہ کیا کہ دوسرے دن صبح قلعہ کا دروازہ کھل گیا۔ لیکن سلطان کو جب اس بات کا پتہ چلا کہ نظام الملک کی بیٹی اس قلعہ میں موجود ہے تو آپ نے فوجوں کو پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیا تا کہ وہ وہاں سے نکل جائے۔ سپہ سالار نے بہت سمجھایا کہ ایسا موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ لیکن سلطان نے اپنا حکم واپس نہیں لیا۔ اس طرح نظام علی خاں کی بیٹی اور دیگر خواتین وہاں سے نکل کر رائچور چلے گئے۔ جب سلطان کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے تسخیر قلعہ کا حکم دیا۔ اٹھارہ دن بعد قلعہ فتح کر لیا گیا۔ اس سارے واقعہ کو عزت نے پہلے باب میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ادھر سے فارغ ہو کر سلطان مرہٹوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ مرہٹی فوجیں قلع دھارواڑ میں مقیم تھیں۔ جب سلطان اس طرف متوجہ ہوئے تو موسم باراں کی وجہ دریائے تنگبھدرا میں طغیانی آ گئی۔ سلطان نے کافی دن انتظار کیا کہ طغیانی کم ہو تو دریا پار کیا جائے۔ لیکن طغیانی کم ہونے کا نام نہیں لیتی تھی۔ اس حالت کو دیکھ کر سلطان نے ایک گولے داغنے کا حکم دیا جس سے طغیانی کم ہوگئی اور سلطان نے اپنی فوجیں دھاڑواڑ کی طرف بڑھا دیں۔

کئے کوچ پر کوچ ندی اوپر   نپٹ جلد جیسا کہ چلتا قمر

اوتر تنگ بھدرا کو لے سات فوج   چلے جیوں کہ دریا پو چلتی ہے موج

فوج کے آنے کا حال سن کر مراہٹہ اپنی جانیں بچانے کے لئے اپنے اہل وعیال کو میدان جنگ میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

خبر سن مراہٹہ مغل تلملے   لگے رونے یک یک کے لگ لگ گلے

کہے کیا کریں فکر و تدبیر ہم   اتا ہم کو آرام نیں ایک دم

--------------   --------------

بھلا تھا وگر سکھ سکھ اِتا   پڑیا کام چھاپے سوں واحسرتا

جب سلطان کی افواج ندی پار کر کے آ رہی تھیں تو ہر خاص وعام نے ان فوجوں کو دیکھا

کہے سب نے اک آگے موٹ ہے   یہ بندوق اور توپ کا کوٹ ہے

اگر رام لچھمن ہی ہوتے تو یاں   نپٹ خوف سے جیو کے من کے اتاں

--------------   --------------

حصار عدم سچ لیتے پناہ   کہاں تاب آتش کا لاویں گا کاہ

اس لشکر کی خبر ملتے ہی دشمن نے اپنا ٹھکانہ چھوڑ دیا۔ جنگلوں میں چھپ گئے۔ سلطان نے ان پر شب خون مارا اور سارے لشکر کو زیروزبر کر دیا اس واقعہ کو شاعر نے اس طرح پیش کیا ہے۔

یہ تدبیر کوں کر کے باہم تمام   پھرے وہاں سوں دو کوس پو جا کر مقام

بھی سلطان کے ان پو شب خون چار   و لے ہو کے ہوشیار وہ بدشعار

یہ آئے تلک تھل کے تئیں چھوڑ کر   گئے بھاگ جنگل کے رہ کو پکڑ کر

--------------   --------------

ہولا چار ایک رات شبخون کر　　　کئے ان کے لشکر کوں زیر وزبر

اس طرح جب غنیم رود کرشنا کے اس پار پڑاؤ ڈالا ہوا تھا تو امراض گونا گوں کے باعث کافی لوگ ہلاک ہوئے اور اسی دوران شہاب ثاقب کے گرنے کی وجہ سے دشمن نے راہ فرار اختیار کی تو اس وقت بھی کافی مال غنیمت سلطان کے ہاتھ آیا۔ جس کا ذکر شاعر نے باب ۱۳ر میں اس طرح کیا ہے۔

یہ احوال دیکھ ان کا چپو و بید　　　کئے بہوت گھوڑے واونٹاں کو صید

لئے چھین اسباب وانداں و مال　　　بھی شمشیر و ترکش کمان اور ڈھال

غنیمت سمجھو یہ فتوحات غیب　　　شباں شب لے اسباب کرتا شکیب

جب سلطان نے پے در پے حملے کئے تو دشمن نے تنگ آ کر صلح کرنے کا ارادہ کیا اور قاصدوں کو روانہ کیا۔ سلطان نے دوران گفتگو جب شہاب ثاقب اور توپ کا نام لیا قاصدوں کا رنگ کس طرح اڑ جاتا ہے اس واقعہ کو شاعر کی زبانی سنئے۔

شہاباں وتوپاں کا سنیچ نام　　　وکیلاں کا چہرہ ہوا زرد فام

پڑیا لرزہ اعضا میں ان کے سکل　　　ہوا سب حواسوں میں ان کا خلل

نپٹ بزدلی سات اٹھ کر شتاب　　　کہ نیں ہمارے میں ایتا بھی تاب

ایتا ہم پو حضرت کے کر کر کرم　　　اماں جان کا بخشو بڑا ہے دھرم

صلح امن وآشتی کس کو نہیں بھاتی۔ جب سلطان نے اپنے دونوں فریقوں کو قاصد بنا کر مرہٹوں سے صلح کی گفت وشنید کرنے کے لئے روانہ کیا تو اس خبر کو سن کر دشمن کے ہر فرد کو خوشی ہوئی۔ اسی کیفیت کو شاعر یوں بیان کرتا ہے۔

لگے رقص کرنے صغیر و کبیر　　　کہہ و مہہ وزن مرد ہرنا و پیر

ہری پنڈت وراستہ ہولکر　　　مسرت سوں لشکر کوں تیار کر

--------------　　　--------------

لیا اس کوں مسند پو اپنی بٹھا　　　دونوں اپسیں بیٹھے سرہا توا

منظر نگاری :۔ شاعر نے اس مثنوی میں منظر نگاری کے کئی دل کش نمونے پیش کئے ہیں۔ رزمیہ مثنوی

میں جنگ کے واقعات پیش کرنا شاعر کا اہم مقصد ہوتا ہے۔ حسن علی عزتؔ نے اس مثنوی میں جنگ کے مناظر پیش کیئے ہیں۔ جنگ کے مختلف مناظر جیسے شب خون، بانوں کے مار، توپ اندازی، دشمن کی پسپاہٹ، مال غنیمت کی لوٹ، دشمن کو تنگ کرنے کے مختلف انداز، فاتح کے سامنے دشمن کا گھٹنے ٹیک کر صلح کرنا یہ ایسے اجزاء ہیں جس سے شاعر مثنوی کے تانے بانے بنتا چلا جاتا ہے۔ ایک کامیاب شاعر ہونے کے ناطے عزتؔ نے ایسے مناظر کی دلکش مرقع کشی کی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم خود میدان جنگ میں کھڑے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔ سلطان نے جب تنگبھدرا پار کیا اور ان کی فوجوں کو دشمن نے دیکھ لیا تو بوریا بستر سمیٹ کر ایک جنگل میں جا چھپے۔ سلطان نے مجبوراً دشمن کو لاچار کرنے کے لئے شبخون کا ارادہ کیا۔ اس منظر کو پہلے باب میں پیش کیا گیا ہے۔

ہولاچار ایک رات شب خون کر | کیئے ان کے لشکر کو زیر و زبر
شہاباں و گولوں کا ہجوم | پڑیا چو طرف ان کے لشکر میں دھوم
کھڑیا وقت ایسا قیامت مگر | ہوئے گویا قائم زمانے اوپر
انکھیاں مل اٹھے نیند سے تئیں تمام | لگے ڈر کو کہنے ارے رام رام
یہ گولے شہاباں و گولیوں کا مار | ہے بارش غضب کا مگر ٹھار ٹھار
یہ کہہ کر لگے کانپنے گمراہاں | زن و مرد و اطفال و پیر و جواں

اس طرح کے اچانک حملے سے دشمن گھبرا اٹھا اور اس کے لشکر میں کھلبلی مچ گئی۔ دشمنوں کی ہجو اڑاتے ہوئے دشمن کے پسپا ہونے کا منظر دیکھئے۔

کیتوں نے کیئے اپنے دھوتیاں خراب | کیتوں نے گیئے بھاگ جلد و شتاب
ازاراں و پڑیاں کو سٹ یک طرف	برہنہ لگے بھاگنے صف بہ صف
غرض نفسی نفسی کا تھا وہ مقام	قیامت کی تھی رات گویا تمام
یہ احوال کو مشرکاں دیکھ سب	دیئے چھوڑ اموال و ناموس تب
گیئے پانچ کوس بھاگ نا ٹھیرکیں	پھر امنہ کو اس رخ پہ دیکھے نہیں

سلطان نے بہادر بنڈہ کا محاصرہ کر لیا اور قلعہ پر زبردست توپوں سے حملہ کیا۔ وہاں کے لوگوں نے قلعہ دار سے جا کر یہ شکایت کی کہ سلطانی افواج کا قلعہ پر حملہ جاری ہے۔ اور ہم اس کی تاب نہیں لا سکتے، بہتر ہے کہ تم اس کا

کچھ بندوبست کرو۔قلعہ دار نے لوگوں کو سمجھایا کہ ان کی مدد کے لئے مرہٹہ اور نظام وغیرہ کی متحدہ فوج آرہی ہے۔تم مطمئن رہو۔لوگوں کو مطمئن کر کے وہ بالا حصار پر کھڑے ہوکر سلطانی افواج کا جائزہ لے رہا تھا کہ سلطان نے اس کو اپنی توپ کا نشانہ بنا کر اس کے پرخچے اڑادئے۔شاعر نے اسی منظر کو ساتویں باب میں یوں بیان کیا ہے۔

غرض نواب لشکر سرائے یہ بات | کئے مورچہ وہاں شتابی کے سات
لئے چھین کر پیٹھ توپاں سونار | بھی سب توڑ دیوار بالا حصار
سر اس کا کیا اور شتابی کے سات | جہنم میں ملنے کوں یاراں سنگات
زمیں کے اوپر پڑ کے تن تلملا | بہت سی صعوبت سوں جان کو دیا
دیکھے اس کا احوال جب مشرکاں | پکارے ہو بے تاب سب الاماں

مثنوی میں علاقائی عناصر :۔ مثنوی اضراب سلطانی میں شاعر نے سلطان کے زمانے کی تہذیب وتمدن کو پیش کیا ہے۔اس سماج میں سلطان کی شخصیت سب سے اہم تھی۔اس میں دو طبقے تھے ایک ادنیٰ اور دوسرا اعلیٰ ۔اعلیٰ طبقہ میں سلطان اور ان کا خاندان، وزراء اور اعلیٰ درجہ کے شاہی ملازم تھے اور ادنیٰ طبقہ میں عوام یا رعایا تھی۔

شاہی آداب :۔ سلطان کے دربار میں شاہی آداب کا خاص خیال رکھا جاتا تھا دربار میں حاضری پر آداب وکورنش بجالایا جاتا۔

بجالائے آداب وکورنش سکل | شبان شب گئے ان کے لشکر پو چل

ہتھیار :۔افواج میں جو ہتھیار استعمال ہوتے تھے اس کی تفصیل بھی اس مثنوی میں ملتی ہے۔ جیسے بندوق،توپ، بان، نیزے ویرے پک، سپر، شمشیر، ترکش، کمان، ڈھال وغیرہ سلطان نے جہاں بہت سی تبدیلیاں لائیں وہاں ہتھیاروں کے نام بھی بدل دئے تھے۔جیسے بندوق کا نام تفوگ،توپ کو درخش اور بان کو شہاب۔

جانور :۔افواج میں استعمال ہونے والے جانوروں میں اونٹ، ہاتھی ،گائے بیل، گدھے اور گھوڑے تھے۔

مال غنیمت :۔لوٹ کے مال میں دشمن کا مال واسباب اور جانور اور ہتھیار ہاتھ آتے۔اسباب میں انسان ،جس میں مرد اور عورتیں جنگی قیدی بن کر آتے ،مال میں جانور اور ہتھیار، جانوروں میں اونٹ، گدھے

،گھوڑے، ہاتھی، اور بیل، ہوتے۔ ہتھیاروں میں بندوق، توپ، تلوار، ڈھال، تیر کمان، ترکش، وغیرہ۔

جنگی قیدی :۔مثنوی میں جنگی قیدیوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے اور ان کو دی جانے والی سزا کا بھی تذکرہ ہے، قیدیوں کے ہاتھ باندھ دیئے جاتے اور مال غنیمت انہیں کے سروں پر رکھ کر لایا جاتا۔

کیتوں کے دونوں ہاتھ کو باندھ کر　　　　رکھا اسباب کوں ان کے سر کے اوپر

فوجی لباس :۔فوجی لباس میں سر کے لئے پگڑیاں یا دستار ہوتی اور دھوتی کا بھی استعمال ہوتا، پچھوڑیاں بھی استعمال ہوتی تھیں۔فوج کے مختلف یونیفارم ہوا کرتے جن میں لال شرٹ اور پیلے ازار اور دھوتی، اور ببری رنگ کے کپڑے زیادہ نمایاں اور مشہور ہیں۔

زیورات :۔جب بھی سلطان کو فتح حاصل ہوتی تو اپنے سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے انہیں انعام و اکرام سے نوازا جاتا۔جس میں سونے اور چاندی کے زیورات ہوتے جیسے موہن مالے، توڑے، کڑے نقدی، مہرے وغیرہ۔

علاقائی نام :۔اس مثنوی میں کرناٹک اور اطراف واکناف کے علاقوں کے نام ملتے ہیں۔مثلاً شری رنگا پٹن، حیدر آباد، پٹنہ، شاہ نور (ساوٗنور) ادہونی، بہادر بنڈہ، ستارہ، کنچن گڈھ، منظر آباد۔(قلعہ بل) بناور چن پٹن، کمپلی اور ندیوں میں تنگ بھدرا اور کرشنا۔

دشنام طرازی :۔اس مثنوی میں شاعر نے ہجو اڑاتے ہوئے دشنام طرازی سے کام لیا ہے۔آج بھی اس طرح کی دشنام طرازی ہمارے معاشرے میں سنی جاتی ہے۔جیسے بدشعار، لعین، زنانیاں، حرامی نسل، نسل حرام، دیوس، فاجر اور سگے بدنہار۔

بھی سلطان کے ان پو شبخون چار　　　　ولے ہو کے ہوشیار وہ بدشعار ۷۹

بہوت فکر کر کے سلطان دیں　　　　کہے ان سوں لیکن نہ آئے لعین ۸۲

تمہارے بھروسے پور ہے ہم تمام　　　　نہ سمجھے کہ ہمیں تم سے نسل حرام ۵۱

گئے اس کے ہمراہ خورسند و شاد　　　　وہ دیوس، فاجر، سگے بدنہار ۱۱۰۱

بیماریاں :۔اس مثنوی میں بہت سی بیماریوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔جیسے قے، جلاب، تپ ولرزہ، دل کا

مرض، سرسام، ابلہ، سعل العب، صرع، ذات الجنب، ذات الریہ، حبسدم، وجع الفواد، قولنج، لقوہ، فالج، دیوانگی، تپ ودق وسل، تپ محرب، مطبقہ وسعل، مضامل، بواسیر، وجع الؤ بحال وغیرہ۔ ان کی تفصیل ہمیں باب ۱۲ میں ملتی ہے۔ (شعر نمبر ۴۳۶ تا ۴۵۱)

ادبی جائزہ

تشبیہات واستعارات :۔ شاعر نے اس مثنوی میں بہت سے تشبیہات واستعارات استعمال کئے ہیں چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

سلطان کی بہادری کو شیر نر سے تشبیہ دی ہے۔

خوشی سات سلطان جیوں شیر نر	کھڑے جا کے میدان میں رستے اوپر	۴۳

سلطانی افواج کے کوچ کو قمر سے تشبیہ دی ہے۔ جب تنگ بھدرا میں اتر کر اس کو پار کرنے لگے تو اس کی تشبیہ موج سے دی ہے۔

کئے کوچ پر کوچ ندی اوپر	نپٹ جلد جلد جیسا کہ چلتا قمر	۵۱
اتر تنگ بھدرا کو لے سات فوج	چلے جیوں کہ دریا پو چلتی ہے موج	۵۲

دشمنوں کے فرار ہونے کو ہرن کے دوڑنے سے تشبیہ دی ہے۔

ہرن دیکھ چیتے کوں جیوں بھاگتا	اسی وضع سوں مشرکاں سدھ وہ گنوا	۱۴۵
ہرن سا ہو وحشی وہ لشکر نکل	شب وروز پھرتا ہے جنگلے جنگل	۴۲۲

دشمن کی پریشانی کو بنات النعش کی سی پراگندگی سے تعبیر کرتا ہے۔

جو پروین سا بیٹھے اتھے عقل کھو	بنات النعش سا پراگندہ ہو	۴۸۱

ایک دشمن سے گھر کر دوسرا پریشان ہے۔ لیکن اس پریشانی میں جب اس سے حیلو حجت کی جاتی ہے تو وہ اور پریشان ہو جاتا ہے اور چڑ چڑ پن آ جاتا ہے۔ اس کیفیت کو شاعر نے مینڈک کی اچھل کود سے تشبیہ دی ہے۔

ہیں بیٹھے ہوئے چوطرف سب ہمیں	عبث مثل مینڈک اچھلتے تمیں	۵۲۸

اتحادی فوجوں کو شکست دینے کے بعد پنڈارے ان کو ستانے لگے، ان کے ستانے سے تنگ آ کر دشمن کی فوجوں نے اپنے آپ کو محدود کر لیا۔ اس کیفیت کو شاعر نے ہرن کی صید سے تشبیہ دی ہے۔

پنڈارے وچپو کا کرو بید	کہ جوں بوم کرتا ہے آہو کو صید ۶۵۱

مرہٹہ جب شکست فاش کھا کر پونا لوٹ گئے تو ان کی مثال ایک بے بال و پر چڑیا سے دی گئی ہے۔ کتنی انوکھی مثال ہے۔

غرض مشرکاں گھس کو پونے بھتر	چڑیاں سارکھو کے سب بال و پر ۱۰۲۹

کلام کی لطافت :۔اس مثنوی میں شاعر نے دشمن کی ہجو اڑائی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی گھبراہٹ اور پریشانیوں کو کس لطیف پیرایہ میں بیان کیا ہے، چند اشعار بطور نمونہ ملاحظہ ہوں

تردد کریں کیا، کہاں بھاگ جائیں	اتا کاں تبھی جا کو سر کو چھپائیں ۱۶۳

مگر آج کی رات دیجور ہے	جہاں سب اندھارے سوں معمور ہے ۱۶۵

زمیں سخت اور دور ہے آسماں	کہاں ہم نے جا کر بچاویں گے جاں ۱۶۴

سرانجام و اسباب سارا گنوا	لگے کہنے رورو کے واحسرتا ۱۶۷

ہوئے اس قدر ہم ذلیل و فقیر	بچھانے کوں نیں بوریا و حصیر ۲۰۷

روزمرہ، محاورہ اور ضرب الامثال :۔کی بھی اس مثنوی میں کافی مثالیں ملتی ہیں چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

مثلاً:۔ قیل و قال کرنا، مجال نہیں

سنانے کوں عالم کے تم قیل و قال	یہ کرتے ہیں ورنہ نہیں یہ مجال ۳۳۷

بدنام کرنا

یہی دل میں مقصد تمہارے ہے اب	ہمارے پوڈالیں یہ بدنامی سب ۴۸۸

غنیمت سمجھنا

غنیمت سمجھو یہ فتوحات غیب	شبان سب لے اسباب نا کر شکیب ۵۰۲

غنیمت سمجھ کر غنیمت تمام	لیا کر ہے حیرت کا ہم پر مقام ۷۸۵

کمر باندھنا، احسان بھول جانا، احسان برباد کرنا۔

ہمارے وہ احساں کو سب بسر	بھی ہم سات لڑنے کوں بندیہ کمر ۷۸۸

وہ احساں سارے کو برباد کر اتا ان سوں لڑنے کوں باندے کمر ۱۲۸۵

آہ وفغاں کرنا

گیا گھر میں محزوں بہ آہ وفغاں نپٹ ہول دل سیتی کھوسب تواں ۱۲۸۷

علاج کرنا، فضیحت کرنا

کتا تھا کروں کیا تجھی اب علاج فضیحت کیا نقلیہ مجکوں آج ۱۲۸۸

داغ پر داغ لگنا، غم پر غم اٹھانا، زخموں پر نمک چھڑکنا،

ہوا داغ پر داغ اور غم پو غم نمک بر جراحت الم در الم ۱۲۸۶

مصیبت میں مبتلا ہونا

مصیبت میں اول سوں تھا مبتلا بھی اس پر علاوہ ہوئے یہ بلا ۔۱۳۰۳

حیران پریشان ہونا

یہ افواہیں سن سن رعایا تمام نکل گئے ہیں دہشت سوں اب جا بجا ۔۱۳۰۴

ضرب المثل کار بد اصل غیر از جواں کا استعمال دیکھئے

ہے مشہور ضرب المثل در جہاں نہیں کار بد اصل غیر از جواں ۔۷۷۴

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ شاعر کو زبان اور بیان پر قدرت حاصل تھی

صنعت تضاد :۔اضراب سلطانی میں صنعت تضاد کا بھی استعمال ہوا ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

زن و مرد و پیر و جواں سر بسر اتھا سب کوں چھائے گا دل میں خطر ۷۸

ہولا چار ایک دن شب خون کر کئے انکے لشکر کوں زیر و زبر ۸۳

یہ کہہ کر لگے کانپنے گمر ہاں زن و مرد و اطفال و پیر و جواں ۔۸۹

لگے رونے ارد اصغیر و کبیر کہہ و مہ و اطفال و پیر و جواں ۴۹۲

ہری پنڈت و راستہ ہولکر ادہر سوں ادھر، ادھر سوں ادھر ۷۰۹

مبالغہ :۔شاعر نے سلطان کے بارے میں جہاں اپنے بیانات پیش کئے ہیں وہاں مبالغہ سے بھی کام لیا ہے۔اس کی یہاں لمبی چوڑی تفصیل تو نہیں دی جا سکتی صرف چند اشعار مثال کے طور پر پیش کئے جا رہے ہیں مثلاً

جب سلطانی افواج دریائے تنگ بھدرا پار کر کے دشمن کے علاقے کی طرف بڑھیں تو لوگوں نے اس فوج کو دیکھ کر بہت تعجب کیا اور کہا کہ اگر ہمارے دیوی دویتا اور زمانے کے مشہور و نامور بہادر بھی اس فوج کو دیکھ لیتے تو وہ بھی میدان میں اپنا قدم نہیں جما سکتے تھے۔

پہاڑاں پو چڑ نکل خاص و عام	دکھے آ کے سلطان کا لشکر تمام
اگر رام لچھمن ہی ہوتے تویاں	نپٹ خوف سے جیو کے منگے اتاں
بھی ارجہ زلاں وبھیم وگینش	کشن اور ہنمنت یہ صہیا ش
اگر دیکھتے اپنے دھوتیاں خراب	کئے ہوتے نالیا لے آبے جیش کا تاب
اگر رستم، زال وسام وسوار	ویا کیوسہراب واسفندیار
یہ لشکر کے تیں دیکھتے عقل کھو	اپس زندگانی سوں ہاتاں کو دھو
حصار عدم سچ لیتے پناہ	کہاں تاب آتش کا لاویگا کاہ

سلطان نے جب مرہٹوں کو شکست فاش دی، حیدرآبادی فوجوں کے ساتھ مرہٹے بھی اپنی اپنی سرحدوں پر چلی گئیں۔ صلح، عہد و پیماں ہوا تو سلطان بہ فتح وظفر واپس لوٹ آئے۔ راستے میں کمپلی اور کنچن گڈھ کے باغیوں کو ٹھکانے لگایا ان ساری کامیابیوں کو دیکھ کر انگریزوں کو کافی مایوسی ہوئی۔

یہ سن کر کرستان ہو منفعس	گیا اٹھ شتابی سوں گھر کو خجل	۱۳۲۱
رہا آہ وزاری میں ہر روز وشب	نپٹ ہو دل سوں جوں کلبا لکلب	۱۳۲۲
خراساں بلخ وو کابل دیار	صفاہاں و بابل جبش زنکبار	۱۳۲۳
بہ ہندو سبند و بردم وچین	برایران وتوران وخورزمین	۱۳۲۴
سیام ودمشق وخطا وختن	بہ مسقط و بغداد وملک یمن	۱۳۲۵
مدینہ نجف مکہ وہر دیار	ہوئے چوطرف یہ خبر اشتہار	۱۳۲۶
بہ مشرق ومغرب وجنوب وشمال	کسی پر تھے فرحت کسی پر ملال	۱۳۲۷
یہ اضراب سلطانی سن ہر کہیں	مسلمان ہوئے خوش حزیں مشرکیں	۱۳۲۸

خطوط :۔ اضراب سلطانی میں شاعر نے خطوط بھی لکھے ہیں۔ ایک خط اتحادیوں کی طرف سے سلطان

کی خدمت میں روانہ کیا گیا جس میں اپنی غلطیوں کا اقرار کیا گیا ہے اور یہ خط ان کی اپنی حالت کی عکاسی کرتا ہے ۔جب اتحادیوں نے دیکھا کہ اگر ہم اسی طرح خاموشی اختیار کریں گے تو سلطان ہمیں جیتا نہیں چھوڑے گا اس لئے ان سے صلح کرنا ہی بہتر ہے۔

یہ کہہ کر نپٹ عاجزی سات سب لکھے خط ہوئی ہم سوں تقصیر اب

--------------- ---------------

اگر ہم کوں دیویں گے جاں کا اماں ہیں جب لک ستارے زمیں آسماں

نہ بھولیں گے بار دگر یہ کرم ہے احسان پو احساں دہرم پر دہرم ۔ ۲۳۔۷۴۷

اس خط کے ساتھ ہی اتحادیوں کے قاصدوں نے سلطان کے رحم و کرم اور جنت مکانی حیدر علی خاں کے احسانات کو بھی یاد دلایا اور بڑی عاجزی و انکساری سے معافی مانگتے رہے۔حالانکہ ان اشعار میں دشمن کی کمزوری عیاں ہے۔لیکن ان کے **کلام میں فصاحت و بلاغت** دیکھنے لائق ہے۔شاعر نے مقتضائے حال کے موافق فاتح بادشاہ کے سامنے مفتوح کی صحیح عکاسی کرتے ہوئے ان کی لاچاری اور مجبوری کا کتنا بہترین نقشہ فصیح اور بلیغ انداز میں پیش کیا ہے ملاحظہ ہوں چند اشعار ۔

ادب سے دو زانو دونو بیٹھ کر کیئے عرض احوال کوں سر بسر

--------------- ---------------

اترنے کوں اپنے مکاناں پوجا رہے شاد و خورسند کرتے دعا، باب ۲۰ ش ۱۴۔۸۴۹

مثنوی اضراب سلطانی میں چند ایسے بھی اشعار پائے جاتے ہیں جن میں ردیف و قافیہ کی پابندی نہیں ملتی۔ مثلاً

وو لشکر ہے اس بات اوپر کوئی دئے نیں مکاں کو خواہ مخواہ ۔۳۳۸

کیتوں کو مفادات وجع الفواد دیا انکے بستی کاں خر یہ بلا ۔۴۴۴

کیتے چوبداراں و ہرکاراں کا کیتے باانڈرراں معہ بیرقاں ۔۸۵۷

کہے سن کو کہا پیچ جیوں کی بال زراعت سوں یہ ہمارا مراد ۔۹۸۹

رکھ تم اپنے کوں اتنا حق کرو دل کوں نقلیوں کو بلا ۔۱۲۲۱

نے کا استعمال :۔مثنوی اضراب سلطانی میں ’’نے ‘‘ کا استعمال سترا شعار میں ہوا ہے۔کہیں یہ حرف ’کو‘، ’کی‘ کے معنوں میں ہوا ہے تو کہیں مختلف ضمائر کے ساتھ یہ علامت فاعل کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ان کی چند مثالیں دیکھئے

علامت مفعول ’’نے‘‘ بمعنی ’کو ضمیر غائب

مراہٹہ تمیں مل کو جلد وشتاب ایک **ایک نے** کرے گا انوں کو خراب ۔۳۸

تم میں سے ہر **ایک کو** وہ خراب کرے گا تم اور مراہٹہ مل کر جلدی سے

وہ حجام نلّی حرامی نسل لگیا ایک نے دشنام کو لعل ۔۶۷

کسی نے **اس کو** گالی دی کہ وہ حرامی نسل حجام نلّی

علامت مفعول ’’نے‘‘ بہ معنی ’کئی‘

غلاظت میں پڑ کر کیتو نے لڑے کیتے ہو کے بسمل تڑپتے پڑے ۔۹۴

کئی زخمی ہو کر تڑپتے پائے گئے اور کئی لوگ اسی زخمی حالت میں غلاظت میں گر کر تڑپتے رہے۔

علامت فاعل ’’نے ‘‘ ضمیر اشارہ ’کی‘ کے معنوں میں

اگر ٹھانا سرکار کا آوے اب فرنگیوں نے لیتے چھین ہم سوں سب ۔۶۵۷

فرنگیوں کی طرح وہ ہم سے سب چھین لیں گے اگر اب سرکار کا ٹھانہ نہ آئے تو

علامت فاعل ’’نے ‘‘ بہ معنی ’بھی‘

غضب کے پٹاخوں نے پھٹنے لگے شہاباں و بندوق چھٹنے لگے ۔۱۰۴

شہاب اور بندوق چل رہے تھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ بڑے غضب کے پٹاخے چھوڑے جا رہے ہیں۔

علامت فاعل ’’نے ‘‘ضمیر غائب ’وہ‘ جمع کے صیغے میں استعمال کیا گیا ہے۔

نہ آئے ہوئے نیں مقابلے کے تیں ولے وہ زنانوں نے لڑنے کے تیں ۔۱۱۴

لیکن وہ زنانے لڑنے کے لئے، مقابلے کے لئے نہیں آئے

وکیلاں نے لرزاں ہو رز خوف جاں کئے حکم آنے دیو، ان کو یہاں ۔۸۰۷

حکم کیا کہ ان کو یہاں آنے دیا جائے، وہ وکلاء اپنی جان کے خوف سے لرزہ براندام آئے۔

''نے'' ضمیر متکلم 'ہم' جو واحد متکلم کے لئے ہوتا ہے۔

بدی ہم نے نہ چاہے ذرا　　　　خطا کئے جنوں نے کئے خود خطا ۔۷۸۶

ہم نے ذرا بھی برائی نہیں چاہی جنہوں نے خطا کی وہ خود کی خطا میں پھنس گئے

''نے'' جمع کے صیغے کے ساتھ ضمیر غائب۔

شباں شب پیادوں نے چڑ کر شتاب　　　　لگے مارنے سنگ و گولے شہاب ۔۳۴۲

راتوں رات پیادوں نے پھرتی کے ساتھ چڑھ کر سنگ و گولے اور شہاب مارنے لگے۔

سبھوں نے لے اقرار دستخط سکل　　　　حجام علّی کے بتانے بدل ۔۱۱۰۰

حجام علّی کے کہنے پر سبھوں اقرار کیا اور دستخط کئے۔

''نے'' کا استعمال واحد کے صیغے کے ساتھ

کہا ایک نے شاید ہمیں دیکھ خواب　　　　چمک کر بھاگ نالا کے تاب ۔۵۸۲

ان میں سے کسی ایک نے کہا کہ شاید ہم نے خواب میں دیکھا ہوگا اور اس کی تاب نہ لا کر بھاگ گئے ہوں گے۔

''نے'' کا استعمال ضمیر اشارہ 'انہوں' کے ساتھ۔

انہوں نے سا جھک رہے تھے سب رات دن　　　　گذرتا تھا ہر آن ان پر کٹھن ۔۷۱۹

رات دن ان پر ہر لمحہ بہت کٹھن گذر رہا تھا

''نے'' کا استعمال ضمیر متکلم ''میں'' کا استعمال۔

خبر مختلف میں نے سنتا ہوا ب　　　　در بنگلور پر فوج جمع سب ۔۱۲۹

میں نے یہ خبر سنی ہے کہ بنگلور کے دروازہ پر ساری فوج جمع ہے۔

''نے'' کا استعمال ضمیر مخاطب ''تم'' کے ساتھ۔

خطّاں کا بھی ان کے لکھا کر جواب　　　　کہے تم نے لشکر کوں ان کے شتاب ۔۸۵۱

انکے خطوط کا جواب لکھوا کر ان سے کہا کہ جلدی سے تم اپنے لشکر کو

''نے'' کا استعمال ضمیر متکلم 'ہم' کے ساتھ۔

کہے ہم نے اب لگ یہاں آنے پر　　　　کسی وقت کیں بھی نہ پائے ظفر ۔۶۱۲

یہاں پر آنے کے بعد ہم کہیں بھی فتح نہیں حاصل کر سکے۔

''نے'' کا استعمال ضمیر استفہامیہ 'کسی' کے ساتھ۔

کسی نے کہا ہر طرح صلح کر　　　　بھلا ہے کہ جاویں ہمیں اپنے گھر۔ ۴۶۹

ان میں سے کسی نے کہا کہ کسی بھی طرح صلح کر کے اپنے اپنے گھروں کو جانا بہتر ہے

ان مثالوں سے اتنا واضح ہوتا ہے کہ شعرائے میسور 'نے' کا استعمال جانتے تھے۔ حسن علی عزت نے قدیم اردو میں '' نے '' کا استعمال کر کے اس کا ثبوت پیش کیا ہے اور اس کی مختلف صورتیں بھی واضح کر دی ہیں۔

مذکر اوور مونث کا استعمال:۔ قدیم اردو مثنویوں میں مذکر کو مونث اور مونث لکھنے کا ایک عام طریقہ پایا جاتا ہے اور عزت کی مثنوی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ یہاں پر ان کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جیسے 'جان کی امان' کو 'جان کا امان' لکھتا ہے۔

لئے چھین سلطان نے دونوں مکان　　　　وہاں کے دئے لوگاں کو جان کا امان ۴۱۷

سلطان نے ان کے دونوں مکان ان سے چھین لے اور ان کو ''جان کی امان بخشی''

''صدا'' کو مذکر لکھتا ہے۔

بجز خویش و پیوند کے اس جگا　　　　نہیں غیر کا کیں سوں آتا صدا ۔۴۹۵

اس جگہ سوائے خویش و اقارب کے کسی غیر کی آواز کہیں سے نہیں آ رہی تھی۔

''طاقت'' کو مذکر لکھتا ہے۔

رہے کیتے باقی سو دم خیز ہو　　　　نہ تھا ان میں طاقت چلنے کا دم دو ۔۷۰۸

کتنے لوگ ایسے تھے جو دم خیز ہو چکے تھے ان میں چلنے کی طاقت تک نہیں تھی۔

''داستان'' کو مذکر لکھتا ہے۔

لکھیا تو نے مختصر یہ بیان　　　　وگرنہ بہوت طول تھا داستاں ۔۱۳۶۴

تو نے اختصار کے ساتھ یہ بیان کیا ہے ورنہ یہ داستان تو بہت طویل تھی۔

اصول املا :۔ اصول املا کے متعلق چند باتوں کی صراحت ضروری ہے۔ مخطوطے میں املا کے بعض مروجہ املا کے اصولوں سے کافی مختلف ہیں۔ ذیل میں مخطوطہ کے املا کے ساتھ ساتھ مروجہ املا بھی لکھ دیا گیا ہے تا کہ مثنوی

پڑھنے میں آسانی ہو سکے مثلاً۔

سات ۔ساتھ ، چہتا۔چاہتا، بھوت۔بہت، منگا۔ منگوا، دہوا دہوم۔ دھوم دھام، سُد۔سدھ ، بل۔طاقت، لادنا۔ڈالنا، چھاپے۔حملہ، چھپنا چھوٹیاں۔ چھوٹنا، سمایا۔سمانا، دیکھیا۔ دیکھنا، چلپلانے۔ چیخنے چلانے، اندھاری۔اندھیری، سنپڑ۔ پھنسنا، کدن یا کدھن، کدہن۔طرف، کہیا۔کہا، چڑ۔ چڑھ، چڑ کر۔ چڑھکر، وانچ۔وہیں، وانچ۔وہیں، اوتر۔اتر، دیکھانے۔دکھانے، اوڑتے۔اوڑھتے، بہیک۔بھیک، سڑیاں۔سیڑھیاں، تھیک۔تھک، تمیں۔تم، نہاٹ۔بھاگ، مالہ۔معاملہ، اوکھاڑ۔اکھاڑ، سبھوں۔سبھی، والیچ۔والے، تلک۔تک، رسیاں۔رسی+اں۔رسیّاں=رسّی، پتھرے۔ پتھر۔ پتھر پتھر، اتھے ۔تھے، رتی۔ تھوڑا، دہنڈ۔ ڈھونڈ، پچھیں۔پیچھے، ایتّا۔اتنا، جگا۔جگہ، صباں۔آنے والا کل، نیں، نئیں۔نہیں، پلانا۔رونا، پسارنا۔پھیلانا، پھٹاقے، پٹاخے، بچکنا۔گھبرانا، ہمیں، ہمے، ہمنا، ہمنے کوں=ہم کو، اودھر ۔ اُدھر ، سیکاویں۔سکھانا، مشورت۔مشورہ، تقصیر۔غلطی، بسر۔بھول، صوانح۔تفصیل، مچلکہ۔معاہدہ، ۔

ہندی الفاظ :۔مندرجہ بالا قدیم اردو کے الفاظ کے ساتھ ہندی الفاظ بھی بڑے سلیقے سے استعمال کئے گئے ہیں۔

سنگات۔ساتھ

ہری پنڈت اکے فاجرہ	لے سنگات افواج سب باکرہ ۔٦

ادھیک۔زیادہ

ادھیک طیش سوں جو ملیانیں شکار	وہاں سوں چلے آئے پھرا پنے ٹھار۔٨٢

کوٹ۔قلعہ

کہے سب نے یہ اک آگے موٹ ہے	یہ بندوق اور توپ کا کوٹ ہے ۔٤٣

رام رام

انکھیاں مل اٹھے نیند سے تئیں تمام	لگے ڈر کو کہنے ارے رام رام ۔٨٦

بچار۔سوچ، وچار کی بگڑی شکل

ہراک نے اپس میں کر یہ بچار	لگیا دوڑنے چوطرف آہ مار ۔١٦٦

سوگندھ۔ قسم

لگیا کہنے ہر ایک نے سوگندھ کھا　　نہیں ہے غلط دیکھے ہم آزما ۔۳۵۷

شاستر۔ مذہبی کتاب

ہمارے جو ہے شاستر میں لکھیا　　اسی وضع سوں ہم نے لانا بجا ۔۳۶۶

دھرم۔ ایمان مذہب

ایتا بھی فکر ہم نے جاویں اگر　　دھرم میں بڑا پاپ ہے سربسر ۔۳۶۷

تھل۔ سھتل کی بگڑی شکل۔ جگہ

اندہاری جو تھی شب کئے وہ بسر　　رہے دنگ ہو کر اسی تھل اوپر ۔۵۷۲

دَیا۔ مہربانی

مگر رام لچھمن کا تھا یہ دَیا　　فتوحات غیبی میسر ہوا ۔۶۱۲

کیس۔ کیش۔ بال، زلف

بدل سرسوں پالک تمیں اپنا بھیس　　زنانے کی طرح سر میں رکھا اپنے کیس ۶۲۱

دندم۔ سجدہ کرنا

کبھی دونوں ہاتوں سوں کر کر سلام　　کہیں پر کہ دندم سبھی خاص و عام ۔۹۱۳

مثنوی میں کئی دیوتاؤں کے نام بھی گنائے گئے ہیں جیسے

رام، لچھمن، گنیش، ہنمنت، کرشنا، ارجنا، رنگا، ایشور، بھیم وغیرہ

مگر تم کر رام و لچھمن دَیا　　گنیش اور ہنمنت، کشن، ارجنا ۔۹۷۸

دیا رنگا ایشور نے کر کر کرم　　تمہارے شکم میں اپے پھو کے دم ۔۹۷۹

اگر رام و لچھمن ہی ہوتے تو یاں　　نپٹ خوف سے جیو کے منگتے امان ۔۶۳

بھی راجہ زال و بھیم و گنیش　　کشن اور ہنمنت یہہ صھہصیاس ۔۶۴

و یا بھیم و دیواں و شیطان و جن　　تمہارے سوں صحبت کو کر رات دن ۔۹۸

اسی طرح بہت سے مشہور بہادروں کے نام بھی گنائے گئے ہیں جیسے رستم، سام، سہراب، اسفند۔ یار اور

و یا کیو وغیرہ

اگر رستم، زال وسام وسوار ویا کیو وسہراب واسفندیار ۔ ۶۷

فوق فطری عناصر :۔کا ذکر مثنویوں میں عام طور پر ملتا ہے۔جو انسانوں پر ظلم ڈھایا کرتے ہیں ،بزمیہ مثنویوں میں متقدمین شعراء نے ان کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح عزت نے بھی ان عناصر کا ذکر اپنی مثنوی میں کیا ہے جو ہندو عقائد کے مطابق ان پر بلائے آسمانی بن کر نازل ہوا کرتے ہیں اوراسی وجہ سے ان کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے۔جن اشعار میں ان کا ذکر لایا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

مگر یہ بلا آسمانی اتھی ویا آفت ناگہانی اتھی ۔۴۹۷

ویا دیو غولاں وشیطان سب ہماری خرابی کا ہوئے سبب۔ ۴۹۸

ولو بالفرض گر تھے شیطان وجن یہ اسباب واموال لوٹیا کن ۔۵۰۰

ہمارے سوں کرتا ہے جنگ اب فلک بھی جن وپری دیو،انس وملک۔۵۵۱

لئے لوٹ کر ہم کو دیواں وجن ہے ہر شب نزول بلائے کٹھن۔۵۸۱

یہ اسباب واموال لوٹیا ہے کون نہ یہ کام انسان کا ہے جز دیو وجن۔۵۸۵

ویا بھیم ودیواں وشیطان وجن تمہارے سوں صحبت کو کرے رات دن ۔ ۹۸۰

جمع کا صیغہ:۔قدیم اردو میں جمع بنانے کا قاعدہ آسان ہے۔کسی واحد کے صیغے کے ساتھ’ان‘ کا اضافہ کردیا جائے تو وہ جمع کا صیغہ بن جاتا ہے۔اس مثنوی میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔جیسے

پہاڑ +اں= پہاڑاں ،گھر+اں =گھراں ،اسی طرح چار پایاں، انکھیاں، بومڑیاں، پاواں، ہاتاں، بھایاں،آدمیاں،مشرکاں،کاناں،زنانیاں،رانڈاں،سگاں،گایاں،روٹیاں،درختاں،یاراں،رسّیاں،سیڑیاں،ہوٹاں، توپاں، ٹانگاں،مکراں،جھاڑاں ،کنجڑنیاں، بلایاں،باتاں، دید باناں، چوبداراں،گناہاں، خطّاں، ہرکاراں،وغیرہ۔

تبصرہ :۔اضراب سلطانی پڑھتے وقت یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاعری کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ جنگ کے ہر واقعے کی تفصیل پیش کرے لیکن یہ طوالت اور تفصیل پسند نہیں آئی کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ قاری کو صبر آزما مرحلے سے گذرنا پڑے اس لئے شاعر نے کافی محنت سے سارے قصہ کو اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے۔

اتھا یہ سخن بے حد و حساب ہزاراں سے یک بیت کر انتخاب

کہ جب حکم اشرف نے پایا نفاذ کیا توں یہ نامہ بہ صد التزاد

لکھیا تو نے کر مختصر یہ بیاں وگرنہ بہوت طول تھا داستاں

کیا مختصر سوا تا کچھ ہوا اگر سب وہ کہتا نہ جانوں میں کیا

ہوا ہوتا اطول مطول مثال نہ رہتا کسے سامعاں پیچ حل

اختصار پسندی:۔اس مثنوی کی اہم خصوصیت ہے۔جس کو مدنظر رکھتے ہوئے شاعر نے واقعات کو مختصر بیان کیا ہے۔

خشک تاریخی واقعہ کو جس شاعرانہ انداز سے حسن علی عزتؔ نے بیان کیا ہے وہ ایک ایسا کمال ہے جس تک کسی دوسرے شاعر کی رسائی نہیں ہوتی ،طویل رزمیہ ہجو لکھنا اور اس میں توازن اور شاعرانہ خوبصورتی کو ہر موقع اور ہر سطح پر قائم رکھنا ایک معمولی شاعر کا کام نہیں ہے۔

عزت کا قلم بڑی روانی اور چابک دستی سے خیال و جذبہ کو اظہار کے سانچے میں ڈھالتا ہے۔اس کا تخیل فضا اور موضوع کو اس طرح سمیٹتا ہے کہ میدان جنگ کا نقشہ ،فوجوں کی معرکہ آرائی ،قلعوں کے محاصرے ،گھوڑوں کی چنتی ،فوجوں کا دبدبہ ،توپوں اور بندوقوں کی گڑگڑاہٹ ،شہابوں کی مار، مال غنیمت کی لوٹ، شب خون کا منظر، دشمنوں کا حواس باختہ ہو کر میدان جنگ سے فرار اور دیگر ساری کیفیت و مناظر کی جیتی جاگتی تصویریں آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ اضراب سلطانی میں عزتؔ نے ہجو کے تاثر کا صور پھونک کر تاریخی واقعات میں شاعرانہ آفرینی کے ساتھ ساتھ دشمنوں کی درگت کا حال پیش کیا ہے۔ یہی تخلیقی عمل اس کی عظمت کا ضامن ہے۔کسی واقعے کو، کسی منظر، کسی مضمون، کسی خیال و کیفیت کے اظہار میں عزتؔ کا قلم نہیں رکتا۔واقعہ نگاری ،منظر نگاری ،تسلسل بیان اور ہجو یہ اظہار قدرت اس کی وہ خصوصیات ہیں کہ قدیم اردو کا کوئی شاعر اس کی ہمسری نہیں کرسکتا۔ہجو یہ الفاظ کو اس مثنوی میں عزت نے جس کثرت سے استعمال کئے ہیں شاید ہی کسی طبع زاد نظم یا مثنوی میں استعمال کئے گئے ہیں ۔اس کے علاوہ یہ مثنوی سلطنت خداداد کے دور میں رائج قدیم اردو شاعری کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ مفرح القلوب میں فارسی کے ساتھ ساتھ قدیم شاعری بھی استعمال کی گئی ہے۔لیکن اضراب سلطانی کی اہمیت یہ ہے کہ یہ خالص دکھنی کا خزانہ ہے۔" نصیر الدین ہاشمی نے اس مثنوی کو رسالہ اردو کراچی کے جولائی ۱۹۶۶ء نمبر میں شائع کیا ہے۔(ادبیات میسور ص۔۱۴۳)

مثنوی اضرابِ سلطانی

(متن)

از ملک الشعراء

حسن علی عزّت

مرتبہ

ڈاکٹر محمد صبغۃ اللہ

کتاب اضراب سلطانی در ذکر جنگ مراہٹہ و نظام علی

بطریق اجمال حسب الارشاد

حضرت جہاں پناہ ٹیپو سلطان خلد اللہ ملکہ، وسلطنتہ ،

بِسمِ اللّٰہِ الرّحمٰنِ الرّحِیم ہ

باب ۱

داستان آمدن مراٹھہ و مغل بہ عزم جنگ
براہ ادہونی بطریق اجمال نوشتہ شد

عجائب سنو دوستاں داستاں — کہ جس کے بیاں میں ہے قاصر زباں
مراٹھہ مغل فوج سب جمع کر — خوشی سات سلطان کی سن یہ خبر
کیئے سب نے یوں شرط سوگند سات — لیوں ملک جلدی سوں اب ہاتے ہات
سبھی ملک و مال و دیار و حصار — دونوں مل لیویں بانٹ ہے یہ قرار
حجام نلّی و راستہ ہولکر — بھی بالاجی پنڈت سگِ بدسیر
ہری پنڈت پھڑکیئے فاجرہ — لے سنگات افواج سب باکرہ
منازل کو طے کر کے جلد و شتاب — چلے آئے لے چنگ و بین و رباب
پٹن بیچ پہنچی ہے جب یہ خبر — کہ لڑنے کوں باندے ہیں زنانیاں کمر
خوشی سات سلطان سب فوج لے — ملاقات خاطر انو کے چلے
کیئے کوچ پر کوچ شاہِ جہاں — ادہونی سوں آگے نہ ٹھہریک زماں
لئے چو طرف گھیر سب کوہسار — سٹے توڑ سب قلعہ توپوں سوں مار
کہ تا یہ خبر سن حمیت میں آ — حجام نلّی فاجر بے حیا
یہاں لڑنے آوے گا غیرت پکڑ — ہے ناموس اس کی یہاں سربسر
اگرچہ زنانے ہیں مشرکیں — ولے اس قدر تاب لائیں گے نیں
اسی واسطے مورچہ وہاں کیئے — قلعہ پینٹھ یورش کو کر کر لیئے

مگر قلعہ کوہ باقی رہا　　مخنّث وہاں آسرا جالیا

خبر سن یہ حجام علّی نے رو　　اپس ہات سوں آبرو اپنے کھو

کیا مشورت بخشی بیگم کے سات　　میں سمجھا تھا کچھ یہ ہوئی اور بات

اتا کیا کروں فکر، کہاں بھاگ جاؤں　　نہیں ہے مجھے، سر چھپانے کوں ٹھاؤں

اگر ہو کے چوہا، چھپوں بل منے　　تبھی نا پڑے کل مجھے، دل منے

اونے بات یہ سن کے حیرت میں آ　　کھڑکے موئے چپ، دیوانا ہوا

بُلا کے اگن بچ بھاتے ہیں یہ　　تیرا سر کٹانے کوں چھتے ہیں یہ

اگر کچھ بھی ہے تج میں دانش کی بو　　توں جلدی سوں چل حیدرآباد کوں

زنانے سن بات زن کی تمام　　کہا سچ ہے توں جو کہی سو کلام

مجھے اب رہنا یہاں مناسب نہیں　　کہ صیاد شیراں ہے روبہ کہیں

یہ کہہ کر ادیک جلد اسباب کر　　ہوا خر پو سوار او ماں کا خر

گیا بھاگ کر حیدرآباد تب　　دیا ننگ و ناموس برباد سب

بھی بالاجی کر اپنی دھوتی خراب　　چھپا جا کے پونے میں جلد وشتاب

ہری پنڈت و راستہ ہولکر　　بھی دوسرے خراں سب یہ سن کر خبر

کہے یک دیگر اب کریں کیا علاج　　پڑیا کیا یہ شادی میں ماتم کا کاج

اگر بھاگ جاتے ہیں ہم بھی اتال　　زن و بچہ و ملک و مال و منال

سبھی چھین لیتے ہیں ہے بات کیا　　یہ کیسی ہماری پو آئی بلا

اگر ٹھہرتے ہیں لڑائی بدل　　نپٹ خوف سوں سکے دل میں خلل

پڑیا ہے نہیں کس منے تاب جنگ　　بکٹ ہے لڑائی توپ و تفنگ

لگے رونے سب مل کے کہہ ہائے ہائے　　ہمیں باپ کے موں سوں کیا کہہ کوں دکھائے

بھی حجام علّی نے سردار سب　　بلا کر کہا کیا کروں فکر اب

ادھونی کوں سلطان لیویں اگر　　ہماری ہے ناموس وہاں سربسر

ایک ایک نے کرے گا انوکوں خراب　　مراٹھہ تمیں مل کہ جلد و شتاب

او(وہ) تم جاؤ سب عیش و آرام چھوڑ — تہ دل سوں سب جان کی باند ہوڑ
یہ سن بات مغل نلیّ دیگ جنگ — بھی سوراخ جنگ نے اوٹھیا بےدرنگ
لے سنگات سب فوج جلدوشتاب — ادہونی پو جب آئے کر اضطراب
خبر پہنچی سلطان کوں رانڈاں سگل — ادہونی کوں آتے ہیں لڑنے بدل
خوشی سات سلطان جیوں شیر نر — کھڑے جا کے میدان میں رستے اوپر
وہ رانڈاں نے لے دامن کوہسار — شباں شب چھوپے آ میان حصار
لے لوگاں کے تیئں اپنے سارے سنگات — رہے دوسروں کوں شتابی کے سات
گئے بھاگ سٹ دامن و ازار — بھی پشواز اموال سب ٹھار ٹھار
تعاقب کوں کر ان کے سلطاں چلے — شتابی شباں شب نہ ٹھہرے ولے
گئے بھاگ تا حیدرآباد کے تیئں — ٹھہرے نیں کروں کیا بیاں تجھ سے میں
پچھے واں سوں سلطان ادھونی کوں آ — قلعہ سب سٹے توڑ کو جابجا
لئے مال واجناس سب جمع کر — چلے وہاں سے بھی جلد جیوں شیر نر
کئے کوچ پر کوچ ندی اوپر — نپٹ جلد جیسا کہ چلتا قمر
اوتر تنگبھدرا کوں لے سات فوج — چلے جیوں کہ دریا پو چلتی ہے موج
خبر سن مراٹھہ مغل تلملائے — لگے رونے یک یک کے لگ لگ گلے
کہے کیا کریں فکر و تدبیر ہم — اتا ہم کوں آرام نیں ایک دم
اگر ہوویں غافل ہمیں ایک ذرا — تو کرتے ہیں سلطان چھاپے کوں آن
ہمیں گزند، سکہّ کوں انکے قبول — اگر کرتے ہوتے نہ ہوتے ملول
کہ حجام نلّی یہ سارا فساد — کیا اور بالاجی بد نہاد
وگر نہ ہمیں کام کیا ان سوں تھا — چلاتے وہ سکہّ و کز جابجا
خدا نے کیا ان کوں سلطان جب — ہمن کوں وہ خاطر میں لاویں گے کب
بھلا تھا وگز سکہّ لیکن اتا — پڑیا کام چھاپے سوں واحسرتا

باب ۲

داستان آمدن فوج کفار برائے دیدن لشکر سلطان و ذکر شبخون وغیرہا و ہزیمت خوردن اہل ضلال برفوج اسلام بطریق اجمال نوشتہ شد

یہ کہہ کر بات لشکر کوں تیار کر — چلے آئے ندی پر سُد کوں بسر
پہاڑاں پو چڑ کر سگل خاص و عام — دکھے آ کے سلطاں کا لشکر تمام
کہے سب نے یہ اک آگ کا موٹ ہے — یہ بندوق اور توپ کا کوٹ ہے
اگر رام و لچھمن ہی ہوتے تو یاں — نپٹ خوف سے جیو کے من کے منگتے اماں
بھی ارجن و راون و بھیم و گنیش — کشن اور ہنمنت یہ صفہائے جیش
اگر دیکھتے کرتے اپنے دھوتیاں خراب — گئے ہوتے نا لا لڑائی کا تاب
اگر رستم زال و سام و سوار — ویا گیو و سہراب و اسفند یار
یہ لشکر کے تئیں دیکھتے عقل کھو — اپس زندگانی سوں ہاتاں کو دھو
حصار عدم بیچ لیتے پناہ — کہاں تاب آتش کا لاویں گا کاہ
بھلا ہے کہ اب ہم نے زاغاں مثال — پراگندہ جنگل میں ہویں اتال
چکا مار کوں توپ کے ڈر سوں — کہ شبزک نے جوں بھاگتے نور سوں
اسی وضع سوں ہم کھڑے جار ہیں — سگ وخوک کولیاں سا غوغا کریں
اگر وہ چلے آئیں لے توپ و جیش — ہمارے گھراں مارنے کر کو بہ طیش
ہمیں پیش پیش ان کے بھا گیا کریں — نہ یک لحظہ یکجا منے کیں ٹھہریں
سب اسباب کوں چارپایاں اوپر — رکھیں لاد کر ہم نے شام و سحر
کہ تا پاویں چھاپے سوں ہمنے اماں — ہرن سار ہیں چوکڑی باند یہاں

یہ تدبیر کوں کرکے باہم تمام   پھرے وہاں سوں، دوکوس پو جا کر مقام
گئے، لیک تھے سب کے دل ہولناک   ہمیشہ رہے بکریاں کے تیوں خوف باگ
زن و مرد و پسر و جواں سربسر   اتھا سب کوں چھاپے کا دل میں خطر
بھی سلطان کئے ان پو شبخون چار   ولے ہوکے ہشیار او بدشعار
یہ آئے تلک تھل (ستھل = جگہ) کے تیں چھوڑ کر   گئے بھاگ جنگل کی رہ کوں پکڑ
ادھک طیش سوں جو ملیا نیں شکار   وہاں سوں چلے آئے پھر اپنے ٹھار (جگہ)
بہوت فکر لڑنے کی سلطان دیں   کئے، ان سوں لیکن نہ آئے لعین
ہو لا چار، یک رات شبخون کر   کئے ان کے لشکر کوں زیر و زبر
شہاباں و گولوں کا ہوکر ہجوم   پڑیا چو طرف ان کے لشکر میں دھوم
کھڑیا وقت ایسا قیامت مگر   ہوئی گویا قائم زمانے اوپر
انکھیاں مل اٹھے نیند کے تیئں تمام   لگے ڈر کو کہنے ارے رام رام
بلا کاں سوں آئی ہے یہ ناگہاں   کہ گویا پڑیا ٹوٹ کر آسماں
یہ گولے شہاباں و گولیاں کا مار   ہے بارش غضب کا مگر ٹھار ٹھار
یہ کہہ کر لگے کانپنے مگر ہاں   زن و مرد و اطفال و پیر و جواں
کیتوں نے کئے اپنے دھوتیاں خراب   کیتوں نے گئے بھاگ جلد و شتاب
ازاراں و پگڑیا کوں سٹ یکطرف   برہنہ لگے بھاگنے صف بہ صف
کیتوں نے گئے سد کوں اپنے بسر   نہ رکھ پاؤں اور ہات و سر کی خبر
کیتوں نے لگے بومڑیاں مارنے   کتے ہات پاواں لگے جھاڑنے
کیتے ہو کے بسمل تڑپتے پڑے   غلاظت میں پڑ کر کتونے لڑے
کیتے سر جدا ہاتاں پاواں جدا   دئے خاک پر لڑک جی تلملا
کئے اپنے ہاتاں سوں جامیاں کو پھاڑ   لئے پین کفنے بنا آہ مار
کیتوں نے لگے دوڑنے جابجا   زن و بچہ و مال اپنا گنوا
نہ زن کو رہے اپنے شو کی خبر   نہ بچوں کوں یاد آئے مادر پدر

نہ بھایاں و خویشاں میں تھی کچھ تمیز   ہر ایکس کوں تھا جان اپنا عزیز
غرض نفسی نفسی کا تھا او مقام   قیامت کی تھی رات گویا تمام
ہوئی صبح جب شاہ خاور زمین   نکل شب کے پردے سوں سب روم وچین
منور کیا بحر و دشت و جبال   تب اس وقت سلطان بہ طیش کمال
کھڑے رہ سگل جیش کے باند صف   لگے ہونے سر توپ چاروں طرف
شہاباں و بندوق چھٹنے لگے   غضب کے پٹاقوں نے پھٹنے لگے
ہووئے جب شہاباں جل کر تمام   نکل اس سے گولے کرے اپنا کام
تھیکہ میں ہر ایک کے گھس گھس شہاب   ادھیک زور سیتی گذر کر شتاب
کبھی باپ کے سات سو پشت تک   سٹیا پھاڑ باطن میں ان کے ہلک (ہلاک)
کبھی ماں کے ان رحم بیچ جا   سڑے درسری پانچسو لک کیٹا
خوانہا خوانہا جو تھے فرجہا   شراروں سے اپنے رفو کردیا
غرض چو طرف سوں زحد بے شمار   سماوی و ارضی ہوا مار مار
شتر فیل و خچر و گاواں و خر   بھی گھوڑے و کئی قسم کے جانور
شہاباں و گولوں سے ہو کر کباب   پڑے تھے نہ تھا آدمیاں کا حساب
یہ احوال کوں مشرکاں دیکھ سب   دیئے چھوڑ اموال و ناموس تب
گیئے پانچ کوس بھاگ نا ٹھہر کہیں   پھرا منہ کو اس رخ پو دیکھے نہیں
جمع ان کا اموال کر سربسر   چلے لے کے سلطان بہ فتح و ظفر
پچھے پچھے ان کے لڑائی بدل   ولے روبرو سوں او جاتے تھے ٹل

باب ۳

داستان فراری شدن حکیم خاں ناظم شاہ نورا استماع خبر شکست خوردن فوج مقہور و تاسف خودن و اضطرار نمودن او بطریق اجمال نوشتہ شد

خر شاہ نور نے سن یہ خبر   لگیا رونے سر پیٹ فریاد کر
عبث ہم نے ہی مل میں بلا میں پڑیا   اپے ہو کے اپنے خرابی کیا
مجھے یاد آتی ہے وہ نقل خر   گئے تھے سو دم اس کوں ڈھونڈنے مگر
گیا کھیت میں پھر کو محزوں نہ ڈر   لگیا دم کے تیں ڈھونڈنے ٹھار ٹھار
قضا را دیکھیا دور سوں باغباں   کہ آیا ہے خر پھر کو چرنے یہاں
غصے سات اس کوں پکڑ جلد تر   دو کاناں بھی اس کے سٹیا کاٹ کر
ہوس دم کی کر دونوں کاناں گنوا   لگیا بھاگنے کوں خر بے حیا
سراسر حکایت ہے بے قیل و قال   میرے سب پہ احوال اپرال ڈال
میں چہتا تھا مال ان سے لیناں کر   یہ چھب کر لگے گی سو نیں تھی خبر
نہ کرتا اگر میں تمنّائے جاہ   پڑے رہتا سلطان کی لے کر پناہ
جو کچھ وہ دیئے سونچ کر گر قبول   رہتا میں تو ناہوتا اتنا ملول
زیادہ طلب کرکو انجام کار   گنوایا میں ناموس و مال و دیار
زنانیاں کے باتوں پہ پایا دغا   بھی سچ بے سدھ ناداں میں بوے وفا
ہوا سو ہوا لے کے عورات آج   بہ جز بھاگنے کے نہیں کچھ ..... علاج
یہ کہہ کر چلیا لے کے عورات سب   وہ لشکر میں رانداں کے پہنچا ہے جب
خبر سن زنانوں نے دوڑے شتاب   اسے لوٹ لے کر ہوئے کامیاب
سب عورات کوں اس کے چھین کر لئے   بھی اس بات اغلام یک یک کئے
غرض اس مصیبت سوں پا کر نجات   بیجاپور لک چُور لیتا او ہاتھ

گیا رو رو کر یاں وہ سر پیٹتا
ہر ایک دم میں کھلے ہوئے لب لبا

تبھی آ کے سلطان کوں پہنچی خبر
خر شاہ نور سب نے گیا بھاگ کر

یہ سن کر تعجب کئے بہوت سا
اتے اس وضع کیوں پیچو دے گیا

ہمیں اسکی چھپتے نہ تھے کچھ بدی
انے اس وضع کیوں کیا بد خوئی

مگر اس کے پاداش کے اعمال سب
خرابی کا اس کے ہوئے ہیں سبب

یہ کہہ کر چلے لے کے لشکر تمام
کئے جا کے شاہ نور اوپر مقام

سب اسباب و اموال وہاں کا منگا
روانہ کئے ملک پر جا بجا

ہو فارغ وہاں سے نکل کام سوں
چلے پھر بہت دہوم اور دہام سوں

لڑائی کی خاطر شتابی کے سات
سگاں کوں پلانے کوں آبِ ممات

ولے وہ زنانوں نے لڑنے کے تئیں
نہ آئے ہوئے نئیں مقابلہ کے تئیں

بہت فکر سلطان نے کی لڑنے بدل
گئے لیک جاتے تھے وہ جلد ٹل

ہرن دیکھ چیتے کو ں جیوں بھاگتا
اسی وضع سوں مشرکاں سُدھ وہ گنوا

لگے پھرتے جنگلے جنگل دوڑ دوڑ
دیوانیوں کے تیوں کھو کے عقل و شعور

وہ جیوں شیر کو ں دیکھتے گاؤ خر
نپٹ خوف سوں سدھ کوں جاتے بسر

وویں فوج کفار نہ لا کے تاب
اگرچہ اتھے بے حد و حساب

کسی میں بھی اتنا نہ یارا رہا
کہ لشکر طرف دیکھے منہ کوں پھرا

نہ آواز توپوں کے سننے کا تاب
نہ ہمت جو پھر دیکھیں برق شہاب

شب و روز یک لحظہ غافل نہ ہو
خو ر و خواب و آرام سوں ہات دھو

سب اسباب کو ں لاد اور لود کر
بندے رکھ کے چار پایاں اوپر

اندیشے سوں چھاپے کے پھرتے اتھے
نہ یکدم کسی جا میں ٹھہر تے اتھے

قضارا پہاڑاں کا تھا اک حصار
بھی نالے و غاراں اتھے ٹھارٹھار

پناہ لینے چھاپے سوں سب مشرکاں
وہاں جا کے اترے تھے از خوف جاں

باب ۴

داستان شب خون دیگر بر لشکر اہل ضلال و فراری شدن گمرہاں از خوف جاں و بدست آمدن غنیمت بے شمار از فضل یزدانِ پاک بہ طریق اجمال نوشتہ شد

خبر سن کے سلطاں نے بند کر کمر — سر شام سب فوج تیار کر
چلے ان کے لشکر پو جلد و شتاب — جو نزدیک پہنچی یکا یک شہاب
چھوٹیاں منقلے سوں بھی توپ و تفنگ — لگے ہونے سر چوطرف بے درنگ
سماں یہ دیکھیا سو لشکر تمام — لگیا چلچلانے ہرے رام رام
ہمارے پو کیسے تو آئی ہے آج — ہوئے سب طرح سوں ہمیں لاعلاج
سنپڑ کے اتا ہم نے سلطان کے ہاتھ — نہیں دن جو بھاگیں اندھاری ہے رات
پہاڑاں ہیں چاروں طرف سب کبل — نہیں راہ دستی جو جاویں نکل
تردّد کریں کیا کہاں بھاگ جائیں — اتا کاں تبھی جا کو سر کو چھپائیں
زمین سخت اور دور ہے آسماں — کہاں ہم نے جا کر بچاویں گے جاں
مگر آج کی رات دیجور ہے — جہاں سب اندھارے سوں معمور ہے
ہر اک نے اپس میں کر یہ بچار — لگیا دوڑنے چو طرف آہ مار
لگیا یک نے دشنام دینے کو جل — کہ حجام ملّی حرامی نسل
گیا حیدر آباد کوں آپ نھاٹ — نپٹ بد دلی سات ہر باٹے باٹ
جلاباں سوں کرتا ازاراں خراب — وہاں پہنچے تک بے حد و حساب
چوئے سار ادک جلد جا اپنے گھر — گھُسیا بخشی بیگم کے بِل کے بِھتر
کہا یک نے بالا جی کر کو دغا — چڑی سا ہو پونے میں جا چھپ رہا
کیا ہم کو نا حق یہاں لا خراب — ہے چاروں طرف مار توپ و شہاب
کہا ایک نے رو رو کے مار اپنے ہات — یہ کیسے کیا ہولکر ہم پو گھات

بلایا وہ چھاپے کوں ان سات مل
خدا کے غضب کی پڑے اس پو سل

کہا ایک نے اڑاڑا کے ہاتھوں کو مل
کیا راستہ نے یہ سارا خلل !

اندھارے رین سچ چھاپا بلا
قیامت ہمارے پو برپا کیا

یہ کہہ مال و اونٹاں و گھوڑے تمام
دیئے چھوڑ اک دھرتے سب خاص و عام

بھی دستار و دھوتیاں کو سب ٹھار ٹھار
لگے دوڑنے چوطرف زارزار

شہاباں انکے تہیکہ میں جا
گذ رنے لگے زور کر جابجا

لگے پھاڑنے سات سو پشت تلک
بدنہاے اسفل میں انکے ہلک

غرض گرتے پڑتے پہاڑاں پو چڑ
گئے بھاگ دوسری طرف سوں اتر

ہری پنت پھڑکے نے پھرکی کوں کھو
بچائے نہ کر سب مال سوں ہات دھو

گئے بھاگ جلدی سوں سب سے شتاب
مبادا ابکر کوں نہ چھوڑے شہاب

قضارا نواب کی جو تھی فوج وہاں
دبر جنگ کا مزا دکھانے میاں

ڈر سا لگے سنیا جب خبر
کہ آیا ہے ملنے پسر سوں پدر

نہ مل باپ سوں اپنے وہ ناخلف
لگیا بھاگنے ڈر کو چاروں طرف

گئے راہ گنڈی سوں گنڈی نکل
سبھی چھوڑ اسباب جنگلے جنگال

تبھی منقلے کے وہاں لوگ جا
اجالا کیئے ماہتاباں لگا

بھی ان کے سارے لئے لوٹ کر
زن و مال و اونٹاں و گاواں و خر

سب اسباب گھوڑے و ہاتھی نشان
سپر اور شمشیر و ترکش کمان

بھی بندوق و نیزے وڈیرے و پال
رتھ و پالکی نقد و سب جنس و مال

کیئے جمع کر سب بے حد و بے شمار
زنانوں کوں کیتے سٹے وانچ مار

کیتوں کے دونوں ہات کوں باند کر
رکھ اسباب کوں ان کے سر کے اوپر

چلے آئے لشکر کوں خورسند و شاد
ہر ایکس کے دل میں پائے فراد

کیئے معاف سلطان نے سب لوٹ کوں
مگر فیل و گھوڑے سبھی اونٹ کوں

دے قیمت کو ان سوں خریدی کیئے
بھی انعام ہر ایک کو بے حد دیئے

صبح جب ہوئی پروہ تھل چھوڑ کر کنارے پو(ٹن کا) تنگا کے جیوں شیر نر

اوتر کر منادی کئے جابجا کسی کا نہ کوئی مال لیوے چھنا۲۰۰

کسی سوں مزاحم نہیں کوئی ہوئے گدایاں کو ں قاروں پل میں کئے

دیکھے لوٹ کے اونٹ کا جب شمار نہ کم نہ زیادہ اتھے دو ہزار

بھی ہاتھی اتھے دس اور گھوڑے تمام معہ زین و خوگیر و تنگ ولجام

اتھے دو ہزار اور خچر بقر ہزاراں کے گنتی سوں تھے بیشتر

کنجرنیاں کوں تقسیم کر یہ سگل وہاں سیتی سلطان جلدی نکل

بھی ان کو دکھانے کوں راہ سقر چلے لے کے سب فوج تیار کر

باب ۵

داستان آہ وزاری کردن اہل ضلال از برہنگی وگرسنگی و مصلحت کردن بہ اک دگر برائے رفتن برود کشنا بہ طریق اجمال نوشتہ شد

مراٹھے مغل لُوٹے جاکو تمام کئے پانچ کوس کے اوپر جاکو مقام
سرانجام و اسباب سارا گنوا لگے کہنے رو رو کے واحسرتا
ہوئے اس قدر ہم ذلیل و فقیر بچھانے کوں نئیں بوریا و حصیر
نکل کر گیا راہ اسفل سوں لاف زمیں ہوئی بچھانا، فلک کا لحاف
ہے پتھر کا بالیں کریں کیا اتا ہماری نصیبوں کا یوں تھا لکھا
نہیں پال و ڈیرے جو بر پا کریں رہی ایک پھرکی کے سو کیا کیا کریں
اگر اوڑھتے ہیں بچھانے کوں نیں ہمیں یہ مصیبت نہ دیکھے تھے کیں
کتے باند پھرکیاں کیتیں جابجا کئے تاب خورشید کا آسرا
کتے آگے پیچھے لگا اپنے ہات درختاں کے سایہ میں افسوس سات
بھوکے پیاسے بیٹھے نپٹ سد گنوا کیتونے ہو لاچار بن بے نوا
لگے بھیک منگنے کوں پھر دربدر بہ تنگ ہو کیتوں نے لئے راہ گھر
کیتے اپنے رانڈاں کے تیئں یادکر جو لشکر میں سلطان کے گئے تھے سنپڑ
لگے رونے فریاد کر زار زار کسی کے بھی دل میں نہ تھا کچھ قرار
کیتوں کے جو بیٹے و بیٹیاں اسیر ہوئے تھے سو کر یاد برنا و پیر
اتھے زار و گریاں غمگیں تمام بجز آہ و فغاں نہ تھا کس کوں کام
ہری پنڈت و راستہ ہولکر دبر جنگ وگھانسی میاں سدبسر
ہو مفلس سبھی مال و اسباب سوں لگے پیچ کھانے کوں سو تاب سوں
جمع ہوکے سردار لشکر کے سب پوچھے کیا کریں ہم نے تدبیر اب

اگر چندے کر تے ہیں ہم یہاں مقام
تو بھوکوں سوں مرتا ہے لشکر تمام

نہیں کس کے تن پر ہے پو را لباس
ہے سب فوج چھاپے کے دکھ سوں اداس

رہنا اب ہمارا مناسب نہیں
نہ آرام ایک ٹک ہے ہمنا کہیں

بھلا ہے کہ لے فوج ساری اتا
اترنا کنارے پو کشنا کے جا

کہ تا لشکر آرام لیوے وہاں
ٹک ایک خوف چھاپے کوس پا کر اماں

کہے سب نے تدبیر یہ خوب ہے
یہی بات ہمنا کوں مطلوب ہے

وگر نہ ہمارے میں نیں تاب آج
بجز بھاگ جانے کے دسرا علاج

نہیں ہم کو دستا چلو جلد اب
شہاباں سوں مر نا یہاں کیا سبب

یہ کہہ فوج لے کر چلے گمرہاں
خبر پہنچی سلطان کوں وہ مشرکاں

نہ لا تاب جنگ و جدل بھاگ کر
اوترنے کوں جاتے ہیں کشنا اوپر

خبر سن کو سلطان کہے مسکرا
ہمیں فکر ایک اور کرنا اتھا

لے لشکر بہادر بنڈے کے اوپر
اترنا کہ تھا تبھی سن خبر

یہاں ان کا ٹھانا ہے نالاشکیب
وہاں لڑنے کوں آویں گے بے شک وریب

اگرچہ ادہونی و شاہ نور پر
کئے کیا جو یھاں آ کریں گے وہ خر

بھلا اب تبھی کچھ بھی غیرت میں آ
لڑائی کو آویں گے دیکھیں اتا

باب ٦

داستان گرفتن قلعہ بہادر بنڈہ وکشتہ شدن قلعہ دار آنجا و آمدن فوج اہل ضلال برائے کمک آنہا و فراری شدن ایشاں بہ طریق اجمال نوشتہ شد

یہ کہہ کر چلے جلد سلطان نے تب
بہادر بنڈے کو لئے گھیر سب

وہاں پینے لشکر کوں پانی نتھا
نہ یک بوند کس کو میسر اتھا

سبھوں کے ہوئے دل بہوت ہولناک
بجز آب ہوتا ہے لشکر ہلاک

جناور اور انساں کوں پانی اگر
ملے نہ تو کا ں تیں کریں گے صبر

سبھی فوج میں تھا یہی خیال مآل
نہ تھی کس پو فرحت بغیر از ملال

تب احوال لشکر کا سلطانِ دیں
دیکھے اس وضع جب وو باتاں کے تیئں

اٹھائے تضرّع سوں ہاتھ منگنے دعا
کہے اے خداوند ارض و سما

بجز پاس دینِ رسولِ خدا
نہیں ہے میرے دل میں حرص و ہوا

نہ نام و نہ شہرت نہ جاہ و جلال
نہ دولت نہ حشمت نہ ملک و نہ مال

نہ چاہتا ہوں کچھ جُز رجوع شرع
یہی اصل ہے باقی فِرع

نہ میں بغض و کینہ سوں جنگ و جدل
انو سات کرتا ہوں ردّو بدل!

تو داناو بینا ہے مافی الضّمیر
ہر ایک جنگ میں تو ہے میرا نصیر

بحق محمد نبی الانام
بحق صحاباں و بارا امام

اگر دین پر ان کے میں نے کمر
بندیا ہوں تو اے داور دادگر

عطا غیب سوں کر توں پانی یہاں
کہ تاسن خبر یہ سبھی مشرکاں

حسد کے انگاریوں پو پڑکر کباب
ہویں سربسر بے حد و حساب

مناجات سلطاں نے منگتے تھے جب
فرشتوں نے آمین کہتے تھے سب

خدا کے فضل سوں زمیں سو اُبھل
شباں شب ہوا نیر جنگلے جنگل

کرامات سلطاں کوں لشکر تمام　　دیکھے سو کہہ و مہ و ہر خاص و عام

لگے کہنے بے شک ہے ظلِّ حق　　گذر جس کے تیر دعا برطبق۲۶۰

ہدف پر اجابت کے پہنچے شتاب　　میسر ہو ان سب کوں پینے کوں آب

اگر جان اور مال اپنا فدا　　کریں انکا جوتیاں پو ہیگا روا

باب ۷

داستانِ توپ اندازی کردنِ سلطان بہ نفس نفیس وکشتہ شدن قلعدار و سراسیمہ گشتن سگہائے آنجاواماں خواستن آنہاوغیرہا بہ طریق اجمال نوشتہ شد!

غرض نواب لشکر سرائے یہ بات ‏ کئے مورچہ وہاں شتابی کے سات
لئے چھین کر پینٹھ توپاں سوں مار ‏ بھی سب توڑ دیوار بالاحصار
رسیوں کے سیڑیاں باند بنڈہ اوپر ‏ پیادے وہاں چڑ کو پتھرے پتھر
ہر ایک جا میں چن چن زحد بے حساب ‏ لگے مارنے گولیاں و شہاب
وہاں کے نکل لوگ ناتاب لا ‏ قلعدار کے پاس یک یک نے جا
لگے کہنے پگڑیاں کوں اپنے پچھاڑ ‏ خدا کی غضب کا یہ کیسا ہے مار
ہمارے میں اب نیں رہا تاب کچھ ‏ نہیں ہے خلاصی کا اسباب کچھ
اتھا ہم کوں یورش کوں کر بے سخن ‏ ذبح کرکو سٹتے ہیں بکریاں نمن
بھلا ہے کہ کر صلح دینا حصار ‏ نہیں تو نہیں خیر انجام کار
ہماری کمک کوں آتا یہاں ‏ عبث کیوں دیویں جاں ہمیں رائیگاں
ہلاکی میں لشکر ہمارا ہے سب ‏ پریشاں و حیراں چھاپے سبب
کہاں ان کوں زہرا کہ آویں اتال ‏ یہاں تک ہے یہ بات وہم و خیال
یہ سن بات یکیک کے نزدیک جا ‏ قلعدار سب کوں تسلی دیا
کہا تم نے ہمت سوں رہو آج کل ‏ ہماری کمک کوں وہ لشکر سگل
اتا جلد آتا ہے بے شک و ریب ‏ تمیں ایک دو دن چپ ہوکر شکیب
یہ کہہ کر لے لوگاں کو اپنے تمام ‏ کھڑے ہو رہا چڑکے بالائے بام
قضا اس کی آنکھیاں میں پھرنے لگی ‏ قدر دل میں اس کے سٹیا دہگدگی
صبح ہوئے پو سلطان بہ طیش کمال ‏ کئے حکم یورش بر اہل ضلال

بتیریاں میں توپاں کنے آپ جا
نشانہ اوپر خوب اول نجھا

اپس ہاتھ سوں داغ توپاں کے تئیں
جہنم میں بھیجے بہت مشرکیں

قضا را نظر جاپڑی اس اوپر
کھڑیا تھا جو مہاڑی پو سدکوں بسر

پچھانے اسے دیکھ سلطان دیں
قلعدار بے شک یہی ہے لعین

کہے حاضراں سات دیکھو اتا
میں دیتا ہوں سر اس کے دھڑ سوں اڑا

یہ کہہ کر بھرا توپ جلدی کے سات
پلانے کوں اس سگ کوں آب ممات

نجھا خوب اس کوں کئے توپ سر
فلک اور ملک اور قضا و قدر

کہا ایک نے تحسین و ایک مرحبا
کہا آفریں یک و یک نے جزا

سر اس کا گیا اور شتابی کے ساتھ
جہنم میں ملنے کوں یاراں سنگات

زمین کے اوپر پڑکے تن تلملا
بہت ہی صعوبت سوں جاں کو دیا

دیکھے اس کا احوال جب مشرکاں
پکارے ہو، بے تاب سب الاماں

اماں دے قلعہ پر سوں سب کو اتار
کتوں پر کئے نور دیں آشکار

کتے مشرکاں کو دیئے چھوڑ کر
کہ تا اپنے لشکر میں جا کر خبر

کہیں ذرہ ذرہ جو گذریا یہاں
بہ تفصیل و تشریح بولیں بیاں

کتو نے جو گئے تھے یہاں سوں نھاٹ
سٹے ان کے ہاتاں و پاواں کو کاٹ

چڑا لوگ اپنے قلعہ کے اوپر
مرمت کی خاطر بہت جلد تر

جو پائے تھے دیوار جاہا شکست
کئے ذرہ ذرہ سبھی بندوبست

قلعدار کو بّل کو ں سلطاں بُلا
نوازش کو کر اس اوپر بہوت سا

روانہ کئے اس کوں پھر کر وہاں
دے انعام و اکرم شاہِ جہاں

جو محنت کئے تھے وہاں ان کے تئیں
دیئے بہوت انعام سلطان دیں

موہن مالے جو مالے توڑے کڑے
طلا اور نقرہا میں سب کوں مڑے

پچھوڑیاں و پگڑیاں ز حد بے حساب
دئے سب کوں سلطان عالی جناب

باب ۸

داستان گفتگوئے مردماں قلعہ باسردارانِ اہل ضلال وغیرہا واقرار کردنِ ایشاں بعدم جراءت خود برسبیل اجمال نوشتہ شد

کتے مشرکاں کوں دیئے تھے جو چھوڑ   اٹھائے وہ لشکر جا ان کے شور
کہے سب ان سوں گذریا سو یہاں مالا   ہر ایک کوئی سنے پر ہوا گھابرا!
ہری پنڈت و راستہ ہولکر   بلا ان کو پوچھے کہو کیا خبر
ہمیں آئے تک تم نے جلدی کئے   ہو کیوں گھابرے تم قلعہ کوں دئے
ذرا تو توقف کو کرنا اتھا   کمک کر اٹھاتے ہمیں مورچہ
اسی فکر میں رات دن ہم اتھے   شتابی سوں ہمت کوں تم نے سٹے
اگر ایک دو دن تم نے کرتے شکیب   ہمیں کرتے کمک کوں بے شک وریب
سبب کیا اتھا تم نے نالا کے تاب   دیئے چھوڑ ایسے قلعہ کو شتاب
وہاں گر تمیں رہتے ہمت پکڑ   نہ کر جنگ کس سوں قلعہ کے بھتر
اگر جاتے چھپ بیچ صندوق کے   چوکا مار کوں توپ و بندوق کے
ڈرے ڈر کوں بند بھرتے اجا   اگر راہ پو آنے کے دیتے ڈہلا
نہ ہوتا کسی کو بھی اتنا خجال   وہاں پونچے جزمرغ وہم و خیال
تمہاری کمک ہم نے کرتے تھے آج   دیئے تم قلعہ، ہم کریں کیا علاج
سیاہ رو کئے ہم کوں تم اے سگاں   یہ کالک کوں ہم جا کے دھوئیں کہاں
سنڈاساں میں گر کر دب دب مریں   کہو کیا تجھی فکر ہم نے کریں
دیا جیب کو اپنے سارے اوکھاڑ   یہ ننگ سٹے جان کوں دیویں ایک بار
دیا ان کے لشکر پو مر نے بدل   اتا ہم نے جلدی سوں جاویں نکل
گیا ننگ و ناموس سب آب و تاب   بھلا ہے مریں لگ کے گولے شہاب

باب ۹

داستان جواب دادن مردماں قلعہ بہ طیش کمال بہ طریق مناظرہ ولا جواب شدن سرکرد گانِ اہل ضلالت و جہالت بہ طریق اجمال نوشتہ شد

کہے سن کے بے چارگاں زار رو   اپس زندگانی سوں سب ہاتھ دھو
خدا کا غضب ہوئے تمہارے اوپر   شیخیت گئے نئیں تم اب لگ بسر
ہمیں کس بھروسے پو رہنا وہاں   تمہاری فراری سبھوں پر عیاں
ادھونی و شاہ نور پر تم نے جا   کئے کیا جو اب تم کریں گے اتا
وہ چھاپا کئے جب تمہارے اوپر   یہ شیخی کے تئیں کیوں گئے بھول کر
اگر مر نے واپلچ تھے تم سگل   مرے کیوں نہیں وہاں گئے کیوں نکل
سبھی کھو کے اسباب ڈیرے و پال   بھی رانڈاں و بچے و مال و منال
بھی ہاتھی و گھوڑے و اونٹاں بقر   بھی دستار و دھوتیاں کو سٹ سربسر
تمیں کیوں فراری ہوئے جابجا   شہاباں و گولیوں کا ناتاب لا
یہ سب ننگ و غیرت و ناموس و نام   وہاں کیوں تمیں بھول گئے تھے تمام ۳۳۰
کہ جب سکہ وگزکوں سلطاں چلائے   تمیں یونچ آ طیش میں پینچ کھائے
ولے جب کہیا کرنے سخت و درشت   تمہاری تھپکے میں تا سات پشت
بھی چھاپے نے اس پر قیامت کیا   بہت دور تک گز کھاتا چلیا
گیا سات سو پشت لگ جب گذر   وہاں اس کو ں اے بجّر کیا خوب تر
بزرگی و شیخی تمہاری سگل   گئے راز اسفل سوں یکسر نکل
نکل پر دے چھاپے تمہارے مدام   کئے اپنے باندیاں و لونڈیاں غلام
اسی ڈر سوں تم نے قیامت تلک   نہ کرتے ہماری وہاں آ کمک
سنانے کو عالم کے تم قیل و قال   یہ کرتے ہیں ورنہ نہیں یہ مجال

مقابل کھڑے ہو کے یک آن جنگ
چھوٹے پر شہاباں و توپ و تفنگ

نجا بھاگ لا تاب تم نے اتال
لڑیں گے ہے یہ بات امر محال

یہی دل میں مقصد تمہارے ہے اب
ہمارے پو ڈالیں یہ بدنامی سب

وو لشکر ہے اس بات اوپر کوئی
دیئے نیں مکاں انکوں خواہ مخواہ

لڑے ہم نے دس روز وشب انکے سات
کئے نیں صلح کا کسی وقت بات

خور و خواب و آرام و راحت تمام
سبھی چھوڑ دے کر ہر یک صبح و شام

ہمیں رہ پو بیٹھے اتھے رکھ نظر
رسیاں کے سیڑیاں باند پتھرے پتھر

شباں شب پیادوں نے چڑ کر شتاب
لگے مارنے سنگ و گولے شہاب

صبح ہوئے پو یورش کئے ہم اوپر
اڑانے کو گولے لگے پاوسر

اپے توپ کے پاس سلطان دین
کھڑے رہ لگاتے تھے گولوں کے تیئں

ہمارے قلعہ دار کوں دیکھ کر
کھڑیا تھا جو مہاڑی پو سد کوں بسر

اڑا سر کوں اس کے دئے تن سیتی
نہ کرتے تھے گولے خطا یک رتی

ہر یکس کوں دہنڈ دہنڈ کو پھر ٹھار ٹھار
شہاباں و گولوں نے سٹتے تھے مار

شہاباں و گولوں پو ہر یک کا نام
لکھے ہیں سنے تھے سو دیکھے تمام

کتوں نے وہاں پڑ کو جاں کو دیئے
بھلے تم نے کمک ہماری کئے؟

ہو لاچار لے جان کا ان سوں اماں
دے اسباب و ہتھیار سب چھوڑ وہاں

چلیا آئے تم پاس کرنے خبر
جو گذریا تھا ہم پر کہے سربسر

نہیں ہے ذرّی بھی ہمارے گناہ
تمہارے ہیں دل اس سخن پر گواہ

نہ شرمائے کفار باتاں یہ سن
کہے سب نے سچ ہے تمہارے سخن

بہت سخت ہے ضرب توپ و شہاب
کہاں تے کوئی لائیں گا آتش کا تاب

باب ۱۰

داستان پرسیدن اہل ضلال ازمردمان قلعہ کہ برگولہ وشہاب نام ہائے سرکردگانِ اینجا نوشتہ اند بازوآمدن ایشاں بالاجی پرسش کردن مردگان برقلعہءبہادر بنڈہ بعد گفتگوئے بسیار بایک دیگر وگریختن ایشاں وغیرہا برسبیل اجمال نوشتہ شد

بھلا سچ کہو تم ہمارے سے اب
شہاباں و گولے اوپر نام سب

لکھے ہیں ہمارا بھی ہے اس پو نام
و یا جھوٹ ہے نہ سراسر کلام

لگیا کہنے ہر ایک نے سو گندھ کھا
نہیں ہے غلط دیکھے ہم آزما

بہ رام وچھمن بہ بھیم و کشن
بہ ارجن و ہنمنت سراسر سخن

ہے تحقیق گولے شہاباں اوپر
لکھیا نام یک یک کا ہے سربسر

کہ جس وقت چھٹتے ہیں پھر ٹھار ٹھار
اسی کونچ دھونڈ دھونڈ کو سٹتے ہیں مار

ہمیں اپنے انکھیاں سوں دیکھے وہاں
عجب کچھ تماشا کریں کیا بیاں

یقیں تب ہوا سب کو نالاکے تاب
کہے ہم نے جانا یہاں سوں شتاب

نہیں کام کچھ ہے رہنا کیا سبب
عبث دیکھنے کوں یہ رنج و تعب

کیتوں نے کہے چپ بیٹھے اب ذرا
بہادر بنڈے تک لے لشکر کوں جا

کھڑے رہ ادیک دور سیتی ہمیں
مریں ہیں سولوگاں کے دن کوں کریں

ہمارے جو ہے شاستر میں لکھیا
اسی وضع سوں ہم نے لانا بجا

ایتا بھی نہ کر ہم نے جاویں اگر
دھرم میں بڑا پاپ ہے سربسر

کیتیوں نے کہے کیا ہے یہ فکر خام
ہماری ہلاکی ہے اس میں تمام

اگر ہم وہاں جاویں گولے شہاب
یک یک کے پیچھے لگ کو کرتیں خراب

ابھی سن گئے جلد تم نے بسرا!
لکھے ہیں شہاباں و گولیاں اوپر

ہماری شکل، نام، ہم جان بوج
وہاں پھر کو جانا یہ ہے فکرِ یوچ

کیتیوں نے کہے سچ ہے دونوں یہ بات   ولے ہم نہ جانا شتابی کے سات
وہاں تک بہرطور و ہرفکر سوں   نہیں یوں دکھانے سوں جاتے ہیں موں
سواماوی پوچھے اگر کر عتاب   تمیں لے کو لشکر ایتا بے حساب
کمک کیوں کئے نیں قلعہ کی تمیں   جواب اس کوں دینا کہو کیا ہمیں
اسے کس وضع سیتی سمجھائے جائے   نہ یہ زخم باطن کو دکھلائے جائے
اگر چپ تھے ہم نے جاویں ایتا   صباں بولنے کوں ہے ہمنا جگا
کمک کوں لے لشکر کوں تیار ہو   گئے ہم کریں کیا دیئے قلعہ کھو
یہی دست آویز کر ہم نے سب   جواب اس کو دیویں گے پوچھیں گے جب
کیتیوں نے کہا کیا وہ پوچھے گا خر   ہے لڑکا اسے گانڈ کی نیں خبر
مَلیں اس کے ہوٹاں تو نکلیں گا شیِر   ہے بالاجی پنڈت کے ہاتھوں اسیر
اسے کیا ہے قدرت کرے جو عتاب   ہمارے پو یہ بات ہے بے حساب
بھی بالاجی پنڈت کوں زہرہ کہاں   جو پوچھے گا ہم سوں یہاں کا بیاں
گیا سب کے انگیں انے نہاٹ کر   نہ لا تاب سختئی رنج سفر
شہاباں و توپاں کا سنتا صدا   اگر کچھ ہے اب لک نہ جیتا رہتا
سنیا نیں تلک کر کے دھوتیاں خراب   گیا بھاگ پونے کو سدھ کھو شتاب
اسے کاں ہے موں ہم سوں پوچھے گا اب   قلعہ کی کمک نئیں کئے کیا سبب
بھی حجام نلّی کوں کا ہے یہ تاب   ہمارے پو کرنے عتاب و خطاب
گیا سب سے اول وہ پگڑی سنبھال   نہ دیکھے تلک آپ موزہ نکال
اسے کاں ہے غیرت و شرم و حیا   ادھونی گئی پر وہ مرنئیں گیا
غرض مل کے یکدھر تے لشکر سگل   اپس میں اپے کرکو ردّ و بدل
مقرر کئے سب نے مل کر یہ بات   بہادربنڈہ تک شتابی کے سات
کریں جا کے ہم سوں محنت کٹھن   وہاں جو مرے ہیں سو لوگاں کا دَن
صبح ہوئی پو لشکر کوں تیار کر   چلے لے کے ہاتاں میں سب شاستر

گئے پر قلعہ روز دویم کوں آ　　　لگے کرنے دَن ان کا یکسر پَلا

باب ۱۱

داستاں مقابل شدن سلطان برائے جنگ بافوج اہل ضلال وگریختن ایشاں از اضراب گولہا وشہاب آتش فشاں بر سبیل اجمال نوشتہ شد

یہاں سوں بھی سلطان لے لشکر نکل　　　چلے ان کی پونجی میں کرنے خلل
مقابل ہو لشکر سوں ان کے شتاب　　　لگے مارنے چوطرف سوں شہاب
بھی توپاں و بندوق چلنے لگے　　　حذر کر پہاڑاں بھی ہلنے لگے
تھیکہ میں یک یک کے گولے شہاب　　　لگیا لگنے قوت سوں گھس گھس شتاب
کبھی انکے والد کے اسفل گھسے　　　کبھی ان کے مادر کے باطن دھسے
غرض سات سو پشت لگ انکے پار　　　ہوئے دو طرف سوں نہیں کچھ شمار
ہری پنت لڑکے نیں لاکے تاب　　　بچا کرلے اپنے سب سے شتاب
گئے بھاگتے بومڑیاں مار کر　　　اسی طرح سوں راستہ ہولکر
دیئے جنگ گھانسی میاں نا خلف　　　درانتی میاں کی شکل دیکھ صف
نا باپوں سے مل اپنے دونوں شتاب　　　گئے بھاگ لے فوج کھو آب و تاب
سبھی لوگ لشکر کے سدھ کوں بسر　　　گئے نھاٹ لے راہ بیجانگر
کتا تھا ہر ایک کوئی رو رو پلا　　　یہ کیسی ہماری پو آئی بلا
ہمیں اپنے جینے سے آئے تنگ　　　کہاں تیں کریں ہم نے آتش سوں جنگ
نہ ہم کچھ لانے کو گئے تھے وہاں　　　نہ تھا ہم کوں یہ بات کا بھی گماں
مرے تھے جو لوگاں قلعہ کے اوپر　　　ہمیں ان کا دَن کرنے لے شاستر
گئے تھے دیکھو کیا غضب آگئے　　　دَن اُن کا بھی پورا نہ کرنے دیئے

ہمارے پو سلطان کیئے جو کرم
کسی پو کوئی ایسا کیا نئیں ستم

یہ کہتے وہ روتے چلے مشرکاں
نہ ٹھہر کر کسی جا منے یک زماں

نپٹ بزدلی سات سب خاص و عام
کیئے جا کے تھے ایک کِشنا مقام

کنلگیری بیجانگر کرکے دو خر
سب اسباب و اموال کو ں چھوڑ کر

گیئے بھاگ لے جان اپنا بچا
اپے ہو کے اپنے جگہ کوں گنوا

لئے چھین سلطان نے دونوں مکاں
وہاں کے دیئے لوگاں کوں جاں کا اماں

چلے لے کے لشکر کوں اپنے تمام
کیئے جا کو تُنگا کے اوپر مقام

کہے حاضراں سات سلطان دیں
ہمارے سوں لڑنے کو ں یہ مشرکیں

نہ آویں گے ہرگز اگر ان کا تن
سٹیں چیر اسفل سے لے تا دہن

ہرن سا ہو وحشی وہ لشکر سگل
شب و روز پھرتا ہے جنگلے جنگل

نپٹ خوف جاں سوں ہیں حیران سب
کہاں ان میں ہے تاب آنے کا اب

پچھے ان کے ہم لے کو لشکر تمام
پھریں کب تلک اب یہاں کر مقام

پنڈارے و چپو و کاکر و بید
یہی بس ہیں کرنے کوں ان سب کوں صید

مسلط یہ ہوویں گے صبح و شام
پیچھے پیچھے پھر پھر کو لگ لگ مدام

اینو کونچ اب بھیجتا ہوں سگل
پھریں گے وہ ان سات جنگل جنگل

یہ کہہ کر بلا ان کے سردار سب
کہے ہے تمہارا یہ ہنگام اب

وہ لشکر جہاں ہے وہاں جاؤ تم
سگل ان خراں کے کاٹو سو دُم

شہاباں بہوت سے دیئے ان کے ہات
کہے یہ رکھو تم ہمیشہ سنگات

سبھی ان کا لشکر اگر تم اوپر
چلاویں گے گھوڑے نہیں کچھ خطر

اگر ایک بھی چھوڑیں گے تمیں یہ شہاب
وہ جاویں گے سب بھاگ نا لا کے تاب

کیئے معاف ہم لوٹ تم کو تمام
یہ سن کر ہو خوش حال سب خاص و عام

بجالائے آداب و کورنش سگل
شباں شب گیئے ان کے لشکر پو چل

باب ۱۲

داستان افتادن وباء بر لشکر اہل ضلال کہ بر کنار ہارودِ کشنا فرود و بودند و مُردن یک لک و پنجاہ ہزار کس از امراضِ گونا گوں بہ عذابِ تمام بہ طریق اجمال نوشتہ شد

جو کشنا کے نزدیک سب کافراں   گئے تھے کہ تا پاویں راحت وہاں
یکا یک چلیا ان پو بار غضب   لگے مرنے مشرک وبا کے سبب
کیتیوں کو جو تھا دل میں چھاپے کا ہول   دونو رہ کوں اپنے دیئے جلد کھول
اتھے بس کے بیدار شام و سحر   کتے مرگئے قے اور جلّاب کر
کتے پار کر ضرب توپ و شہاب   چھپے ڈر کے اسفل میں کر اضطراب
کتے ہول دل کے مرض سوں موئے   کتے تپ و لرزہ سوں جاں کوں دیئے
کیتیوں نے کئے مرگ سرسام سوں   کیتے جاں دیئے درد برسام سوں
کیتے سلل البول سوں مرگئے   کتے آبلہ ہوکے سب سڑگئے
کیتیوں کو صرع اور ذات الجنب   ہلاکی کا ان کے ہوا تھا سبب
کیتیوں کوں ہو ذات الریہ حبس دم   سٹیا مار کفار کوں یک قلم
کیتیوں کوں مفاجات وجع الفواد   دیا ان کی ہستی کا خرمن برباد
قولنج سیتی کیتیوں نے نالا تواں   دیئے تلملا کر شتابی سوں جاں
کیتیوں کوں ہو لقوہ و فالج مرے   جہنم میں کر اضطرابی گرے
کتے دیکھ مرتے کوں لشکر بھتر   لئے خوف سوں جلد راہ سقر
کیتیوں نے دیوانے ہو سدھ کوں گنوا   لگے دوڑنے چو طرف جابجا
تپ دق و سِل درد گردہ جگر   خنازیر و خناق و دوراں سر
تپ محرق و مطبقہ و سعال   مفاصل بواسیر وجع الطحال

یہ امراض کیتیوں کی جاں کوں لئے — نہ یک بات کہنے کوں فرصت دئے
ہری پنڈت و راستہ ہولکر — کتے تھے ہر ایک لحظہ فریاد کر
یہ کیسی بلا آئی چاروں طرف — گیا بیٹھ لشکر صف بہ صف
بہت دیکھ سختی و محنت و دکھ — یہاں ہم نے آئے کہ پاویں گے سکھ
اماں خوف چھاپے سوں پا کر یہاں — رہیں گے نہ سمجھے تھے یوں ناگہاں
بلا غیب سوں آکر کریں گی خراب — بھلا تھا وہی ضرب و توپ و شہاب
یہ ہے شجر افعال بد کا ثمر — مکافات اعمال ہے سربسر
قسم کھاکو سابق میں سلطان سوں — دئے تھے جو ہم بیل بھنڈار کوں
اگر اس پو ثابت ہو رہتے اتا — نہیں دیکھتے یہ مصیبت بلا
نہ مرتے اتے لوگ ناحق یہاں — اتا ہم نے جا سر چھپانا کہاں
ہو حیراں و محزوں خوار و تباہ — کہو کس سیتی ہم نے لیویں پناہ
یہ کہہ کر دیکھے جب مریوں کا شمار — زیادہ ہوئے لک پو پنجاہ ہزار
نپٹ ہول کھا کر دئے چھوڑ تھل — گئے بھاگ مشرک وہاں سوں نکل
کئے جاکے دو کوس کے اوپر مقام — پریشان و حیران سبھی خاص و عام

باب ۱۳

داستان افتادن شہاب ثاقب از آسمان برآں مشرکاں
وفراری شدن آنہاوغنیمت کردن می چپو و بیدو گفتگوئے
اہل ضلال بامردم طلایہ وغیر ہابہ طریق اجمال نوشتہ شد

قضا را بھی ایک شب سبھی مشرکاں ہوئے جمع یکجا بہ آہ و فغاں
لگے کہنے یک دگر احوال سب کسی نے کہتا تھا کہ ہیہات اب ۴۷۰
یہ گرداب بحر بلا سوں نجات نہیں ہم کوں دستا ہے غیر از ممات
یہاں سیتی بچ کر پھر اپنے وطن جو بچنے کی یہ بات ہے شک وظن
کسی نے کہا ہر طرح صلح کر بھلا ہے کہ جاویں ہمیں اپنے گھر
کسی نے دہن بیچ بھا اپنے خاک کتا تھا عبث ہم ہوئے یہاں ہلاک
کسی نے کتا تھا بہرفکر و فن ہمیں بھاگ جاویں لے راہ وطن
کوئی اسباب و اموال کھویا ککر زمیں کے اوپر پیٹ لیتا ہے سر
کوئی رانڈاں وبچوں کا کرے یاد روئے سدا سر انجھواں سیتی رخ اپنا دھوئے
اسی وضع کرتے تھے سب قیل و قال جو گذریا تھا اپنے پو رنج و وبال
ملایک فلک پر سوں دیکھے نجھا ہے اجماع، نسل شیاطین کا
زمیں کے اوپر آ غضب میں شتاب سر شب فلک پر سوں پھنکے شہاب
وہ آ ان کے حلقے کے اندر پڑیا بھتر گھس کے یک لخت جلتا چلیا
کہ تا رام و لچھمن نسب در نسب دھسیا گر کے قوت و شور و شغب
بھی لے ان کے مادر سوں سیتا تلک ضرب نے لگیا ان کے بھتیر ہلک
شہاب فلک کوں شہاب زمیں سمجھ کر شتابی سوں سب مشرکیں
جو پروین سا بیٹھے اتھے عقل کھو بنات النعش سا پراگندہ ہو

لگے بھاگنے چوطرف سربسر
ہر ایک کوئی کہتے تھے کہ چھاپا مگر

بھی آیا ہے ہمنا کوں کرنے خراب
نہیں تو یہاں کاں سوں آیا شہاب

یکس کوں ایکس دیکھ بھاگن لگے
بھی بھایاں سوں بھائی سگوں سوں سگے

لگے دوڑنے ناکر ذرا بھی تمیز
اتا کچھ اتھا جان ان کو عزیز

یہ احوال دیکھ ان کا چپو وبید
کئے بہوت گھوڑے و اونٹاں کو صید

لئے چھین اسباب و رانڈاں و مال
بھی شمشیر و ترکش کمان اور ڈھال

غنیمت سمجھ یہ فتوحات غیب
شباں شب لے اسباب ناکر شکیب

لئے راہ لشکر کوں پاکر مراد
شتابی سوں جوں جلد چلتا ہے باد

چلے اس وضع سوں نہ ٹھر یک نفس
لے رانڈاں واسباب واونٹاں فرس

صبح ہوئی پو ہو جمع مشرک تمام
سگل کھو کے اسباب و ناموس و نام

لگے رونے اڑا اڑا صغیر و کبیر
کہہ و مہہ و اطفال و برنا و پیر

مخاطب ہو کتے تھے بایک دگر
یکایک دیکھو رات کوں ہم اوپر

کہاں سے بلا آئی تھی ناگہاں
نہ چھاپے کا دستا یہاں کچھ نشاں

بجز خویش و پیوند کے اس جگا
نہیں غیر کا کیں سوں آتا صدا

یہاں کرتے سلطان نے چھاپا اگر
طلایہ کے لوگاں نے کرتے خبر

مگر یہ بلا آسمانی اتھی
وہ یا آفت ناگہانی اتھی

وہ یا دیو غولاں و شیطان سب
ہماری خرابی کا ہووئے سبب

یہاں آئے تھے کرنے چھاپا شتاب
وگر نہ کہاں سیتی آیا شہاب

ولو بالفرض گر تھے شیطان و جن
یہ اسباب و اموال لوٹیا ہے کن

سپر اور شمشیر و ترکش کمان
بھی گھوڑے و اونٹاں و کتے زنان

غنیمت سمجھ کر غنیمت تمام
لیا کن ہے حیرت کا ہم پر مقام

ہری پنڈت و ہولکر راستہ
گنوا عقل و ناموس و سب خواستہ

طلایہ کے سردار یکسر بلا
دی دشنام ان کوں ہر اک نے کہا

تمھارے تئیں ہم نے طلایہ بدل   رکھے تھے دیئے یہ سات لشکر سگل
دیا ہو کے غافل دو ٹانگاں پسار   کہتے تھے پہرے رہو ہر یک ٹھار ٹھار ۵۱۰
کہ کل رات کوں ہم اوپر ناگہاں   کئے آ کے سلطاں چھاپا یہاں
ہمارا یہ لشکر گئے لوٹ سب   خبر تم کئے نیں سو کیا تھا سبب
مگر ان سے تم مل کئے یہ فتور   خطا نئیں تمھاری ہمارا قصور
تمھارے بھروسے پو رہے ہم تمام   نہ سمجھے کہ ہمیں تم نے نسل حرام
اسی وضع سوں سب کھا پیچ و تاب   کئے ان کے اوپر بہت سا عتاب

باب ۱۴

داستان جواب دادن سرداران طلایہ بہ طیش کمال ومقرر شدن اہل ضلال بر قصور طالع خشو دخشم ایزد متصل بر سبیل اجمال نوشتہ شد

طلایہ کے سردار باتاں یہ سن / کیئے خشم سوں ان سے آکے سخن
تمہارے میں نیئں عقل و دانش کی بو / دیئے تم نے سب ہوش کوں اپنے کھو
کہاں آئے سلطان چھاپا یہاں / نہ کوئی ان کے لشکر کا دیکھے نشاں
مگر چرخ پر سوں چلیا ایک شہاب / اوسے دیکھ دھوتیاں کیئے تم خراب
دلوں میں تمہارے پڑیا ہے دھمک / کہ جاتے ہیں دیکھ اپنا سایہ چمک
اگر کس کے بچے نے روئے چلاّ / ویا گوز کا کیں سوں آوے صدا
ہلیں برگ جھاڑاں پو بارے سوں کر / ویا گر باد آوے لشکر بھتر
کنجرنیاں نے بازار میں گر لڑیں / ویا مل دو رانڈاں غوغا کریں
ویا کوئی کرے جنگ بایک دگر / تو جاتے ہیں تم اپنے سدھ کوں بسر
اگر کوئی شمشیر اپنا علم / کرے دیکھنے کوں تو تم یک قلم
ہو چوں بید لرزاں سوں شتابی کے سات / نکل جاتے ہیں جوڑتے دونوں ہات
پوکاریں اگر میش بکرا و بقر / ویا چھوٹے ہاتھی، گھوڑا و خر
جو چند پھٹاخے و بندوق و بان / اگر کوئی چھوڑے قضارا یہاں
ویا آوے آہو و کولا نکل / کہیں اتفاقاً یہ لشکر سگل
ہوے زیر و بالا سبھی چھوڑ لاج / لو اس بات کا ہم کریں کیا علاج
شب و روز ہم رہ پو رکھے نظر / خور و آب و آرام سیتی گزر
ہیں بیٹھے ہوئے چو طرف سب ہمیں / عبث مثل مینڈک اچھلتے تمیں
اگر خواب میں دیکھے تم نے شہاب / بچک کر سٹیں کر کے دھوتیاں خراب

ویا دیکھ چھاپے کوں سپنے میں تم
چمک کر کریں سب حواس اپنے گم

ویا آسماں پر سوں ٹوٹے شہاب
تمیں دیکھ اس کوں نہ لا صبر و تاب

پھریں دربدر ہوکے خوار و تباہ
کہو تم ہمارے پو کیا ہے گناہ

اگر کچھ بھی چھاپے کا پاتے اثر
ہمیں تم کوں البتہ کرتے خبر

کہے سب نے گر تھا شہاب فلک
بجز دیو و شیطان کے اب تلک

کسی پر بھی پڑ کر جلایا نہیں
نہ دیکھے نہ ہم نے سنے تھے کہیں

کہو کیا سبب تھا تمارے پو اوپر
جلایا کیتے لوگ اور جانور

طلایہ کے سردار سن یہ کلام
کہے سچ ہے تم نے کہے سو تمام

اسے غیر شیطان و دیوی رجیم
کسی پر مسلط کیا نئیں کریم

مگر ہم نے سنتے تھے یہ مدام
ہیں اولاد شیطان بہمن تمام

ملایک اسی واسطے تم اوپر
دیئے حلقۂ آتشی پھینک کر

یہ لشکر پو نازل ہے دائم بلا
گہِ خصۂ نارو گاہے وبا

فلک سات ہمنا کوں نئیں تا ب جنگ
ہوئے ہم نے جینے سوں اپنے تنگ

کریں گے ہمیں جا طلایہ کا کاج
ولے اس بلایاں کا کیا ہے علاج

یہ سن بات کفار نے ننگ و نام
لگے پوچھنے پھر انو سوں تمام

اگر یہ بلا آسمانی تھی سب
ہمیں لوٹے گئے سو کہو کیا سبب

سبھی مال و اسباب و رانڈاں کو چھین
بھی گھوڑے و اونٹاں لیا لوٹ کن

مگر یہ بھی آکر فلک سوں ملک
لئے لوٹ ہمن کوں دیکھے تلک

طلایہ کے لوگاں نے سنکر تمام
کہ سچ ہے نیں ہے غلط یہ کلام

ہے جب تم پو نازل خدا کا غضب
ملک لوٹ لیویں تو کیا ہے عجب

وگر نہ ہمیں رہ پو دیدے لگا
طلایہ کھڑے کرکو ہر جابجا

رہتے ہیں نپٹ چوکسی کے سنگات
کہ تا پاویں چھاپے سوں انکے نجات

طلایہ کے لوگاں کے باتاں کوں سن
کہے سب نے سچ ہے تمہارا سخن

ہمارے سوں کرتا ہے جنگ اب فلک   بھی جن و پری دیو و انس و ملک

خدا کے غضب کا ہے اسباب سب   کہاں تیں ہمیں تاب لاویں گے اب

بھلا ہے کسی طرح سلطاں کے سات   صلح کر یہ آفت سوں پانا نجات

نہیں تو ہمارا ہے بچنا محال   ہے اعمال و اسباب موت و زوال

یہ کہہ کر وتھل چھوڑ وہ مشرک تمام   کئے آگے دو کوس پو جا کر مقام

باب ۱۵

داستان خبر کردن چپو و بیداں از احوال کثیر اختلال اہل ضلال و فرستادن حضرت سلطان کنجڑنیاں وغیرہا برائے جنگ برفوجِ ایشاں بہ طریق اجمال نوشتہ شد

شباں شب جو بیداں نے گئے تھے نکل
لے اسباب و اموال انکا سگل

صبح ہوئی پو سلطان کی خدمت میں جا
کیئے عرض گذریا سو سب ماجرا

ہو خورسند فرمائے تم پھر کو جاؤ
جہاں سربسر ان اوپر تنگ لاؤ

کنجڑنیاں و ہجڑوں کے تیئں ان پر مات
لجاؤ لڑانے کوں ان کے سنگات

اگر تم نے ان کو لیجا یک شہاب
لگاویں گے سٹ مال واسباب تاب

سراسیمہ ہو کر سبھی مشرکاں
نکل بھاگ جاویں گے نا ٹھہر وہاں

کیئے حکم کوتوال لشکر کوں تب
کنجرنیاں و ہجڑوں کے تیئں جلد اب

روانہ کرو تم نے سب جمع کر
لڑائی کی خاطر وہ لشکر اوپر

یہ سن حکم کوتوالِ لشکر نے جا
کنجرنیاں و ہجڑوں کو جلدی بلا

روانہ کیا ان کے لشکر اوپر
لے بیداں چلے ان کوں سب جمع کر

گئے ان کے لشکر کے ساتھ جب
ہوئی شام گذری یو یکباش شب

طلایہ پو ان کے لگائے شہاب
ہو آگاہ کفار جلد و شتاب

لگے بھاگنے سٹ کو اسباب و مال
پہاڑاں و جنگل میں مثل شغال

سبھی مال واسباب ہر خاص و عام
لئے لوٹ چپو و بیدااں تمام

ظفر مند و خورسند ہو کر سگل
صبح ہوئے تلک جلد وہاں سوں نکل

گئے ان کے لشکر کوں نا ٹھہر کہیں
مگر ایک کنجرنی ہجڑا وہیں

اندھاری جو تھی شب گئے رہ بسر
رہے دنگ ہوکر اسی تھل اوپر

صبح ہوئی پو ہو جمع مشرک تمام
لگے کہنے رو رو کو ہر خاص و عام

کریں کیا تبھی فکر و تدبیر و فن　　ووتا ہم نے نا دیکھ رنج و محن
رہیں یہ مصیبت سوں پاکر نجات　　نہیں اب ہمارے میں تاب و ثبات
جہاں جائیں چھاپے سوں پانے امان　　وہاں ہم سوں لڑتا ہے خود آسمان
نہ یک لحظہ روز قیامت سوں کم　　نہ یک دم جو گذرے بجز درد و غم
شہاباں کہاں سے یہ پڑتے ہیں آ　　نہیں ہم کو معلوم ہوتا ذرا
کہ ہر رات چھاپے کوں کر ناگہاں　　کِنے لوٹ لیتا ہے ہمناں یہاں
کہا ایک نے یہ بھی شہاباں مگر　　فلک پر سوں پر پھینکے ملک ہم اوپر
لئے لوٹ کر ہم کو دیواں و جن　　ہے ہر شب نزول بلائے کٹھن
کہا ایک نے شاید ہمیں دیکھ خواب　　چمک کر گئے بھاگ نالا کے تاب
وگرنہ اگر چھاپا آتا یہاں　　صبح ہوئی پو کچھ بھی تو دستا نشان
کہا ایک نے گر خواب کو دیکھ کر　　گئے بھاگ ہم سب نے سدھ کوں بسر
یہ اسباب و اموال لوٹیا ہے کن　　نہ یہ کام انسان کا ہے جز دیو و جن
اسی وضع سوں کر بہوت قیل و قال　　ہو حیرت زدہ سب سنبھل مثال
کہے آؤ اطراف لشکر سگل　　تفحص کریں پھر کے جنگل جنگل
کہ کل رات چھاپا جو آیا یہاں　　کہیں تو ہمارے تئیں ان کا نشان
نظر آوے گا بے شک وظن و ریب　　نہیں تو سمجھنا ہے اسرار غیب

باب ۱٦

داستان تجسس کہنہ اہل ضلال درا کناف صحراو نیافتن نشان شب خون در پیچ جاؤ گرفتن کنجرنی و ہجڑا دو (۲) کہ در شب راہ گم کرد در آنجا ماند ہابودند بہ طریق اجمال نوشتہ شد

یہ کہہ کر تجسس کوں کرنے بدل گئے چو طرف مشرکاں مل سگل
بہت دھونڈ اطراف دشت و جبال ہو مایوس مشرک بہ حزن و ملال
پھرے وہاں سوں کہتے دیکھو کچھ نشاں نظر کیں پڑیا نیں ہماری یہاں
قضا کا یہ دستا ہے سارا ہنر وگر نہ کہیں بھی تو دستا اثر
ہو غرقاب بحر تفکر تمام کہہ و مہہ و پیر وجواں خاص و عام
چلے راہ لشکر کوں لے سربسر کنجڑنے و ہجڑا جو رہ کوں بِسر
رہے تھے وہاں آئے جب مشرکیں دیکھے ناگہاں ان کو یکسر لعین
پچھانے کہ ہیں دونوں یہ اجنبی لگے کہنے سب ہم نے ان کوں کبھی
نہ دیکھے اتھے اب تلک آج کیوں یہ آئے ہیں لشکر میں شیطان تیوں
کہا ایک نے جاسوس ہیں بے گماں ہنر سوں بدل بھیس نمن چوں زناں
ہمارے یہ لشکر میں پھر سربسر لے جانے کوں آئے ہیں ساری خبر
کہا ایک نے دونوں ہیں غولان دشت ہمارے ٹھکانے کوں کرتے ہیں گشت
کہا ایک نے بارے نہ کر خوف و شک ہمیں جائیں ہمت سوں تا ان تلک
دیکھیں کون ہیں یہ جو آئے ہیں یاں کریں ان سے پرشش سراسر بیاں
اگر غول دشتی ہیں بے شک و ریب ہماری نظر سیتی ہوتے ہیں غیب
اگر ہیں وہ جاسوس ان کوں پکڑ لیجاویں دو ہاتاں و پاواں جکڑ
بہرطور افتاں و خیزاں سگل ہمارے خراں کوں دکھانے بدل

ادہیکہ جلد دونوں کوں کر کر شکار چلیں لے کو ان پاس تا یادگار

زمانے پو باقی ہمارا رہے بہوت دکھ یہاں آ کے ہم نے سہے

یہ سن کر ادہیکہ جلد یکسر سگاں لئے گھیر دونوں کوں غوغو کناں

پکڑ کر دو ہاتاں پاواں شتاب بندے ان کے کھا کر ادہک پیچ و تاب

چلے لیکو فرحاں و شاداں تمام کیا تھا ہر ایک نے بڑا آج کام

کئے ہم نے ابلک یہاں آئے پر کسی وقت کیں بھی نہ پائے ظفر

مگر رام و لچھمن کا تھا یہ دیا فتوحات غیبی میسر ہوا

وگر نہ نتہا کس کوں شان و گمان فتح ایسی پاویں گے آ کر یہاں ٦٢٠

غرض کئے بشاشت سوں یک یک جدا ہری پنڈت و راستہ پاس جا

کہے ہوئے مبارک تمہارے اوپر دو جاسوس کوں ہم نے لائے پکڑ

یہ سنیچ فرحت سوں نا لا کے تاب کہے روبرو لاؤ ان کو شتاب

وہ دونوں کوں لاچار مشرک تمام کھڑے روبرو کر دلائے سلام

ہری پنڈت و راستہ ہو لکر مخاطب ہو ان سوں بہوت طیش کر

لگے پوچھنے کہو راست اب یہاں تم نے آنے کا کیا ہے سبب

بدل سرسوں پا لک تمیں اپنا بھیس زناں کی طرح سر میں رکھ اپنے کیش

ہیں جاسوس کر کوئی کرے یہ خیال تمیں چھپ کو لشکر میں بے قیل و قال

رہے تھے ہماری لیجانے خبر یہ سب کر کے تدبیر و فن و ہنر

نہ سمجھے اتھے تم نے اے گمرہاں کہ ہیں چوطرف دیدباناں یہاں ٦٣٠

اگر وقت شب طائرے پر ہوا اڑے اس کے تیئں دیدباناں نجھا

سمجھتے ہیں مادہ ہے یا ہے او نر ہمارے تیئں کرتے ہیں آ کر خبر

دیا شیر ثعبان وہژبرد پلنگ یہاں آوے گر ہم سے کرنے کو جنگ

اسی وقت فرصت نہ دے کر یک زماں بہ یک ضرب شمشیر لیتے ہیں جاں

اتا کچھ خبرداری کرتے ہیں ہم کہ نئیں جائے پرواز مرغ وہم

اسی طرح کر ہوشیاری مدام
کئے صید ہند و دکھن کوں تمام

نہ یہ کس کوں بالا ہوا ہم اوپر
خصومت کے رہ سوں کرے یک نظر

ویا کوئی جاسوس آکر یہاں
گیا بچ کے پھر جان کا پاکر اماں

جو آئے تمیں بھیس بدلا کے اب
تمہاری قضا کا ہے سارا سبب

اتا ریزہ ریزہ تمہارے تیں کر
اڑا دیتے ہیں اب ہوا کے اوپر

کہ تا طعمۂ چیل زاغاں کے ہو
عدم کی خبر پانے جلدی چلو

یہ کہہ کر بلا جلد جلاد تب
کہے ان دونوں سیتی توں پوچھ اب

کنجڑے و ہجڑے نے دیکھ حال
مخاطب ہو ان سوں بہ طیشِ کمال

کہے کہ تبھی چپ یہ سارے مویئے
سگل کھوکے دانش دیوانے ہوئے

ہمیں راست کہتے ہیں جو ہے بیان
ہمارا عبث تم لیتے ہیں جان

نہ جاسوس ہیں ہم یہاں کی خبر
لیجاویں گے آکر وہاں سربسر

کنجڑنے ہور ہجڑے ہیں ہم بے گماں
سنو تم سے کہتے ہیں اب سب بیاں

کہ جب تم نے نالا کے کہیں تاب جنگ
لگے بھاگنے کھوکے سب نام و ننگ

شہاباں و توپاں کے آواز پر
سگل تم نے جاتے ہیں سدھ کو بسر

نہ ٹہرتے ہیں کیں بھی لائے بدل
نپٹ خوف چھاپے سوں جنگلے جنگل

شغالاں سوں پھرتے ہیں دشت و جبل
ہو رانڈاں سوں بدتر گنوا عقل و مال

نپٹ ہوکے لاچار سلطانِ دیں
بلا کر کنجڑنیاں و ہجڑوں کے تئیں

تمہارے سوں لڑنے کوں بیداں کے سات
روانہ کئے دے شہاباں سنگات

شباں شب ہمیں لڑنے تم سات آئے
طلایہ کے اوپر شہاباں چلائے

شہاباں کا آواز سنیچ تم
کئے سب حواس ہائے عشرہ کوں گم

گئے بھاگ لے راہ جنگل تمام
سپاہی جلاہے سگل خاص و عام

پنڈارے و چپو کاکرو بید
کو جوں نور کرتا ہے آہو کو صید

کئے اس وضع تم کوں ہر جا شکار
لے اسباب و اموال پر اپنے ٹھار

شباں شب گئے پا کو فتح و ظفر
کنجڑنیاں و ہجڑوں کو سب جمع کر

قضا را ہمیں دونوں گئے بھول راہ
یہاں رات کو رہے با فغاں و آہ

صبح ہوئے پو ڈھونڈنے کو ان کے نکل
یہاں ہم کو لائے پکڑ کر سگل

تمہارے سوں جو کچھ اتھا ماجرا
کہے ہم نے چاہو سو کرلیو اتا

بزرگی شجاعت و ہوشیاری سب
کرو من منگے سا ہم حاضر ہیں اب

جو کرتے ہیں تم لاف ہر صبح و شام
لئے سیر ہند و دکھن کوں تمام

ہے تحقیق جو تم سوں بھی بیشتر
زنانے تھے لوگاں وہاں سربسر

دیئے سیر کرنے کوں تمنا وہاں
وگر نہ تمہارے میں ہمت کہاں

کریں ان کو جب سیر در ملک غیر
حریفاں و مرداں کے اکھن دلیر

کنجرنیاں و ہجڑوں سے پھر تم نے جنگ
کئے نیں گئے بھاگ کھو نام و ننگ

تمہاری شجاعت و مردی لاف
ہے معلوم سب پر کرو اب ماف

یہ باتاں کوں سن سن کہا ہولکر
ہے سب سچ کرو ان سوں اب درگذر

اتھا ان کے تئیں مارنا ہے سہل
ولے ہر دو باتاں کا اس میں خلل

یہ ہے بات اول کہ ہم بے درنگ
گئے بھاگ کل رات نہ کرکے جنگ

کنجڑنیاں و ہجڑوں نے پاکر ظفر
ہمارے سب اسباب کوں لوٹ کر

گئے اپنے لشکر کوں خورسند و شاد
کئے داغ پر پھر یہ داغاں زیاد

مگر یہ دونوں رات کوں بھول راہ
رہے تھے یو ان کو پکڑ بے گناہ

اگر مار سٹتے ہیں ہر مرد و زن
کریں گے ہمارے پو طعنہ ولعن

قیامت تلک جو سنے گا یہ بات
کہے گا زنانوں نے ہجڑوں کے سات

لڑے نیں گئے بھاگ ناتاب لا
سبھی مال و اسباب اپنا گنوا

مگر دو غریباں نے راہ بھول کر
رہے تھے وہاں سو زنانے پکڑ

خجالت سوں شب کے سٹے ان کو مار
نہیں ہے بھروساں کا بھی یہ شعار

دویم بات یہ ہے کہ سلطان سنگات
ہمیں صلح کرنے کی چھتے ہیں بات

اگر یہ سنیں گے تو نا کر درنگ
ہمارے سے ہر روزشب کر کے جنگ

عوض ان دونوں کے ہزاراں سوں مار
بہاویں گے لہو کے نہر ٹھار ٹھار

حشر لک نہ کر صلح جز خشم و طیش
ہمارے پیچھے مارنے لے کو جیش

ستارے و پونے تلک کیں نہ ٹہر
لیویں گے سب اسباب و رانڈاں پکڑ

ہمارے میں اب نئیں رہا تاب جنگ
بھلا ہے یہ دونوں کوں ہم بے درنگ

روانہ کریں ان کے لشکر کوں آج
بجز اس کے دسرا نہیں کچھ علاج

ہری پنڈت و راستہ نے یہ سن
کہے خوب ہے تمہارا سخن

ولے اب تلک ہم کو باور نہیں
لڑائی کو ہجڑے کنجڑنیاں کہیں

یہاں آویں گے، ہیں یہ باتاں دروغ
صداقت کا اس میں نہیں کچھ فروغ ۶۹۰

یہ جاسوس ہیں جان بچانے بدل
بنا کر یہ کرتے ہیں باتاں سگل

ہمیں اپنے انکھیاں سوں اول نجھا
سبھی بات میں خوب آزما

اگر راست ہے ان کا گفتار سب
روانہ کریں گے ہمیں ان کوں تب

یہ کہہ کر شتابی سوں دونوں نے جا
اٹھا تابناں ان کے دیکھے نجھا

مونڈیاں خوب بھا ان کے ٹانگاں بھتر
رکھے بعد ازاں ان کے پاواں پو سر

کہے اب رکھو تھے دل اپنا شاد
ہمارے ہیں ماں باپ سوں بھی زیاد

بہت عذر خواہی سوں کہتے تھے سب
خطا ہوئی ہماری سو تم بخشو اب

پس القصہ دونوں کو خلعت دیئے
بہ اعزاز و حرمت روانہ کئے

باب ۱۷

داستان غنیمت گرفتن چپو و بیدہر شب و روز از لشکر مقہور گم کردن ہوش و حواس مشرکاں وغیر ہا از دست کا کرو پنڈارے وافتادن قحط در لشکر ایشاں

بھی وہ تھل کیتیں چھوڑ دو کوس پو جا   مقاماں کیئے ننگ و حیا
پنڈارے و چپو و کا کر تمام   لگے لوٹ لینے کوں صبح و شام
ہر ایک جا میں بیداں نے کر حرص و آز   کیئے ان کی بند راہ بول و براز
غرض ایسا ان پر کیئے عرصہ تنگ   کہ آئے وہ جینے سوں اپنے پہ تنگ
اگر ایک قدم کوئی لشکر کے بھار   رکھے اس کوں سٹتے تھے بیداں سے مار
و یا کوئی جناور نے چرنے بدل   وہ لشکر سیتی بھار آوے نکل
اسی وقت اس کوں نہ پکڑ چپواں   لے جاتے تھے لشکر کوں اپنے رواں
و یا کوئی ہمت سوں بند کر کمر   کہیں اور کہاراں کوں لا نا کگر
جمعیت کو شائستہ لے اپنے ساتھ   اگر جاوے سب کا کراں ہاتے ہات
اسے لوٹ لے کر بہر فکروفن   چلے جاویں جلدی سوں لشکر کدھن
ویا کوئی تقاضائے حاجت بدل   نکل بھار آوے پندارے سگل
پکڑ اس کی دھوتی یا چولنا   پچھوڑی و پگڑی و لوٹا چھنا
سٹیں مار یا اس کوں کرکر اسیر   لے آتے تھے لشکر کوں اپنے دلیر
پڑیا قحط لشکر میں ان کے تمام   لگے مرنے بھوکوں سوں ہر خاص و عام
کیتے فیل و اونٹاں بقر   گئے قحط دانے و چارے سوں مر
رہے کیتے باقی سو دم خیز ہو   نہ تھا ان میں طاقت، چلنے گام دو
ہری پنڈت و راستہ ہولکر   ادہر سوں اودھر اور اودھر سوں ادھر
لگے بھاگنے دیکھ لشکر کا حال   کسی جا نہ ٹھہر بہ خوف کمال

اتا کچھ ہوئے تھے دل ان کے ملول — گئے تھے خور و خواب کوں اپنے بھول
ہو جوں نقش دیوار حیرت سیتی — کسی میں نہ تھا ہوش باقی رتی
تواضع و تعظیم و مجرا سلام — سبھی بھول تصویر سا صبح و شام
رہتے تھے نہ تھا کس میں یارا ایتا — انکھیاں کھول دیکھیں گے کن پر نجھا۱۰ے
چھکڑ ان کے سر پر لگا کر مدام — دلاتے اتھے چوبداراں سلام
ملاقات ان سات کرنے بدل — اگر ان کے ڈیرے کو کوئی جاوے چل
تبھی کار کے جلدی نزدیک آ — کھڑے گرد و پیش ان کے ہو جابجا
تواضع و تعظیم کرنے کا ڈول — سیکاویں طمانچہ لگا اور دہول
انوں نے سا جھکتے تھے سب رات دن — گذرتا تھا ہر آن ان پر کٹھن

باب ۱۸

داستان مشورت کفار اہل ضلال برائے صلح وعرضداشت کردن بصد عجز وانکسار بخدمت سلطان وفرستادن وکیلاں وغیرہا بہ طریق اجمال نوشتہ شد

کئے مشورت ایک دن مل کر تمام
صلح کا بھلا ہے کریں اب پیام

نہیں تو ہمارا ہے جینا محال
مہیا ہے اسباب حزن و ملال

بجز اس کی تدبیر نیں دوسرا
اسی میں یک ٹک ہم کوں ہے آسرا

یہ کہہ کر نپٹ عاجزی سات سب
لکھے خط، ہوئی ہم سوں تقصیر سب

مکافات نیکی بدی سوں کئے
ہم اپنے پو ذلت اپیں ہو لئے

ہماری ہے پاداش اعمال کا
جو ہجڑے کنجڑنیاں سو پائے سزا

ہمیں عہد و پیمان سوں اپنے گذر
سب الطاف و احسان سابق بسر

یہاں آئے حضرت سوں کرنے کوں جنگ
نہ کر کچھ بھی اس بات کا شرم و ننگ

پنڈارے و چپو و کاکر و بید
بھر آن کر سحر و افسوں و کید

لئے لوٹ ہم سب کوں بے قیل و قال
رہا نیں ہمارے میں تاب و مجال

انکھیاں کھول کر ان کوں دیکھیں نجھا
نہ یارا کریں ان سوں چوں و چرا

سب اسباب و رانڈاں و بچے و مال
بھی ہاتھی و گھوڑے و ڈیرے و پال

شتر ہا گاواں و ڈنکے نشان
سپر اور شمشیر و تیر و کمان

دیئے کھو یہاں آکے ہم نے تمام
سبھی ننگ و ناموس و حرمت و نام

اپتا کچھ ہوئے لوٹے جا کو ہم نے صاف
بچھانا زمیں ہے فلک ہے لحاف

ہے بالین پتھر شراب و طعام
ہمارا ہے خونِ جگر صبح و شام

شہابانِ ارض و شہابِ فلک
ہر یک شب چلاتے ہیں انس وملک

وبا، قحط و بیداری و خوف و بیم
ہمارے دلاں کو کیا ہے دو نیم

ہم ایسی مصیبت میں ہیں مبتلا   نہ کہنے میں آوے نہ جاوے سہا
ہمارے بدیاں کے مکافات سب   یہاں آ کو دیکھے نہیں تاب اب
ہمیں گرچہ ہیں لائق سرزنش   اتا غور و پرداخت اور پرورش
ہے حضرت کوں لازم ہمے ہیں غلام   خطا جرم و عصیاں گناہاں تمام
اگر اب کے بخشیں گے بارے دگر   اطاعت سوں ہمنے نہ پھیریں گے سر
مجدد کر اب عہد و پیماں قسم   مکرر بھی دے بیل و بھنڈار ہم
چلے جاویں گے سب اپس ٹھار ٹھار   سرِ رشتہ کوں سابق کے کر استوار
ہمارے گناہاں پو ناکر نظر   سب احسان ماضی کے تیئیں یاد کر
اگر ہم کوں دیویں گے جان کا امان   ہیں جب لگ ستارے زمیں آسمان
نہ بھولیں گے بار دگر یہ کرم   یہ احسان پو احسان دھرم پر دھرم
اسی طرح پر لکھ بہوت سا کلام   کیئے مہرہا اس پو اپنے تمام
دو شخص خرد مند و افصح لسان   دلیر و سخن فہم و شیریں بیاں
سگل اپنے لوگاں سوں کر انتخاب   زنانے بھی کہہ بے حد و حساب
روانہ کیئے ان کو مل یک دگر   بہوت سا تشفی خاطر کوں کر
وداع خویش و پیوند و یاراں سوں ہو   اپس میں زندگی سوں ہاتاں کو دہو
چلے دونوں ترساں و لرزاں شتاب   ہو بے سدھ نپٹ خوف سوں کھو کے تاب

باب ۱۹

داستان آگاہ شدن سلطان از سوئے مشرکاں وارشاد فرمودن در باب صلح وغیر ہا وآمدن وکیلاں وکلامی اہل ضلال بدرگاہ فلک اشتباہ

یہ اخبار سن کو سلطانِ دیں ‎ ‎ کہے بہوت عاجز ہوئے مشرکیں
اتھا سہل ہے ان کوں نابود کر ‎ ‎ ستارے و پونے تلک کیں نہ ٹھہر
کسی کے بھی جان کا نہ دیکر اماں ‎ ‎ لیویں چھین اب سارے ان کے مکاں
زن و مال واطفال و برنا و پیر ‎ ‎ ہر یک جا میں چھنکر کروں سب اسیر
ستارے و پونا کوں تسخیر کر ‎ ‎ لیویں حیدرآباد بھی چھین کر
ولیکن ہے ایک بات کا مجھ کو پاس ‎ ‎ میں جب دیکھتا ہوں بہوت کر قیاس
مجھے یاد آتی ہے سابق کی بات ‎ ‎ کہ نواب جنت مکاں ان کے سات
بہوت دوستی کر کو ان کا مکان ‎ ‎ بچائے نصاریٰ سوں دے اپنی جان
اگرچہ ہے جب لک یہ ارض و سما ‎ ‎ ہمارے و انگریز میں صلح تھا
جب انکا مکاں لینے آئے شتاب ‎ ‎ جمع فوج کر بے حد و حساب
سوامادی، بالاجی و پنڈت دیگر ‎ ‎ ہری پنڈت و راستہ ہولکر
لکھے سب نے کر عاجزی بے شمار ‎ ‎ زن و بچہ و مال و ملک و حصار
فرنگیوں نے لیتے ہیں چھین ہم سوں سب ‎ ‎ اگر ٹھانہ سرکار کا آوے اب
کلید قلعہ ہا کوں دے انکے ہاتھ ‎ ‎ لے ناموس کوں ہم نے اپنے سنگات
پٹن پیچ لیتے ہیں آکر پناہ ‎ ‎ ہے اس بات پر رام لچھمن گواہ
ہمیں اور رانڈاں ہمارے تمام ‎ ‎ تمہارے ہیں بے شک باندیاں غلام
ہیں جب لک کے قائم زمین آسماں ‎ ‎ بھی سارے ثوابت و سیارگاں
نسل در نسل ہم دل وجان سے ‎ ‎ تمہارے ہو بندے یہ احسان سے

رہیں گے نہ کر کچھ بھی جرم و خطا
ہماری کمک کوں کرو تم اتا

بھی کے قسم سوں کھا قسمہا کوں سب
دیئے بھیج کر بیل و بھنڈار تب

زنانوں کے باتوں پر پائے دغا
نہ سمجھے کہ نیں ان میں بوئے وفا

ہے مشہور ضرب المثل در جہاں
نہیں کار بد اصل غیر از زیاں

پس القصہ انکو لکھے در جواب
غرض کیا جو تم نے گنوا آب و تاب

لے ٹھانہ ہمارا قلعہ ہا کوں دے
پٹن کوں چلے آنا ناموس لے

مکاناں میں اپنے تم ہمت ستی
رہو چندے ناخوف کر یک رتی

میں سب فوج لے کر اپنا بے درنگ
نصاریٰ پو کر عرصۂ ہستی تنگ

لے چنیاپٹن اور سارے حصار
بہوت ان کو کرتا ہوں اب خوار زار

کہ تا عزم کوں اپنے او بھول جا
پڑے رہیں بناور میں تصویر سا

تمہارے سے لڑنے کوں آویں گے باز
انند سوں رہو تم بہ آرام و ناز

یہ لکھ کر لے افواج اپنے سگل
نصاریٰ سوں کرنے کوں جنگ و جدل

اوتر گھاٹ جو کچھ کئے سوں وہاں
عیاں ہے نہیں احتیاج بیاں

ہمارے وہ احسان کوں سب بِسر
بھی ہم سات لڑنے کوں بند یہ کمر

یہاں آئے ہونے کوں مگر خراب
اپیں ہوکے اپنا گنوانے کوں آب

بدی ان کی ہم نے نہ چاہے ذرا
خطا کئے جِنوں نے کئے خود خطا

بدی کا مکافات کرنا بدی
ہے اسہل ولیکن نہیں جز بدی

وہ احسان سارے کوں برباد کر
اتا ان سوں لڑنے کوں باندے کمر

ہے اس بات کا مجھ کوں لے ننگ و عار
نہیں ہے یہ اہل کرم کا شعار

بھلا اب کے کر صلح ان سات ہم
مجدد کریں ان پو لطف و کرم

بھی اتمام حجت سراسر یہ کام
وو احسان بہتر ہے از انتقام

اگر بارے دیگر بحسب سرشت
کریں گر بدی ساری یہ بد کنشت

تب اس وقت پر ان کوں دے گوشمال
زن و بچہ و ملک و مال و منال

چھنالے کو کر خوار و زار و تباہ کہیں ہے یہ پاداش یکسر گناہ

مراٹھے مغل ہیں کنیزاں مثال ہم ان سات لڑنا نہیں کچھ کمال

کہ جب چاہیں گے ہم تو چوٹیاں پکڑ لگاویں گے جوتیاں کے تیئں ان کے سر

اگر بورکی باندے نالاکے تاب پھرے بھاگتے گر تو شیخ شہاب

تھیکہ میں اس کے چلا جلد تر دونوں کان اس کے لیویں پکڑ

وہ مغلانے باندی اتنا بھی دَم نہیں ہے سنپڑ جاویں یک قلم

باب ۲۰

داستان سوال و جواب وکیلاں اہل ضلال

از حضرت سلطان از راہ عجز و انکساری بہ طریق اجمال نوشتہ شد

اسی فکر و تجویز میں قیل وقال — اتھے کرتے ناگاہ ان کے وکیل
خطاں ان کی لے منقلہ پاس آ — کھڑے رہے بصد عجز و صد التجا
خبر پہنچی سلطان کو ان کے وکیل — اکھاڑے پو لشکر کے ہو کے ذلیل
کھڑے ہیں نپٹ عاجزی سات سب — حکم ہووے تو لاویں بلا ان کوں اب
کہے تم بُلا لاؤ ان کوں شتاب — دلاسا دیئے اول نہ لے آب و تاب
بحسب الامر لائے انکوں بُلا — کھڑے رہے دربار کے پاس آ
عرض ہوئے وکیلانِ اہل ضلال — ہیں حاضر بہ عجز و نیاز و کمال
کئے حکم آنے دیو، ان کو یہاں — وکیلاں نے لرزاں ہو ازخوف جاں
کھڑے رہ کے آداب کر کے اوپر — بجا لائے تسلیم باصد حضر
یہ سب شان و شوکت و جاہ و جلال — دیکھے جب ہو مقرون بہ حزن و ملال
دئے کھو سگل ہوش و تاب و تواں — جوں آئینہ حیرت زدہ ہو سگاں
بصد محنت و ترس جا دوبدو — خطاں ان کے لاکر رکھے روبرو
کمال تلطف سوں سلطانِ دیں — دیئے حکم تا بیٹھ کو مشرکیں
ادائے رسالت کریں پیش اب — جو کچھ ہے سو ان کا سوال و جواب
ادب سے دو زانو دونو بیٹھ کر — کئے عرض احوال کوں سر بسر
سنے جبکہ سلطاں زبانی پیام — بھی خطاں کے مضمون کو ان کے تمام
کہے مسکرا کر سبب کیا ہے تم — کئے ایتا جلدی حواس اپنا گم
بڑے عزم سے تم نے آکر یہاں — نہ کر جنگ ایک روز بل نیم آں

اتا پھر کو چاہتے ہیں جاویں وطن
گنوا کر سبھی نیک و نام کہن

عجب تم سوں دستا ہے کرنا یہ بات
ہے بے شک یہ سارے زناں کے صفات

تمیں اتنی لے فوج بے حد و عد
لڑو یک تبھی آن کر جد و کد

کرو بعد ازاں صلح ہم سات تم
عبث ہے جو کرتے ہیں اب بات تم

یہ سن کر وکیلاں کہے در جواب
کنجڑنیاں و ہجڑوں سوں لانے کوں تاب

ہمارے میں باقی رہا نئیں اتا
ہمیں فضل و احسان حضرت سوں اتا

نہیں بچتے کر یک دو دن بھی یہاں
رہیں اب لڑائی کوں طاقت کہاں

چھپا نئیں ہے حضرت سوں احوال سب
ہمارا نہیں حاجت عرض اب

یہ سن کر بھی سلطان فرمائے جواب
اگر تم میں نئیں اب لڑائی کا تاب

بھلا چپ تبھی تم نے آ یک طرف
کھڑے رہو ہمیں جیش کے گرد و صف

سواروں پیادے و پاگا تمام
دونوں صف میں دے انکوں بھی انتظام

لڑاتے ہیں بایک دگر تم نے شیر
دیکھو تا ہوئے دل تمہارا دلیر

شہاباں و توپاں کا سن سن صدا
بھی سب دیکھو یہ گیرو دار قضا

شہاباں و توپاں کا سنیچ نام
وکیلاں کا چہرہ ہوا زرد فام

پڑیا لرزہ اعضا میں ان کے سگل
ہوا سب حواسوں میں ان کے خلل

نپٹ بزدلی سات اٹھ کر شتاب
کہے نئیں ہمارے میں ایتا بھی تاب

اتا ہم پو حضرت نے کرکر کرم
امان جان کا بخشو بڑا ہے دھرم

ہمارے گنہ جرم و عصیاں خطا
معاف آپ کرو بہوت پائے سزا

ہمارے تئیں اپنی غلامی میں لئیو
نجات اس بلا و مصیبت سوں دیو

کہ چوں ہم کوں نواب جنت مکاں
کیئے پرورش آشکارِ نہاں

مکاں جان و ناموس احسان کر
بچائے نصاریٰ سیتی سربسر

وہ احسان کوں جب بھول ہم
یہاں آئے یہ دیکھنے درد و غم

سزا اسکی پائے بہوت بے شمار
ہوئے خوار و رسوا دیار دیار

بھی غفار و ستار و رحمٰن رحیم حلیم اور قادر غنی و کریم
سراسر صفات جہاں آفریں ہیں تم اس کا سایہ سبھی خشم و کیں
سٹو اپنے خاطر سوں ان کے نکال مجدد کرو ہم پہ احسان اتال ۸۵۰
گناہائے ماضی پو ناکر نظر نوازش و الطاف سے سربسر
بھی در حال مستقبل ہم کوں غلام کرو اب یہی ہے مراد کلام
یہ سن کو سلطان کہے مسکرا بھلا تم نے آرام پاؤ اتا
خطاں کے لکھا کر انوں کے جواب وکیلاں بھی دے سات تم کوں شتاب
تمہارے گناہاں سوں کر در گذر روانہ کروں گا بہ صد زیب و فر
یہ سیتیچ فرحت سوں دونوں وکیل بجا لاکو آداب بے قال و قیل
اترنے کوں اپنے مکاناں پو جا رہے شاد و خورسند کرتے دعا

باب ۲۱

داستان فرستادن سلطان برائے وکالت بدرالزماں خاں بہادر معہ محمد رضا خطیب در لشکر اہل ضلال و جواب سوال بدرالزماں خاں بہ کمال طیش و غضب

فکر سیتی بدر الزماں خاں کے تیئں بلا بھیج جلدی سوں سلطانِ دیں
خطاں کا بھی ان کے لکھا کر جواب کہے تم نے لشکر کوں ان کے شتاب
اتا جاؤ کرنے کوں حجت تمام درشتی و گرمی سوں نہ کر پیام
گذارش کرو سب سوں بے خوف و بیم خرید و تمیں لام دے ان سوں جیم
یہ کہہ بعد ازاں ہَس کو شاہ دلیر نہاں آشکارائے مافی الضمیر
بہ تفصیل و تشریح کہہ ان کے سات محمد رضا کوں دیئے بھی سنگات
کتے چوبداراں و ہر کارگاں کتے باندازاں معہ بے رقاں
پیادے و عسکر و جیش و سوار تعین ان کے کرکر بصد اعتبار
دونوں کی سواری کے خاطر دو فیل دیئے کر عماریاں بھی دونوں وکیل
بلاکر دیئے خلعت انو کوں شتاب روانہ کئے باد و صد آب و تاب
چلے لیکے بدرالزماں خاں تمام بہ صد شان و شوکت بہ صد احترام
گئے ان کے لشکر کے نزدیک جب وہ دونوں وکیلاں کوں فرمائے تب
تمیں جاؤ جلدی سوں لشکر بھتر کرو سب سگاں کوں تمہارے خبر
یہ سن کر شتابی سوں دونوں وکیل گئے دوڑ نا کرکر ذرا کیں بھی ڈھیل
کہے جا کو یک یک سوں سب ماجرا جو کوئی یہ سنا سو بشاشت میں آ
لگے رقص کرنے صغیر و کبیر کہہ ومہہ زن و مرد و برنا و پیر
ہری پنڈت و راستہ ہولکر مسرت سوں لشکر کوں تیار کر
چلے آگے انکو بلانے کے تیئں بشاشت سوں یکسر کہین و مہین

گئے ان کے جب باخلاص دل　　تواضع و تعظیم کے سات مل

وہاں سیں اپس کے مکاں کوں شتاب　　بہ تکریم و توقیر و باآب و تاب

لیا اس کو مسند پو اپنی بیٹھا　　دونوں اپس بیٹھے سرہا نوا

کہے بعد ایک ساعت ان سات سب　　جو فرمائے سلطان سو ارشاد تب

کرو ہم پو فضل و احسان وفاق　　بہت ہمکوں سننے کا ہے اشتیاق

کہے ان سوں بدرالزماں خاں تمام　　جو فرمائے سلطان سو یکسر کلام

متانت فصاحت بلاغت کے سات　　درشتی و گرمی سلاست سے بات

کئے اس وضع ان سوں جیوں شیر نر　　کہ سنیچ مشرک گئے سدھ بسر

رہا نیں کسی بیچ تاب و تواں　　سبھوں نے خاموش از ترس جان

بنے شکل حیرت سنجل مثال　　ہو جیوں نقش دیوار بے قیل و قال

گئے شبہ سدھ کھو کے ایک ٹھار تب　　پڑیا لرزا دہشت سوں اعضا میں سب

نہ یارا، پھرا ان کوں دیویں جواب　　نہ طاقت وہاں بیٹھ لانے کوں تاب

عرض کر بہوت عاجزی انکسار　　کھڑے دست بستہ ہو سب ایک بار

کئے عرض ہم پر شفقت اتا　　کرو اب نہیں تاب ہم میں رہا

تمہارے نہیں آگے ہم کو مجال　　کریں دل کے مطلب کا کچھ قیل و قال

اپے ہو کے ہم پر اگر کر کرم　　صلح سوں کراویں گے یہ ہے دھرم

ہے جب لک ستارے فلک کے اوپر　　تمہارا یہ احسان ہم نہ بسر

ہو ممنون منت تمہارے تمام　　رہیں گے قیامت تلک صبح و شام

باب ۲۲

داستان جواب وسوال وکیل دویم رضا رفیق و مدارہ والفت تمام و عجز وانکسار نمودن اشقیا

بہ طریق اجمال نوشتہ شد

یہ کہتے ہیں ٹک بات محمد رضا — غصے سات ناکس کوں خاطر میں لا
جو بیٹھے تھے سب کے اوپر جا وہاں — دیکھے جب نہیں ان میں تاب و تواں
کہ جیسا خطیباں نے منبر پو چڑھ — خطابت کوں کرتے ہیں بازیب و فر
کئے اس وضع ان سوں گفت و شنید — ہو افسردہ خاطر سراسر ہنود
کہے ہم نے سب چھوڑ کبر و منی — اتا بس کرو تم نے طعنہ زنی
ہیں معطی کاں مروت تمیں — ہے الطاف و احسان کا عادت تمیں
نہ کچھ تاب اب ہم میں باقی رہا — ترحم کرو اب برائے خدا ۹۰۰
ہمیں تندی و سرکشی سربسر — تمہارے قدمہا اوٹھا سر پو دھر
نپٹ عاجزی سات کرتے ہیں عرض — کرو اب کرم ہم پو تم پر ہے فرض
ہے تمنا کوں سوگند اب ودود — بمحراب و منبر رکوع و سجود
بہر طور کرکر نوازش کرم — صلح پھر کراؤ کہ تا یک قلم
یہاں سیتی اٹھ جاویں اپنے وطن — کسی طرح سے کرکو تدبیر و فن
تمہارے ہمارے میں نئیں کچھ حجاب — ہیں تم سادہ دل شخص عالی جناب
اسی واسطے تم سوں گستاخ ہو — اتا عرض کرتے ہیں یکسر سنو
سبھی سر گذشت اپنے احوال کا — بہ تفصیل و تشریح نا کچھ چھپا
کہ جب تم میں پائے بوئے دھرم — دیئے چھوڑ شرم و حیا یک قلم
نہاں دیکھے مطلب کوں دیتے ہیں کھول — اپس لطف سوں ہم کوں تم لیو مول ۹۱۰
ہے بدر الزماں خاں سوں ہم کوں حجاب — ہمیں دیکھ ان کا متانت و داب

ہیں ترساں و لرزاں شام و سحر — کہ جیوں صولت سوں شیر گاؤ و خر
سوال و جواب ان سے کرنے کے تئیں — ہمارے میں یہ زہرہ و تاب نئیں
تمہیں ہو ہمارے و ان کے وکیل — دو طرفہ کرم سے کرو قال و قیل
کبھی ان کے جوتیاں کوں نینوں پہ دھر — دیکھاتے تھے ہاتاں لگا اپنے سر
یہاں جب سوں آئے ہیں ہم پر حرام — خور و خواب و آرام راحت تمام
نپٹ دل سوں سر سیتی عاجز ہیں ہم — اگر حکم دیویں گے کرکر کرم
ہماری تشفی خاطر کوں کر وہ ضامن ہیں ہم تم کوں نئیں کچھ خطر
تو ٹک یک انکھیاں مونچ کر نیند سے — بھی خدمت میں آتے ہیں جلدی چلے
کہ تا حکم ہوئے کچھ تو بھی درد سر — نہیں تو سبھی ہم نے جاتے ہیں چلے مر
کبھی دونوں ہاتاں سوں کرکر سلام — کہیں پر کہ دندم سبھی خاص و عام
جو بارے کی سرتوپ ہوتی ہے یہاں — سدا اسکا سینچ دہشت سوں جان
حذر کر پھڑک مرغ وحشی مثال — نکلتا ہے تن سیتی تم تئیں ایتال
یہاں ہیں تلک اس کوں موقوف کر — رکھو تم نے احسان ہم سب اوپر
دو زانو کبھی بیٹھ سر کوں نوا — کتے تھے نپٹ عاجزی سوں گھگِا
کسی طرح سے ہم کوں دیوؤ نجات — کراکر صلح تازی بخشو حیات
کبھی ان کی داڑی و تھڈی پکڑ — کتے تھے کرو اب کرم کی نظر
قواعد جو کرتے ہیں عسکر و جیش — ہماری جگہ بیچ دشت کے نیش
صبح شام جب تے ہیں تم منع کر — ہمارے پو منت رکھو سربسر
کبھی اپنے دامن کوں یکسر پسار — لجاجت سماجت کوں کر بار بار
کبھی یہ پیادے دوادے سکل — جو کرتے ہیں شور و شغب بے محل
ہمارا ہے لشکر سکل خوفناک — دلاں سب کے ہیبت سوں ہیں چاک چاک
یہ اجماع و غوغا کے تئیں دیکھ سن — پھوٹا پھوٹ ہوجاویں گے بے سخن
منع ان کوں فرماؤ اب بے درنگ — ہوئے اپنے جینے سوں ہم نے بہ تنگ

کبھی دونوں پاؤں پو رکھ ان کے سر
تحلق و الحاح وزاری کو سر

کہیں کچھ بھی تم نے تصدق دلا
روانہ کرو جلدی جاویں اتا

پس القصہ کر عہد و پیماں بہم
دیئے بیل بھنڈار کھاکے قسم

نپٹ عاجزی سیتی لکھ کر خطاں
کئے مہر اپنا سگل مشرکاں

بہر طور طوعاً وکرہاً صلح
کئے جان اپنا اسی میں فلح

جواہر و خلعت و اسپاں و فیل
دیئے بھیج نذرانہ بے قال و قیل

بھی بدر الزماں خاں بہادر کے تیئیں
بہوت عاجزی کر سبھی مشرکیں

دیئے گھوڑے خلعت جواہر دیئے
خوشامد کو یک یک کے جاکا کئے

بھی سب چوبداراں وغیرہا کے تیئں
دے انعام و اکرام یکسر لعین

روانہ ادہر کرکے لشکر تمام
کئے جاکے کشنا کے اوپر مقام

وہاں رہ کے دس رات و دس دن تلک
کئے پونجا کشنا کا سب مل کے سب

ہوئے جبکہ پونجے سے فارغ تمام
مخاطب ہو کرشنا سیتی خاص و عام

لگے کہنے ہر ایک نے رو زار زار
بہ عجز و نیاز بہ صد انکسار

کہ اے ماں تیرے میں سوں ہم نے نکل
گئے تھے جو لینے کوں سلطان پو چل

بہت سی خرابی کوں ہم دیکھ کر
پھر آکر گھسے تجھ شکم کے بھتر

کہ بے نیل مقصود و خفت کوں پا
غرض جان اپنا لے آئے بچا

یہ کہہ کر وداع ہوکے اس سوں سگاں
گئے شہر پونے کو کرتے فغاں

باب ۲۳

داستان داخل شدن اہل ضلال در شہر پونہ و جواب وسوال کند با سوامادی و بالاجی پنڈت وغیرہا سگاں بہ طریق اجمال نوشتہ شد

ہوئے داخل شہر جب سب لعین — کہے اپنے پا کوں دے بوسے کے تئیں
تمیں ہم کوں لائے بچا کو یہاں — بہت دیکھ رنج و صعوبت وہاں
تمہارے میں ہمت نہ ہوتی اگر — نہ جیتے سبھی ہمیں جاتے سنپڑ
تمہاری رفاقت میں کرنے بیاں — نہیں ہم کوں یارا ہے قاصر زباں
ہر ایک اپنے پاواں سوں کہہ کر یہ بات — ملے جا سوامادی بالاجی سات
سبھی سر گذشت اپنا بے کیف و کم — کہے ذرہ ذرہ بصد داد و غم
صلح کا بیان بھی کہے سربسر — بہ تفصیل و تشریح سن سب خبر
سوامادی و بالاجی دئیوزاد — کہے سچ کہانی کوں جوں کر یاد
ہو غرقاب بحر خجالت دونو — سراں کوں نواکر کہے زار رو
جو گذریا سو گذریا ہوا سو ہوا — بہ تقدیر نئیں ہم کوں چوں و چرا
بھلا اب تبھی ہم پہ سلطان دین — تلطف رکھیں گے نہ خشم و کیں
دیا کرکے یہ آتشی میں خلل — کریں گے ہمارے سوں جنگ و جدل
یہ سن کر کہا راستہ ہولکر — کہ سابق و لاحق ہمارے اوپر
کرم سینچ کرتے ہیں سلطان نگاہ — ہمیں ہو کے ان سات چپ خواہ مخواہ
بدی چاہے کرنے سب احساں بھول — ہوئے اس طرح خوارزار و ملول
ذرا ان پو حاشا نہیں کچھ گناہ — ہمیں آپ اپنا کئے رو سیاہ
اگر چاہتے سلطان تو یک پل میں آ — ستارے و پونے کوں لیتے چھنا
کہاں ہم میں باقی تھا تاب و تواں — کہ عائق ہوویں ان کے یک نیم آن

ہمیں ان کے آگے اتھے فی المثل — بہ شیر ژیاں جنگ روباہ مثل
نہ تھا ان کے تئیں احتیاج صلح — کرم سیتی چاہے ہماری فلح
وگر نہ ہمارا یہ لشکر سگل — کنجڑنیاں و ہجڑوں نے کر کر جدل
ڈوبا دیتے یک پل میں بے قال و قیل — ہر یک جا میں کرتے اسیر و قتیل
ہمارے گناہاں پو نا کر نظر — کیئے ہم پو احسان بار دگر
اگر بندگی میں ہمیں صبح و شام — رہویں صدق دل سوں انو کے مدام
بجز مہر و الطاف و احسان کرم — نہ دیکھیں گے جب لک ہے دھر بیچ دم
یہ سارے سخن سن ہوئے دونو شاد — جو مر گئے تھے لوگاں سو کر ان کو یاد
کیئے ان کا دَن مل کو مشرکاں — بھی ان کے بلا بھیج یکسر زناں
ہوئے حاضر سب ان کے انات — پکارے ہر ایک آہ کر الغیاث
بچے شیرخواراں کوں گودوں میں لے — کھڑے رہ نپٹ غم سوں سرہ کھلے

باب ۲۴

داستان پرسش نمودن اہل ضلال باز نان اشقیا کہ درر زم شوہراں وغیر ہا مرد بودند کہ بچہا بچہ طور زائید ہا اند و جواب دادن ایشاں

سوامادی بالاجی سگ سیر
ہری پنڈت و راستہ ہولکر

تسلی کوں ہر ایک کے نزدیک جا
منائے دلاسا دئے بہوت سا

بچوں کوں جو لائے تھے گودوں میں دہر
یہ دیکھے سو سب نے تعجب کوں کر

پوچھے ان سوں تم نے کہو سچ اتال
نہ کر شرم بیشک جواب و سوال

تمہارے تو مرداں وہاں جان دیئے
یہ کیا فکر و تدبیر تم نے کئے

مگر تم پو رام و لچھمن دیا
گنیش اور ہنمنت کشن ارجنا

دیا رنگا ایشور نے کرکر کرم
تمہارے شکم میں اپے پھوکے دم

دیا بھیم و دیواں و شیطان و جن
تمہارے سوں صحبت کوں کر رات دن

کئے حاملہ تم کوں بے شک و ریب
دیا ہے سراسر یہ اسرار غیب ۹۹۰

دیا دیکھ سپنے میں اپنے خصم
جنے بچے ہو حاملہ یک قلم

کرو ہم سے اظہار نا کچھ چھپا
یہ سن کر سبھی چھوڑ شرم و حیا

کہے تم نے جب لے کے لشکر سگل
گئے کرنے سلطاں سوں جنگ و جدل

اسی رات ہم سب کے سپنے میں آ
کہے رام و لچھمن کشن تلملا

یہ لشکر نے سب ہو کے خوار و خراب
جہنم میں ملتا ہے ہم سوں شتاب

بھلا تم تبھی کچھ زراعت کا کام
کرونا ہمارا رہے جگ میں نام

پوچھے ان سوں ہم نے شتابی کے سات
نہیں صاف معلوم ہوتی یہ بات

زراعت سوں کیا ہے غرض تم نے اب
مفصل کرو بھی بیاں ہم سوں اب

کہے سن کو کہا پیچ چوں گردباد
زراعت سوں یہ ہے ہمارا مراد

تمے من منگے سا ہر یک جا میں جا
جواں قوی ہیکل و خوش لقا

پسند کرکے اس سات صحبت کوں کر
رہو عیش عشرت میں شام و سحر

نہانے بھی کرتے ہیں تائید ہم
کہ تا ہووئے شجر نہال دھرم

صدف پر گہر ہو، تمہارے تمام
رہے تا ہمارا جہاں بیچ نام

صبح ہوئی پر ہشیار ہو ہم سگل
کہے اب کے باری پڑا کچھ خلل

ہمارے ہے لشکر میں لاشک وریب
ہمیں کیا تبھی کر کو فن و فریب

کریں کام جو یہ بشارا ہوا
سبھی چھوڑ غیرت و شرم و حیا

یہ کہہ کر گئے ہم نے جلد و شتاب
پونجاری سوں سننے میں تعبیر خواب

کہے اس کوں جو خواب دیکھے تھے ہم
بہ تفصیل وتشریح بے کیف و کم

پونجاری نے سب خواب سن کر کہا
نہیں تم کوں اب ڈھیل کر نا روا

دیا تم پو رام و لکشمن کشن
جو کچھ کہے بجا لاؤ بے شک وظن

مجھے بھی یہی سپنا شب کوں ہوا
یہ ترغیب توں کر ہر ایک کوں بلا

کیا ان سوں پھر یہ سوال و جواب
اگر ہوتا یہ کام حسن المآب

لکھا شاستراں میں اچتا تمام
کسی بید میں بھی نہیں یہ کلام

یہ سن کر دیئے رام و لچھمن جواب
بہوت کر کو مجھ پر عتاب و خطاب

کہے دیکھ تو بید پنچم کوں اب
لکھا اس میں ہے یہ احکام سب

ہوشیار ہو میں بید پنچم کوں کھول
دیکھیا اپنے دانش کے نیزاں میں تول

مسائل کئی اس منے دیکھ کر
تب اس کا م پر میں نے باندھیا کمر

ہمارے ہے مذہب میں جائز مدام
ہے مسنون سیتا و لچھمن و رام

اجازت پونجاری سوں جب پائے ہم
شب وروز عشرت میں دل بھائے ہم

یہ بچوں کو ناراین ہم کوں دیا
ہمارے رنڈاپے پو کرکر دیا

تمیں تو ہمارے سگل شوہراں
سٹے مار ناحق لیجا کر وہاں

اگر ہم نہ کرتے یہ نیکو عمل
جمیعت میں تمہارے خلل

تمہارے پچہ خاطر زراعت یہ کر
رکھے ہم نے دیکھو تم نے اب خوب تر

اگر بد کئے ہم تو دیوؤ سزا
نہیں ہم کوں تم سات چوں و چرا

اگر حسب خواہش تمہارے ہے کام
نوازش کرو ہم ہیں حاضر تمام

کہے سن کو یک یک نے فرحت میں آ
کئے تم نے یہ کام بہوتے بجا

موئے تھے سو لوگان کا بدلا کئے
ہماری جمعیت کوں رونق دیئے

تمہارے یہ احسان کا کرنے بیاں
نہیں ہے زباں میں ہمارے تواں

اتا تم نہ یک ان سستی کرو
بہر طور لشکر کے بھرتی کرو

اسی طرح کر عذر خواہی سوں بات
دیئے بہوت اموال ان کے سنگات ۱۰۳۰

گھراں کوں روانہ کئے ان کے تئیں
بشاشت سوں رقصاں ہو یکسر لعین

مکاناں کوں اپنے گئے شادشاد
سوامادی بالاجی بدنہار

دبر جنگ گھانسے میاں کوں بلا
دونوں کو دو خلعت کوں دے بے حیا

روانہ کئے حیدرآباد کوں
گئے دونوں کرتیچ فریاد کوں

غرض مشرکاں گھس کو پونے بھتر
چڑیاں سارہے کھوکے سب بال و پر

سبھی احمدی جیش کے طفلگاں
نپٹ منتظر ہو کھڑے ہیں یہاں

مبادا کریں گر وہ اڑنے کون چاہ
بر آویں گا لڑکوں کا سب مدعا

پکھوٹے و گردن دم وپا وسر
پکڑ کشمکش کرکے با یک دگر

سبھی اعضا اعضا کوں ان کے جدا
کریں گے توں ایسا نکر اے خدا

نصیبوں میں ایک شخص کے انکوں کر
ہوویں تا حلال و غذا خوب تر ۱۰۴۰

نہیں تو یہ ہوتے ہیں مردار سب
وہ لڑکوں کے ہاتوں بہ لہو لعب

سبھی چھوکرے مل عبث رائیگاں
اپس میں اپے جنگ کر ان کا جاں

لیونگے وہ ہوونگے ناحق حرام
مجھے ڈر ہے اس بات کا صبح و شام

اے عزت کہاں تیں کریں گا بیاں
قلم قاصر عاجز ہوئی ہے زباں

اتا ختم کر اِن کا اذکار سب
توں حجام نلّی کا احوال اب

بیاں کر سلاست سے تا سامعاں   ہو دیل شاد و خنداں کہاں و مہاں

باب ۲۵

داستان حجام للّی و بخشی بیگم وغیرہا و کیفیت ملاقات دبر جنگ و گھانسے میاں و جواب سوال ایشاں وغیرہا بہ طریق اجمال نوشتہ شد

کہ اے دوستاں گوش دل سیتی اب   سنو دوسری یہ حکایت عجب
دبر جنگ و گھانسے میاں کے خبر   سنیا جب وو حجام آتے ہیں کر
نپٹ غم سے گدھے پو چڑ کر شتاب   کیا آکے ملنے بایں شان و داب
بھی مغل للّی اور سوراخ جنگ   دگر دیگ جنگ مثل روباہ لنگ
گئے اس کے ہمراہ دو کوس تک   ملے وہ دو سگ سات یہ چار سگ
چلے شہر میں جب وہ چھیوں سگاں   دورستہ کھڑے ہوکے یکسر زبان
لگے طعن اور لعن کرنے کے تیئں   وہ نفریں کوں سگہا سمجھ آفریں
بہوت ہوکہ خورسند و شاداں تمام   خصوصاً و حجام بے ننگ و نام
بہوت خوش دلی سات سب کوں لجا   اپس گھر میں خلوت کوں کر بے حیا
پوچھیا ان دونوں سے کہو اب خبر   سوانح جو گذریا وہاں سربسر
یہ سن کر دبر جنگ و گھانسے میاں   جو کچھ سرگذشت تھا کئے سب بیاں
ہوا سن کے حجام غلّی ملول   کہا میں نے سلطان کے کرکر قبول
کیا ہوتا یہ خوف و ذلّت کوں آج   نہیں دیکھنا اب نہیں کچھ علاج
دیکھو آخر الامر سلطان دین   چلائے گرزو سکہ تا روم و چین
بہ نیزے و شمشیر و تائید رب   کہو تم کروں کیا میں تدبیر اب
یقیں مجکوں ہے بے شک و بے گماں   یہاں آکے سلطان ہمارا مکاں
چھنالے کو کر ہم کوں سارے اسیر   زن و بچہ برنا صغیر و کبیر

مقید کریں گے پٹن کوں لے جا
مجھے خر پو اسوار کر جابجا

پھراویں گے سب سوق و بازار میں
نہ کر کچھ کمی میرے آزار میں

تھیکہہ میں کزکوں چلا سکہ کر
دیکھاویں گے جلدی سوں راہ سفر

بھلا ہے یہاں سیتی ویسا نکل
ہمیں دولت آباد جانا سگل

کہے سن یہ تدبیر پانچوں سگاں
ہو افسردہ خاطر بہ آہ و فغاں

ہے بہتیچ بہتر وہ رائے صواب
سبب کیا یہاں دیکھتے یہ عذاب

رہیں ہم سبھی جان اور بوج کر
اتا کرکے یک لخت زاد سفر

چلے جائیں یہ شہر سیتی شتاب
بچے تا ہمارا سگل آب و تاب

کئے جب اس طرح ترغیب سب
دیا حکم حجام نلّی نے تب

منادی کریں جابجا پھر تمام
کہ اسباب و ناموس ہر خاص و عام

دیویں دولت آباد کو بھیج سب
جریدہ ہو رہویں یہاں سارے اب

باب ۲۶

داستان مشورت کردن حجام نلی با بخشی بیگم و اجازت دادن او راہ برائے جواب و سوال با خواص و عوام وغیرہا بہ طریق اجمال نوشتہ شد

یہ تاکید کرکر شتابی کے سات   گیا بخشی بیگم سوں کرنے کوں بات
کہا اس سے سب مشورت کا بیاں   بھی سارے زنانوں کوں بلا قبلتاں
یک یک سے لگیا پوچھنے سُد گنوا   کہو کیا ہے تدبیر تم نے اتا
مرے میں نہیں ہوش و عقل و حواس   ہوا ہوں میں سب زندگی سے اداس
دیئے بخشی بیگم یہ سن کر جواب   کرو مت تمیں اس قدر اضطراب
وہی مشورت خوب ہے جو کہ تم   کئے ہیں ولیکن نہ کر ہوش گم
اتا بھار جاکر بلا خاص و عام   مچلکہ لئیوان سوں کر یہ کلام
اگر آویں لڑنے کوں سلطان یہاں   تو جلدی سو ں ہم چھوڑدیں یہ مکاں
نکل جاویں گے دولت آباد کوں   تمیں ان سوں مل ہم پو بیدار کوں
نہ کرنا رفاقت کوں دینا تمام   ہمارے ہو رہنا سگل خاص و عام
نہ دینا پکڑ ہم کوں تم ان کے ہات   بھلا اپنا چھنکر ہمارے پو گھات
نہ لانا یہی عہد و پیاں قسم   لئیو وسب سے تا بے شک و بے وہم
سب اموال و اسباب کوں بھیج کر   رہیں ہم جریدہ گھروں کے بھتر
دیا سن کو حجّام نلّی جواب   یہ تدبیر ہے بہت حسن المآب
جو لیکن نہیں مجھ میں تاب و تواں   بلا پوچھوں سب سیتی اب یہ بیاں
رکھو مج کوں معذور تم ہو کفیل   کہہ و مہہ بلا سب کر قال و قیل
یک یک سیتی کہہ عہد و پیاں قسم   لکھا لئیو کرو مجھ پو احسان کرم
کہی بخشی بیگم کہاں مجھ میں تاب   ہزاروں سوں کرنے سوال و جواب

یک یک نے اگر لے دوات و قلم
کریں عہد و پیماں قسم سوں رقم

قیامت تلک نا ہوویں گا تمام
نہیں مجھ سے پاویں گا یہ انتظام

کہا پھر کے حجام نلّی گھگا
بھی فکر و تدبیر تمنے اتا

یہاں ہیں جو عورات حاضر تمام
لجا اپنے ہمراہ ہر خاص و عام

بلا کر کرالیوؤ تم دستخطاں
یک یک نے یک یک سیتی کہہ سب بیاں

یہ سن بخشی بیگم شتابی کے ساتھ
سبھی عورتاں کو لے اپنے سنگات

چلے دستخطاں کے کرانے بدل
بلا بھیج ارکان دولت سگل

بندھا چو طرف پردے خلوت کو کر
ہر ایک جا میں یک بیٹھ کر سیم بر

دیئے کھول دفتر کو اپنے شتاب
لئے اس میں یک فرد کر انتخاب

نپٹ ناز و غمزے سیتی بیٹھ سب
لگے دستخطاں کو کرا نے کوں تب

ایک ایک لے بلا کر ایک ایک کوں شتاب
لئے عہد و پیماں قسم بے حساب

ہر ایک نے قسم کھا قلم اور دوات
ڈوبا کر لگیا لکھنے الفت کے سات

ہر ایک فرد پر دستخطاں کے ہزار
ہوئے بے حد و بے حساب و شمار

خصوصاً بہوت جہد و کد کے سنگات
شفقت سے کر بخشی بیگم نے بات

ہر ایک کے قلم سوں کرانے رقم
رکھے روبرو فرد بیاید لا از کرم

لے اس کے قدمہا کوں ارکان سب
کئے عہد و پیماں قسم سات تب

کرا دستخطاں کوں بخط جلی
ادکہہ ناز غمزے سوں وہ چلبلی

دیئے سب کوں رخصت بہ صد التفات
چلے لے سب عورات اپنے سنگات

سبھوں نے لے اقرار دستخط سگل
حجام نلّی کے بتانے بدل

گئے اس کے ہمراہ خورسند و شاد
وہ دیوس فاجر سگے بدنہار

پلنگ کے اوپر او ندھا منہ اپنا بھا
پڑیا تھا خجالت سے سدھ کوں گنوا

سبھی فردہا دستخطے اس کے تیئں
دیکھائے مسرت سے اٹھ کر لعین

کہا سب کے تیئں آفریں مرحبا
عجب تم نے رکھتے ہیں عقل رسا

بھی رکھ بخشی بیگم کے پاواں پو ہات
بہوت عذر خواہی کیا توں اس کے سات

لگیا کہنے کر عاجزی وہ پلید
میری عقل کی توں ہے بے شک کلید

کفیل مہمات میری تمام
توں رہنا اسی طرح ہر صبح و شام

اجازت دیا تج کوں میں سربسر
میرے سر سوں کر کم تو یہ درد سر

میرے میں رہا نیں ہے کچھ عقل و ہوش
ہوا ہے فراموش سب تاب و توش

کرم سے ہر ایک کام میں ہو دخیل
کیا کر سبکوں سات توں قال و قیل

یہی کہہ لجاجت سماجت کے سات
کیا اس کو تفویض سب معاملات

بھی جا بھار ارکان دولت بلا
دے انعام و اکرام سب سے کہا

تمہارا جو کچھ ہوئے سوال و جواب
کرو بخشی بیگم سے تا کامیاب

ہوویں گے تمیں جلد بے شک و ریب
کرو مت کسی بات کا تم نہ عیب

بجا لاکے آداب یہ سن تمام
کہہ و مہہ وبرنا سگل خاص و عام

کہے تھے ہمارا یہی مدعا
اتا جلد ہوویں گے حاجت روا

مہمات کے جب وہ ہوویں کفیل
کسی کام میں بھی نہ ہووینگا ڈھیل

سبھی کام ورنہ زحد بے حساب
تغافل سوں حضرت کے ہوتا خراب

یہ کہہ کر ہو رخصت سبھی خاص و عام
رکھے بخشی بیگم کے سنگات کام

غرض شہر میں سب ڈھنڈورا پھرا
سب اسباب و امتاع واموالہا

روانہ کئے دولت آباد کوں
کہہ ومہہ نے کر آہ و فریاد کوں

جریدہ ہو سب تبھی پا در رکاب
نپٹ خوف سے کھو سگل ہوش و تاب

باب ۲۷

داستان رفتن حجام نلّی برائے ملاقات مرشد خود و جواب وسوال ایشاں و پرسیدن علت سواری خر از وُے آں صاحبِ کمال بر سبیل اجمال نوشتہ شد

حجام نلّی ایک دن خر پو چڑ   گیا اپنے مرشد کنے سربسر

کھڑا ہو ادب سوں بجا لا سلام   کیا عرض احوال ان سوں تمام

کہا باطنی کرکے تائید آج   میرے درد دل کا کرو تم علاج

دو جگ میں مجھے فضل حضرت سوا   نہیں ہے کسی کا ذرا آسرا

یہ باتاں کو سب سن وہ صاحب کمال   دیئے اس وضع سوں جوابِ سوال

توں مرتد ہے تائید کرنا تجھے   روا نئیں کسی وقت پر ہے مجھے

خصوص ان کے باری وہ سلطان دیں   کمر تج سوں باندے ہیں از خشم وکیں

سگل سات لے اپنے اسلامیاں   ابھی تو ہیں آگے آیہ مکاں

چھنا تج سوں لیویں گے بے شک و ریب   جو کچھ میں کہا ہوں وہ ہے حکم غیب

بھی پوچھے وہ چھوڑ گھوڑے و فیل   توں گدھے پو چڑتا سو کیا ہے دلیل

رت و پالکی کی سواری کوں چھوڑ   سرشتہ حیا کا سٹیا کیوں تو توڑ

سبب اس کا مجھ سوں بیاں کر اتّا   بہت مجھ کوں حیرت ہے اس بات کا

کہا سن کو حجام نلّی ہو زار   سواری خر میں منافع ہیں چار

نخس تیئں ہے یہ نفع میں نے کبھی   فرائض وجوبات و سنت سبھی

کیا نئیں بجز ارتکاب گناہ   لے از بدی فطرت الااعلان آہ

ہوئی عمر آخر بہ لہو ولعب   ہوا خوف پیدا میرے دل میں تب

دیکھیا خوب تجویز کر دل کے سات   نماز اور روزہ و حج و زکوات

بہت سخت مشکل ہے مجھ میں کہاں   ادا یا قضا کرنے تاب و تواں

مگر ہے سواری خر نیک کام ہے مسنون عیسیٰ علیہ السلام
کہا دل نے یہ کا م ہے خوب تر ہے آسان سب سے سواری خر
فرائض وجوبات و سنت تمام کیا ترک میں دل سوں سن یہ کلام
سواری خر کوں کیا اختیار ثواباں ہیں اس کے زحد شمار
مسیحا قیامت میں ہوکر شفیع بہشت میں دلاویں گے قصر رفیع
عوض سب عبادات کا میں اس سے کر ہوں مشغول طاعت میں شام وسحر
دویم نفع یہ ہے کہ نصرانیاں دیویں گے رفاقت مجھے بے گماں
میں جب سنت عیسوی کوں ادا کیا صدق دل سیتی سن جابجا
نصاریٰ لکھے تہنیت کے خطوط تمہارا ستارا نکل از ہبوط
شرف کے گیا برج اوپر نظر دونوں جگ میں تم کوں نہیں اب خطر
مبارک تمہارے پو ہووے مدام یہی سنت عیسوی صبح و شام
لڑائی کوں آوے اگر اسلامیاں ہم حاضر ہیں تم سات دینے کوں جاں
ہے مذہب کوں ہمناکوں بہوتیچ پاس رہو شاد دل کوں کرو مت اداس
میں امید پر انکی بیٹھا ہوں اب ابھی لک کمک نئ کیئے سو سبب
نہیں مجکوں معلوم ہوتا ذرا میرے سوں تو اب تک ہوئی نئیں خطا
بہوت سے خطاں لکھ قسم ہا کے سات روانہ کیا ہو ں دے قاصد کے ہات
یقین مجھکو ہے بے شک و بے گماں میری آ کمک کوں اودیویں گے جاں
سیوم یہ نفع ہے کہ بیم ضرر سواری خر میں نہیں بیشتر
ہے بھوتیچ چھوٹا و خوشتر خرام سبک اور خوش شکل اور تیز گام
مطیع و گراں بار و کم وخور ہے سبھی چارپایاں سوں کمزور ہے
اگر کوئی بے زین و تنگ و لگام رکھے اپنے اس پر اپنے اٹھا کر دوگام
چلے جاوے بے خوف و بیم و خطر جہاں من منگے وہاں برون ضرر
سواریء گاؤ شتر اسپ و فیل ہے پُر محنت و رنج و راحت قلیل

بدستور کارے درت بے گماں   یہ سارے سواریاں میں ہے خوف جان
خصوصاً مجھے ہول دل کے سبب   نہیں یہ سواریاں کا تاب و تعب
اگرچہ ہے آرام ڈر نا لگے   میانہ و ڈولی دگر پالکی
ولیکن کہاں ان میں ہے وہ ثواب   اسی واسطے اس کوں میں انتخاب
کیا ہوں کہ تا ہم ثواب داماں   میسر ہوئے حج کوں بے بیم و جاں
چہارم یہ ہے نفع سلطان یہاں   اگر آ کر چھین لیں گے مکاں
مقید مجھے کر چڑھا خر اوپر   پٹن کوں لے جاویں گے دے صد ضرر
بھی شہر و کوچہ و بازار سب   پھراویں گے دے عقوبت تعب
تو اس وقت پر دیکھ ہر خاص و عام   کہیں گے وہ خود ہر ایک صبح و شام
کیا تھا سواری خر اختیار   سگاں کوں خصی کرنے ہر ٹھار ٹھار
وہ پھرتا اتھا خود سوق و بازار سب   نہیں اس کوں اس بات کا عیب اب
جو باالقوہ بات تھی بات بالفضل جان   کیا آپ اقدام جلدی پچھان
کیا آکے تدبیر سب کام کا   ہوئے نئیں تک آغاز انجام کا
بہت دور بینی سوں اندیشہ کر   سمجھتا تھا عیب ہا کوں ہنر
میری ہوشیاری پو ناکر کوئی سخن   رکھیں گے یہی بس ہے مجھ کوں بچن
یہ کہہ کر لگیا رونے پھر زار زار   پڑیا ان کے قدماں اوپر آہ مار

باب ۲۸

داستان جواب دادن آں صاحب کمال بھر چہار سخن او ازکمال طیش وغضب ورفتن ایشاں بسمت صحرا بہ طریق اجمال نوشتہ شد

سخن اس کے سن وہ عالی جناب — دیئے چاروں باتاں کا اس کوں جواب
ہے اول سخن یہ سواری خر — کیا فرض تو نے جو اپنے اوپر
رکھ امید کو تابروز قیام — چھڑاویں گے عیسیٰ علیہ السلام
غلط ہے دے شیطان اغوا تجھے — کیا دین و دنیا میں رسوا تجھے
ثواب سواری خر اے لعین — کتب میں نصاریٰ کے بھی ہے نہیں
ولو بالفرض ہوئے مرقوم کر — تو احکام فرقانی سب چھوڑ کر
کتب ہائے منسوخ اوپر عمل — مسلمان ہو اے مرتد پرجِیّل
سبب کیا جو کرتا ہے ہر صبح و شام — خدا کی ہوی لعنت تیری پر مدام
دویم جو کہا تو نے نصرانیاں — ہوئے سب نے یہ سن بہت شادماں
خطاں تہنیت کے لکھے مجھ کے تیئں — بہ تعریف و توصیف سب مرتدین۱۲۰۰
بھی امید مج کو زحد بے شمار — کریں گے کمک کوں بہ ہنگام کار
ہے یہ بات سب وہم و شک و گماں — کہاں ان میں باقی ہے تاب و تواں
کمک کوں کریں گے تیری آ وہ سب — گوارا کر اپنے پو رنج و تعب
کئے ہیں جو سلطان ان سوں جدل — ہیں حیران و نالاں پریشاں سگل
ہے مشکل جناور کوں اپنے سنبھال — رہنا ان کوں تونے عبث یہ خیال
کیا ہے نہیں تجکوں معلوم کیا — جو گذریا انو پر سگل ماجرا
ہے سیوم سخن کا تیری یہ جواب — سواری خر میں نئیں رنج و تعب
ہے دوسرے سواریاں میں بیم و زیاں — نہیں مجھ میں باقی ہے تاب و تواں

کہ یہ بات ہے بے شک وظن و ریب سبھی مکر و تدبیر و فن و فریب
توں کیوں صاف نہیں کہتا اے بے حیا تیری ماں نے خر سوں کئے جو خطا
تھے دیویں اسی واسطے اس کو خر پسند طبیعت تھا شام و سحر
گیا نطفہ اس کا رحم بیچ جب ہوا تو نے پیدا یہی ہے سبب
ہر ایک شے رجوع اصل پر اپنی کر دیکھاتا ہے انکھوں میں اس کے ہنر
وگر نہ و سارے سواریاں کے تیئں نہیں چھوڑتا ہے توں ہے مجھ کو یقیں
سواری فیل و اسپاں مدام زن و طفلگاں کرتے ہیں چڑ تمام
بجز تیرے نئیں کس کوں ہے خوف و بیم اتا غور سے دیکھ توں اے لئیم
چہارم سخن ہے تیرا سب بجا ولیکن بہوت کام باقی رہا
سواری خر سیتی معذور سب رکھیں گے تیرا جان لہو لعب
دونوں کاناں اور ناک تیری کٹا پھراویں گے جو سوق و بازارہا
تھیکے میں تیرے چلا کرکے سیخ بھی سکہ کا ماریں گے اس بیچ میخ
پٹے کھنچوا سر پو تیرے شتاب اگر اس طرح سے لیویں آب و تاب
تب اس وقت پر طفل و پیر و جواں تجھے دیکھ ہوویں گے خندہ زناں
بہت لعن اور طعن کر بے شمار رکھیں گے یہی حرف اے ناپکار
یہ سب بات کوں کر لے آتا بجا فراست میں تیرے نہ تھا کچھ خطا
اسی طرح آطیش میں بے حساب کئے اس کے اوپر عتاب و خطاب
گئے بعد ازاں اٹھ شتابی کے سات بیاباں طرف او حمید صفات
حجام علّی ہوکے مایوس و خوار خجالت سوں روتا چلیا زارزار
گیا جب وہ گھر میں بآہ و فغاں کہا بخشی بیگم سوں سارا بیاں
کہا سن جو تقدیر میں ہے سوسب ہوویگا نہیں جائے تدبیر اب
کرو مت تمیں اپنا خاطر اداس بہوت ہے نصاریٰ کی ہمنا کوں آس
نہ کر اس قدر تم نے اب جاہلی مفرح و یاقوتِ یاعلی

ہمیشہ تناول کرو صبح و شام
کہ تا ہوئے خفقان زایل تمام

رکھو مت تم اپنے کوں اتنا خفا
کرو دل کوں خوش نقلیوں کو بلا

تشفی بہت سا اسی طور کر
منائی اسے وہ زن پُر ہنر

تب حجام علّی نے ہشیار ہو
بلا نقلیوں کوں کہا کچھ کہو

کہ تا ہووے خاطر پو فرحت ذرا
یک یک ہول دل سیتی پاؤں شفا

یہ سن کر بجا لائے تسلیم سب
لگے کسب اپنا بتانے کوں تب

بدل بھیس کے کئی طرح کے تمام
لے آئے اتھے نقل ہر خاص و عام

ہو حجام علّی بہوت فرحناک
رہا چندے بے حزن و باک

باب ۲۹

داستان نقل کردن نقلیہ خودرا مثل حجّام علّی نمود و دیگراں سوں بہ شکل اہل کاران او کردہا دست و پائے حجّام علّی بہ طوق و زنجیر بستند

فلک کے تئیں اتنا بھی خوش نئیں لگیا   یہی تدبیر خفت میں اس کے پڑیا
اتھا نقلیہ یک اسی شہر میں   نہ تھا کوئی ہمسر اس دہر میں
نظام الملک کا تھا او بڑا   بہ شکل و شمائل غوص خان سا
بہ تدبیر کامل بہ فن و فریب   اتھا مثل ابلیس لا شک و ریب
سنیا جب کے اس بے حیا کی خبر   ہے عشرت سوں مشغول شام و سحر
سبھی کار ملکی و مالی سوں ہات   اٹھایا ہے سن بخشی بیگم کے ہات
بخلوت و جلوت نہاں آشکار   سب ارکان دولت سوں ہو یار غار
بہوت مصلحت کر کو باندر نمن   نچا تے ہیں اس کوں بہر مکر و فن
زنانے سن مشورت زن کی سب   ہے مشغول لہو لعب روز و شب
سبھی اہل کاراں کا اب مدعا   یہی ہے کہ اس کوں پکڑے گناہ
دیویں باند مشکیاں بہ سلطان دیں   یہاں جبکہ آویں گے جو پائے کیں
کہا مجھ پو واجب ہے پاس نمک   اتا جاؤں اس تک نہ کر بیم و شک
بہر طور کر نقل و افکار اب   کروں خواب غفلت سوں ہوشیار اب
یہ تجویز کر کر گیا جلد تر   حجام علّی کو کرایا خبر
کہ یک نقلیہ بہوت صاحب کمال   ہے حاضر دربار گہہ پر اتال
اگر حکم ہوئے تو لاویں بلا   کہا سن مسرت سوں او بے حیا
بلا لاؤ جلدی سوں اس کوں یہاں   کرے تا کمال اپنے سارے عیاں
گیا روبرو جب دعا و ثناء   بہت سی فصاحت سے کرکر ادا

عجائب غرائب بفکر لطیف　　کیا نقلہائے وضیع و شریف
ہوا دنگ حجام آئینہ ساں　　دیا کھو سبھی ہوش و تاب و تواں
بہت ہو کہ خورسند و فرسند و شاد　　سبھوں سے دے انعام اس کوں زیاد
مخاطب ہو اس سے کہا بے حیا　　اسی طرح سوں تو نے صبح و مسا
کیا نقلہا کر لطافت کے سات　　کہ تا ہولِ دل سوں میں پاؤں نجات
یہ سن کر نقلیہ نے فرح ناک ہو　　لگیا نقل کرنے کوں بے باک ہو
بہر طور کر کے ہنر روز و شب　　دل اسکا لیا ہاتھ میں اپنے تب
کہا ایک دن حکم ہووے اگر　　کروں نقل حضرت بصد زیب و فر
بشرطیکہ زیور و اسباب سب　　بھی پوشاک اور مسند خاص سب
دلانا مجھے اور سارے امیر　　لباس ہائے پُر قیمت و بے نظیر
میرے سب رفیقاں کوں دیویں شتاب　　منگا کر کہ تا پین با آب و تاب
کروں نقل برجستہ و خوش نما　　بآئیں بہر بہوت دل کشا
یہ سنتیچ حجّام بے ننگ و ہوش　　جواہر و پوشاک و مسند و فرش
جو کچھ وہ کہا سو دیا سب منگا　　بھی سب اہل کاراں نے یکیک جدا
کرا فرش مسند بچھا اس اوپر　　جواہر و پو شاک سب پین کر
بعینہ بنا ڈول حجام کا　　اپے بیٹھ مسند پو تکیہ لگا
کہا سب رفیقاں کو تم جلد جاؤ　　جو کچھ میں کہا ہوں سو وہ بھیس لاؤ
گئے سب شتابی سوں نا کر درنگ　　ہو سوراخ جنگ ایک و یک دیگ جنگ
دبر جنگ یک نے بنیا اور شال　　ہور یک نے گھانسے میان کی مثال
بھی مغل للے یک دیک کر بہ جنگ　　اسی طرح ہر ایک نے با آب و رنگ
بنا ڈول ارکان دولت تمام　　کیئے آ ادب سیتی اس کوں سلام
بہ حفظ مراتب وہاں بیٹھ سب　　لگے عرض معروض کرنے کوں تب
کیتے فرد ہائے جواب و سوال　　کھڑے رہے لے ہاتاں میں بے قیل وقال

کیتے بن کے ہرکارے اخبارہا   لگے کہنے بند ہات سر کوں نوا
کیتوں نے بدل بھیس ہو چوبدار   سلام اور مجرا دلاویں پکار
حجام علّی اور سارے حمار   تماشے کوں یہ دیکھ بے اختیار
بشاشت میں آکر یک یک نے جدا   کہیں آفریں مرحبا حبّذا
اسی عیش و فرحت میں تھے ناگہاں   دو ہرکارے ماہر سوں آئے دواں
ہو ترساں و لرزاں و نالاں و زار   کہے اس کے نزدیک جا آہ مار
کہ دو کوس پر آکو سلطان دیں   دئے تار بند سچ ڈیروں کے تیئں
یہ سنتیچ ہو گھابرا سربسر   کھڑے ہو کے مسند اوپر جلد تر
مخاطب ہو سب سات پوچھیا اتا   کہو کیا ہے تدبیر اس بات کا
کسی بھی اس کوں نہ دے کر جواب   دونوں ہات پاواں میں اس کے شتاب
کئے طوق و زنجیر و بے قیل و قال   دے دشنامہا کوں بہ طیش کمال
اگرچہ بہوت وہ گھگانے لگا   نپٹ عاجزی سوں منانے لگا
نہ دیکھیا کسی نے بھی اس کے کدہن   نہ کرتا تھا کوئی بات غیر از لعن
سبھی اہل مجلس نے دیکھیا یہ حال   مسرت بسر ہو قرین ملال
خجالت سوں بیٹھے اتھے سرنوا   ہو حیرت زدہ نقش تصویر سا
حجام علّی نے گنوا آب و تاب   دلا ان کوں انعام اٹھ کر شتاب
گیا گھر میں محزوں بہ آہ و فغاں   نپٹ ہول دل سیتی کھو سب تواں
مصیبت میں اول سوں تھا مبتلا   بھی اس پر علاوہ ہوئی یہ بلا
کتا تھا کروں کیا تبھی اب علاج   فضیحت کیا نقلیہ مجکوں آج
ہوا داغ پر داغ اور غم پو غم   نمک بر جراحت الم در الم
مرض ہول دل کا اودہانیا زیاد   ہوا مجھ پو ہر لحظہ یوم التناد
اسی طرح روتا سر پیٹتا   وہ کہتے ہوئے کیا میری سوں خطا

باب ۳۰

داستان خبر یافتن نصاریٰ از فتح سلطان و ہزیمت مشرکاں و ہوا خوردن ایشاں و جواب و سوال کرستان ناظم ارکاٹ با نصاریٰ بہ طریق اجمال نوشتہ شد

یہ اخبار سن کو اہل فرنگ　　بنا در میں تصویر سا ہو کے دنگ
رہے کھو کے عقل و تاب و تواں　　خصوصاً کرستان از خوف و جاں
اچھلنے لگیا مثل مینڈک بچک　　ہلے اپنی داڑھی تو کودے چمک
سبھی اہل کمپل (کمپنی) کے پاس جا　　کہو مشورت تم کو کیا سوجھتا
اتا ہم پو باندھے کے سلطان کمر　　کرو کچھ بھی تدبیر و فکر و ہنر
وگر نہ یہ ملک و بنادر تمام　　ہمارے سوں لیتے ہیں چھین لا کلام
خبر مختلف میں نے سنتا ہوں اب　　کہ بنگلور پر فوج ہو جمع سب
سگل کر کے اسباب پر خاش و کیں　　نپٹ منتظر ہیں کہ سلطان دیں
جب آویں گے کر ملک کا بندوبست　　تب ہمنا کوں دیویں گے آ کر شکست
بھلا ہے در تم آپ اقدام کر　　بندہیں ان پو جلد لڑنے کمر
سبھی گھات ناکیوں کوں کر استوار　　رہیں خواب غفلت سوں ہو ہو ہشیار
نہیں تو یہ سب ملک زیر و زبر　　اتا آ کو کرتے ہیں بار دگر
یہ افواہیں سن سن رعایا تمام　　پریشان و حیران ہو صبح و شام
فراری ہوجاتی ہیں بلکہ اتا　　نکل گئے ہیں دہشت سوں اب جا بجا
زراعت کے تیئں چھوڑ از ترس جان　　چھپے ہیں بنادر میں جا بے گماں
جو کچھ میں سنیا تھا کیا آشکار　　تمہارے ہے اب ہات میں اختیار
کرو جنگ یا ہو کے رانڈاں نمن　　یہاں بیٹھو کر ہیچ تدبیر و فن
دیئے اہل کمپل (کمپنی) اس کوں جواب　　سبب کیا جو سلطان ہم پر عتاب

کریں گے کئے نئیں ہمیں کچھ خطا   جو پاویں گے اس بات کا اب سزا
اگر کرنے ہم عہد و پیماں نقص   کراتے اسی طرح سوں ہم کوں رقص
تیری ہم نے تدبیر سنتے تو آج   ہووے ہوتے سب بات سوں لاعلاج
لکھیوں پر زنانوں کے ہم نے دغا   نہ پائے اگرچہ توں اغواء دیا
تیری بات سابق میں سن کر خراب   ہوئے اب تلک نئیں ہمارے میں تاب
تو چہتا ہے بھی بہر مکر و فن   خراب ہم کوں کرنے اے خوار زن
توں ہے نسل ابلیس لا شک و ریب   بہر طور اس طرح فن و فریب
ہمارے تئیں دیتا ہے ہر صبح و شام   تیرے پر ہوئے لعنت خدا کی مدام
بھلا جبکہ آویں گے سلطان چل   یہاں کرکے ہم سات جنگ و جدل
تب اس وقت پر تیرے مشکیاں بندھا   تجھے ہم نے دیویں گے ان کو لے جا
سبھی ملک و مال و بنادر تمام   ہمیں ان کے کر نذر ہوکر غلام
رہیں گے شب و روز بند کرکمر   بہ خدمت گذاری بہ حسب الا مر
یہ سن کر کرستان ہو منفعل   گیا اٹھ شتابی سوں گھر کوں خجل
رہا آہ و زاری میں ہر روز و شب   نپٹ ہول دل سوں جوں کلب الکلب
بہ ہندو بہ سندھ بہ روم و چیں   بہ ایران و توران و خاور زمیں
خراساں و بلخ و کابل دیار   صفاہان و بابل حبش زنگبار
بہ شام و دمشق و خطا و ختن   بہ مسقط و بغداد و ملک یمن
مدینہ نجف مکہ و ہردیار   ہوئے چو طرف یہ خبر اشتہار
بہ مشرق و مغرب و جنوب و شمال   کسی پر تھے فرحت کسی پر ملال
یہ اضراب سلطانی سن ہر کہیں   مسلمان خوش حزیں مشرکیں

باب ۳۱

داستان داخل شدن بہ دارالسلطنت پٹن بہ فتح وظفر بعد مسلمان کردن مشرکان کنچن کد (گڈھ) درخوں بہاے عبدالکریم عملدار آنجا بہ طریق اجمال نوشتہ شد

پس القصہ سلطان بہ فتح و ظفر زفضل جہاں داور و دادگر
گئے جب سکل مشرکیں پا شکست وہاں کے قلعہ ہا کا کر بندو بست
سبھی ملک دے قول آباد کر اوتر تنگ بھدرا بصد داب و فر
پٹن کو کئے قصد جانے کے تیئں نپٹ ہو فرح ناک سلطان دیں
یکا یک خبر ہوئی در اثنا راہ کنچن کد (گڈھ) کے سب لوگ مل بے گناہ
وہاں کا عملدار عبد الکریم اتھا جو اسے آگ میں بھا لئیم
جلائے نہ کر خوف و دہشت ذرا بہت دے کے خفت و آزارہا
دیا کار حضرت پو وہ اپنا جان گیا سیر کرنے کوں باغ جناں
یہ سنتیچ سلطان غضب بیچ آ سپہدار سید کوں جلدی بلا
کئے حکم اب تم یہاں سے شتاب شب و روز چھوڑ آرام و خواب
کنچن کد (گڈھ) تلک جاؤ نا کر درنگ وہاں کے سگل مشرکاں کو بہ جنگ
لے آؤ کہہ مہہ و برنا و پیر زن و بچہ سب کوں کرکر اسیر
روانہ کرو جلد تر در حضور کرو مت تم اس کام میں کچھ قصور
سپہدار سید نے تسلیم کر بہ حسب الحکم فوج لے جلد تر
کنچن کد (گڈھ) کو جا کر صغیر و کبیر زن و مرد و برنا کئے سب اسیر
دیکھے جب اسیراں کا سارے شمار زیادہ ہوئے بیست پر دوہزار
معہ مال و اسباب لے سب کوں سات کئے کوچ پر کوچ دن اور رات
جب لشکر میں آئے شتابی سوں جا کئے عرض سلطان سوں سب ماجرا

کہے سن یہ سارے لعیناں کے تئیں　　سٹوں مار کوئی مج کوں عاشق نہیں
ہیں سب واجب القتل بے قیل و قال　　کئے خون ناحق یہ اہل ضلال
جلائے مسلمان کوں انگار میں　　روا نئیں ہے تعطیل اس کار میں
شریعت کے رو سیتی جائز ہے اب　　کروں اس کا بدلا میں ان سات سب
ولیکن میں سر مہر و لطف و عمیم　　معاف اب کیا خون عبد الکریم
بھلا نور دین ان پو کر آشکار　　مسلماں کرو تا ہوویں رستگار
یہ سب گمرہاں کوں ہدایت کی راہ　　دکھاؤں وہ سب بخشش جرم و گناہ
بدی کا مکافات نیکی کے سات　　اتا کر دونوں جگ میں دیوؤں نجات
یہ کہہ کر اماں جان کا ان کوں دئے　　مسلمان یک لخت سب کوں کئے
ہوئے نار دوزخ سوں آزاد سب　　روانہ کئے منظر آباد(سکلیش پور)سب
وہاں سوں کئے کوچ شاہ جہاں　　اپس بخت و طالع پو ہو شادماں
سگل ملک کو دیکھتے اور حصار　　بھی آہو و شیراں کا کرتے شکار
ہوئے داخل شہر پٹن شتاب　　بصد شان و شوکت بصد آب و تاب
اے عزّت اتا کر ختم یہ کلام　　رکھ اضراب سلطانی توں اس کا نام
جو کوئی سنے گا سو پا وے گا حظ　　حزیناں کے خاطر پو لاویں گے حِظ
کہ جب حکم اشرف نے پایا نفاذ　　کہا توں یہ نامہ بصد التزاد
اتھا یہ سخن بے حد بے حساب　　ہزاراں سے یک بیت کر انتخاب
لکھیا تونے کر مختصر یہ بیاں　　وگر نہ بہوت طول تھا داستاں
کیا مختصر سو اتا کچھ ہوا　　اگر سب وہ کہتا نہ جانوں میں کیا
ہوا ہوتا اطول مطول مثل　　نہ رہتا کسی سامعاں بیچ حل
باارواح پاک امامان چار　　بہ پیران پیر و دگر چار یار
معہ خاک اسد میاں وہ کسان　　کہ جن کوں نہیں خوف از دو جہاں
مبشر ہیں بے شک زباغ ارم　　یہ سب بزرگاں کی ہے مجھ کوں قسم

جو کچھ میں لکھیا ہوں سو بے اختلاف   ہے سب سچ ، نہیں اس میں بوئے خلاف

جو کوئی سخنہا کوں جانے دروغ   نہیں اس میں ہے نور دین کا فروغ

سخن سب ہے روشن تر از آفتاب   ہے خناس منکر ،نہیں اس میں تاب

جو دیکھے نجھا کر بہ عین طرب   بھی سمجھے یہ کذب لہو و لعب

تو اب رہا دعا بیچ ہر صبح و شام   بہ جز اس کے دوسرا نہیں تجھ کوں کام

الٰہی ہے جب لگ مہہ و آفتاب   یوں ہی رکھ توں سلطان کوں بہ آب وتاب

مظفر و منصور بر مشرکیں   بہ حشمت و اعزاز تا روز دیں ۱۳۸۸

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
۱	ریاست میسور میں اردو	ڈاکٹر آمنہ خاتون
۲	ریاست میسور میں اردو کی نشو ونما	ڈاکٹر حبیب انساء بیگم
۳	ریاست میسور میں اردو مثنوی کا ارتقاء (مخطوطہ)	ڈاکٹر فہمیدہ بیگم
۴	میسوری اردو اور نے	ڈاکٹر فہمیدہ بیگم
۵	فکر و ادب (مثنوی نمبر)	ڈاکٹر فہمیدہ بیگم
۶	سلطنت خداداد	محمود بنگلوری
۷	ادبیات میسور	میر محمود حسین
۸	میسور میں اردو	محمد سعید عبدالخالق
۹	وضاحتی فہرست کتب خانہء سالار جنگ حیدرآباد	نصیرالدین ہاشمی
۱۰	وضاحتی فہرست کتب خانہء آصفیہ حیدرآباد	نصیرالدین ہاشمی
۱۱	یوروپ میں دکھنی مخطوطات	نصیرالدین ہاشمی
۱۲	مخطوطہ 'اضراب سلطانی' مملوکہ سالار جنگ میوزیم	(کتب خانہ) حیدرآباد

کتاب الرائے

ڈاکٹر محمد صبغتہ اللہ کی مرتب کردہ یہ کتاب ''اضراب سلطانی'' کسی بھی طرح تنقید وتبصرے سے بالاتر ہے کیونکہ اس کو ملک الشعراء حضرت حسن علی عزتؔ نے مجاہد اعظم ،شہید وطن حضرت فتح علی ٹیپو سلطان کی ایماء وامر پر لکھا ہے جس میں ملک الشعراء حسن علی عزتؔ نے اس مثنوی میں ایک عادل و مدبّر اور شہ سوار و سالار لشکر حضرت ٹیپو سلطان کی مختلف معرکہ آرائیوں میں فتوحات کی منظر کشی کی ہے۔مثنوی میں جا بجا مدح سرائی بہ ظاہر تو چیستاں معلوم ہوتی ہے۔مگر درحقیقت یہ مبالغہ آرائی بھی واقعات وحقائق کی صحیح عکاسی سے کم تر ہیں۔حضرت عالی پناہ سلطان کی اوران کے لشکر کی سرفروشانہ ،دلیرانہ اور اولوالعزمانہ کارنامے اس مثنوی میں نظم کردہ منظر نگاری سے کہیں زیادہ ہزار درجہ بڑھ کر ہیں۔حضرت ٹیپو سلطان اور لشکر مجاہدین کی اور دشمنان ملک انگریزوں اور منافقان وطن نواب حیدر آباد اور مرہٹوں کی مثال ''شیر اور گیدڑ'' کی ہے۔گیدڑ بھپکیاں ،مکاریاں اور دھوکہ بازیاں تو دے سکتا ہے،کارنامے وہ انجام نہیں دے سکتا،مقدر کی بات ہے کہ گیدڑ بھی کبھی پہلوان ہوجاتا ہے۔

ملک اشعراء حسن علی عزتؔ تمام ہندوستانیوں خاص طور سے مسلمانوں کی طرف سے صد ہزار دعاؤں اور مبارکبادیوں کے حق دار ہیں کہ خلافت نما سلطنت خداداد کے اس مبارک دور کی آزادئ وطن کے لئے ہوئیں جانبازیوں ،فداکاریوں اور سرفروشیوں کی انہوں نے واقعہ نگاری کی ہے۔تاریخی واقعات کوانہوں نے ردیف قافیہ کا التزام کرتے ہوئے رزمیہ اسلوب میں شاعرانہ آفرینی کے ساتھ اس وقت کی مروجہ دکھنی اردو میں آسان سلیس پیرایہ میں مسلسل رواں بیان کیا ہے۔

اس مثنوی کو پڑھتے وقت رفاعی فقیر کے دو تاثرات تھے۔ایک انہوں نے حالات کی تصویر کشی اور واقعات کی منظر کشی اس طرح فرمائی ہے کہ یہ سب آنکھوں دیکھے لگتے ہیں۔دوسرا ایک حال وجدانی ،طرب وشادمانی کے ساتھ جہادی ولولہ انگیز کیفیات ،قلب وروح پر طاری ہوتے ہیں۔

مرتب کتاب عالی جناب ڈاکٹر محمد صبغتہ اللہ صاحب بھارت کے مسلم وغیر مسلم تمام باشندگان کی طرف سے مبارکبادی کے مستحق ہیں کہ گوشہءگمنامی میں پڑی اس نایاب قیمتی کتاب کی ترتیب واشاعت کا بیڑہ اٹھایا۔محترم

مرتب کے استاد عالی مقام میر محمود حسین نے ایک مکتوب گرامی اپنے شاگرد رشید کو مخاطب کر کے صحیح لکھا ہے کہ ''اضراب سلطانی'' یہ آپکا ایک اور کارنامہ ہے مبارک ہو ہزار بار مبارک''۔اس کتاب پر پیش لفظ لکھتے ہوئے عالی جناب ابوتراب خطائی ضامنؔ نے بھی بالکل صحیح لکھا ہے کہ۔''ڈاکٹر محمد صبغتہ اللہ نے ایک عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے ۔'' محترم مرتب نے اس عظیم کتاب پر ایک طویل معلوماتی مقدمہ لکھا ہے جو صوری و معنوی، علمی و ادبی، ہر دو اعتبار سے بہت ہی قیمتی ہے۔اللہ تعالیٰ انکے علم میں استعداد و صلاحیت میں خوب برکت و اضافہ فرمائے۔

یہ معلوم کر کے بے انتہا مسرت ہوئی کہ کرناٹک اردو اکادمی بنگلور نے محترم مرتب کی کاوشوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس عظیم کتاب کو(۹۱۔۱۹۹۰) کا ایوارڈ عطا کیا۔

لیکن اصل قدردانی یہ کہ ہر مسلم اور غیر مسلم ہندوستانی، نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر اس روح پرور کتاب کو پڑھے تا کہ دشمنوں اور منافقوں سے وطن عزیز کی حفاظت کے لئے جانبازانہ و سرفروشانہ عزائم و جذبات کو اپنوں سینوں میں وہ معمور و موجزن کر کے ہمیشہ سینہ سپر و کمر بستہ رہنے کا سبق پائے۔

نوٹ:۔یہ تبصرہ روزنامہ 'سالار' بنگلور مورخہ ۹۳۔۴۔۱۷ اور 'ہماری زبان' نئی دلّی مورخہ ۸ مئی ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔(مبصر:۔شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی دامت برکاتہم)

مقتدرہ قومی زبان ڈاکٹر جمیل جالبی

صدر نشین اسلام آباد پاکستان

محترمی صبغتہ اللہ صاحب

اسلام علیکم

''فتح نامہ ٹیپو سلطان/اضراب سلطانی'' کا نسخہ موصول ہوا، جس کے لئے شکر گذار ہوں اس کی اشاعت پر میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائے۔مخطوطہ کی اشاعت سے علم و ادب اور تاریخ کے بہت سے پہلو اجاگر ہوئے ہیں۔

MASNAVI AZRAB-E-SULTHANI

Epic Poem, first hand information of the wars between TipuSultan of Mysore and Marathas of Poona,Nizam of Hyderabad written by Malikus-shora Hasan Ali pen name Izzat a court poet of Tipu Sulatan in the year 1785 A.D (1200 Hijri) Edited and composed by Professor Muhammed Sibghatullah M.A.,Ph.D

C	:	MALIK PUBLICATIONS
Year of publications	:	**2008-2009**
(Second Edition)		
Pages	:	213 + iv
Publisher	:	Malik Publications
Prize	:	Rs 100/=

Copies available at

MALIK PUBLICATIONS

NO 50-12''Aashiyana"

4th Main Vasanthappa Block

Ganga Nagar **Bangalore -32**